مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ



# علم الفقہ



## جلد پنجم

جسمیں

اس جلد میں حج کے تمام مسائل معہ ارکان و شرائط کے علاوہ حالات زیارت گاہ عالم اسلامی مدینہ منورہ و روضۂ مقدسہ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

اثر خامہ

حضرت حجۃ الاسلام امام اہلسنت مولانا الحاج الشاہ محمد عبد الشکور صاحب

فاروقی مجددی نقشبندی مدظلہ العالی

مکتبہ اسلامیہ پاٹا نالہ لکھنؤ

(صرف نیشنل ادبی پریس میں چھپا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ الذی وضع للناس بیتہ ببکۃ مبارکا وھدی للعلمین وبعث فیھا اشرف الرسل داعیا الی الشرع المبین فصلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین ما طاف طائف بالبیت العتیق وما دام البلد الامین ؕ

حق جل شانہ کی توفیق سے علم الفقہ کی چار جلدین تمام ہوچکین اب یہ پانچوین جلد شروع ہوتی ہے جس میں اسلام کے پانچوین رکن حج کا بیان ہے امید ہے کہ خداے تعالی اسکو بھی بخیر وخوبی انجام کو پہونچاے آمین بالنبی الامین۔

حج کے معنی لغت مین کسی باعظمت چیز کی طرف جانے کا قصد کرنا اور اصطلاح شریعت میں کعبہ مکرمہ کا طواف اور مقام عرفات میں ٹھہرنا انھیں خاص طریقون سے جو صاحب شریعت سے منقول ہین اسی خاص زمانہ مین جو شریعت نے ثابت ہے (مراقی الفلاح وغیرہ) صحیح یہ ہے کہ حج کی فرضیت اسی امت مکرمہ کے ساتھ خاص ہے گو حج کا رواج حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے ہے مگر اس وقت اس کی فرضیت کا حکم نہ تھا۔ حج کی فرضیت سنہ ۹ ہجری کے آخر[۱ ۲] میں ہوئی جب اللہ تعالی کا یہ فرمان

---

[۱] اکثر علما اس طرف ہیں کہ حج کی فرضیت سنہ ۶ھ مین ہوئی مگر علامہ ابن عابدین نے رد المحتار میں لکھا ہے کہ ان علما کے پاس کوئی اسکی دلیل نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے بہت بعید ہے کہ خدا کے حکم کی تعمیل مین سستی یا تاخیر کرین حج کی فرضیت تو سنہ ۶ھ مین ہو اور آپ سنہ ۱۰ھ یعنی چار برس تک اسکی تعمیل نہ کرین قبیلہ عبد القیس کے لوگ جب آپکے پاس آئے تو آپنے اُن کو حج کا حکم نہیں دیا (صحیح بخاری) قاضی عیاض لکھتے ہین کہ حج کا حکم نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ اسوقت تک حج فرض نہوا تھا اور وفد قیس سنہ ۸ھ کا ہے اور حج سنہ ۹ھ مین فرض ہوا تھا (فتح الباری)

نازل ہوا تھا کہ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ترجمہ اللہ کی خوشنودی کے لئے لوگوں پر کعبہ کا حج (ضروری) ہے (یعنی اُس شخص پر) جو وہاں تک جا سکے جس سال یہ آیت نازل ہوئی حج کا زمانہ باقی نہ تھا سال آئندہ یعنی سنہ ۱۰ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فرمان عالی شان کی تعمیل فرمائی اور یہ آپکا آخری حج تھا جو حجۃ الوداع کے لقب سے مشہور ہے (رد المحتار) فرضیت کے بعد اسی ایک حج کا اتفاق ہوا اس کے بعد آپ نے اپنی مفارقت سے دنیا کو بے نور کر دیا فالی اللہ المشتکی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

## حج کی تاکید اور فضیلت

حج کا ضروری ہونا (جس کو اصطلاح فقہ میں فرضیت کہتے ہیں) قرآن مجید سے اُسی صراحت کے ساتھ ثابت ہے جیسے نماز روزہ زکوٰۃ کا قرآن مجید میں اُسکے چند مسائل بھی مذکور ہیں سچے مسلمانوں کے لئے تو یہی دو تین لفظیں کافی ہیں مگر سوتوں کے جگانے کے لئے چند احادیث بھی نقل کی جاتی ہیں۔

اس سے زیادہ اور کیا تاکید ہوگی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز روزہ کی طرح حج کو بھی اسلام کا مبنی قرار دیا ہے۔ (بخاری مسلم) اسی طرح بہت سی حدیثیں ہیں کہ کچھ اُن میں سے دوسری تیسری چوتھی جلد میں مذکور ہو چکی ہیں یہاں ہم چند حدیثیں نقل کرتے ہیں جو ابھی تک نہیں لکھی گئیں۔

(۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو بیشک اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا تم حج کرو تو ایک شخص بولا کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال (حج فرض ہے) تو آپ نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ اُس شخص نے یہی تین مرتبہ کہا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں کہہ دیتا کہ ہاں تو یقیناً (ہر سال کے لئے) ضروری ہو جاتا اور بلاشبہ تم لوگ (ہر سال حج) نہ کر سکتے پھر آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نہ کہا کروں مجھ سے نہ پوچھا کرو اس لئے کہ اگلے لوگ جو ہلاک ہوئے تو انبیا سے زیادہ پوچھنے اور اختلاف کرنے سے ہوئے لہٰذا جب میں تم کو کسی بات کا حکم دوں تو حتی الامکان اُس کو کرو اور جب میں تم کو کسی بات سے منع کر دوں تو اسکو چھوڑ دو (مسلم)

(۲) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانا عرض کیا گیا کہ پھر کون آپنے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں (کافروں سے) لڑنا عرض کیا گیا کہ پھر کون آپنے فرمایا کہ حج مبرور (بخاری مسلم)

(۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لئے حج کرے اور (اثنائے حج میں) فحش گوئی سے بچے تو وہ (ایسا بیگناہ ہو کے لوٹے گا جیسے اُس دن بیگناہ تھا) کہ جس دن اُس کو اسکی ماں نے جنا تھا۔ (بخاری مسلم)

(۴) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمرہ اُن گناہوں کا کفارہ ہے جو دوسرے عمرہ تک ہوں اور حج مبرور کا بدلہ سوا جنت کے کچھ نہیں ہے (بخاری مسلم)

(۵) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رمضان میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ہے۔

(۶) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہے اور کوئی عورت بغیر اپنے محرم (کی ہمراہی) کے سفر نہ کرے تو ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا نام تو فلاں فلاں جہاد میں لکھ دیا گیا ہے اور میری بی بی حج کرنے نکلی ہے آپ نے فرمایا کہ (تو جہاد میں نہ جا بلکہ اپنی عورت کے ساتھ) جا اور اپنی عورت کے ہمراہ حج کر (بخاری مسلم)

(۷) عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں (جانے کی) اجازت مانگی تو آپنے فرمایا کہ تمھارا جہاد حج ہے (بخاری مسلم)

(۸) علی مرتضیٰ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص زاد راہ اور سواری رکھتا ہو جو اُسے بیت اللہ تک پہونچا دے اور (پھر بھی) وہ حج نہ کرے تو اُسکے لئے یہودی یا نصرانی مر جانے میں (اور بے حج مر جانے میں) کچھ فرق نہیں اور یہ اس لئے کہ اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ اللہ (کی خوشنودی) کے لئے لوگوں پر کعبہ کا حج کرنا (ضروری) ہے (یعنی) اُس پر جو وہاں تک جا سکتا ہو۔ (ترمذی)

(۹) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ ساتھ

کرو اس لئے کہ یہ دونوں فقر کو اور گناہوں کو ایسا دور کرتے ہین جیسے بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں ہے (ترمذی)

(۱۰) ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو حج کرنے سے کوئی کھلی ہوئی ضرورت یا کوئی ظالم بادشاہ یا کوئی معذور کر دینے والا مرض نہ روکے اور وہ بغیر حج کیئے مرجائے تو اُسے اختیار ہے چاہے یہودی ہوکر مرجائے چاہے نصرانی ہوکر (دارمی) اس حدیث کو خوب غور سے دیکھو اور سمجھو کیسی سخت تاکید ہے۔

(۱۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہین اگر وہ اللہ سے دعا کرین تو اللہ اُنکی دعا قبول کرے اور اور اگر وہ اُس سے مغفرت مانگین تو اللہ اُنکی مغفرت فرمائے (ابن ماجہ)

(۱۲) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی حج کرنے والے سے ملاقات کرو تو اُسے سلام کرو اور اُس سے مصافحہ کرو اور اُس سے کہو کہ وہ تمھارے لئے استغفار کرے کیونکہ اُسکی مغفرت ہو چکی ہے (مسند امام احمد)

(۱۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے کے لئے یا جہاد کرنے کے لئے (اپنے گھر سے) نکلے پھر راستہ ہی میں مرجائے تو اللہ اُس کو غزا کرنے والے کا ثواب دیگا۔ (بیہقی)

(۱۴) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ قیامت اُس وقت قائم ہوگی کہ بیت اللہ کا حج نہ کیا جائے۔ (بخاری)

احادیث مین وارد ہوا ہے کہ قیامت اُس وقت قائم ہوگی جب معاصی کی کثرت ہو جائیگی اور حج نہ کرنا چونکہ ایک بڑی معصیت ہے لہذا آپ نے اسکے ترک کو علامات قیامت سے قرار دیا۔ یہان تک تو حج کے فضائل تھے مکہ مکرمہ کے فضائل مین بھی بہت صحیح حدیثین ہین مگر اسکی فضیلت کے لئے یہ بات کیا کم ہے اللہ جل شانہ کا مقدس مکان یعنی کعبہ مکرمہ وہاں ہے اور یہ شہر خدا کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے آباد ہوا حق تعالی نے قرآن مجید میں اس شہر مقدس کو بلد امین اور ام القرے کے

خطاب سے مشرف فرمایا ہے۔

حج کی نسبت اگر صحابہ اور اگلے مسلمانوں کے ذوق و شوق کی کچھ کیفیت بیان کیجائے تو بلا مبالغہ ایک بہت بڑا ضخیم دفتر بھی کفایت نہ کریگا اور اُن کے دلی جذبات اور شوقی کیفیات کا ایک شمہ بھی بیان نہو سکے گا۔ اب تو روز بروز خشکی اور تری کے سفروں میں آسانی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ پہلے زمانہ میں یہ باتیں کہاں تھیں مگر وہ اپنے ذوق و شوق میں تمام مصائب کو راحت سمجھتے تھے۔

اس بیان کو طول دینا مناسب نہیں گو ائمہ ماضیین کے حالات کا دل پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے لیکن حج تو ایک ایسی پیاری اور مرغوب عبادت ہے کہ اسکے لئے زیادہ ترغیب و ترہیب کی کچھ ضرورت نہیں۔ وہ کون مسلمان ہے جس کا دل یہ نہ چاہتا ہو کہ خدا کے مقدس گھر کی زیارت کرے اُس پاک سرزمین کے جمال سے اپنی آنکھوں کو روشن کرے جہاں سے اسلام نکلا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پیدا ہوے وہیں نبی ہوے برسوں وہاں وعظ فرمایا صدہا صحابہ سو رہے ہیں وہ کون مسلمان ہے جس کو یہ آرزو نہ ہو کہ اُس پرانے اور باعظمت گھر کا طواف کرے۔ جس کے گرد حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہما وسلم پھرا کرتے تھے اے میرے ذوالجلال پروردگار اے خداوند لوح و قلم اے آفریدگار عالم اے وہ کہ تیرا پاک جلوہ عرش بریں پر ہے اے وہ کہ کعبۂ مکرمہ کا رب البیت ہے اپنے برگزیدہ نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے پسندیدہ ہمنشینوں کے طفیل میں تمام مسلمانوں کو اس نعمت عظمیٰ سے فیضیاب کر سب کے دلوں کو اپنے جمال بمثال کا پروانہ بنادے اور اس ناچیز عاجز کو بھی اپنی نیک نظر سے مورد لطف و کرم فرما اور اگلے بزرگوں کے درد ذوق کا ایک آدھا قطرہ اُس کو بھی عنایت کر آمین بالنبی الامین ؏

زان حریفم اگر رسد حرفے
بندم از دولتِ ابد طرفے

# اصطلاحی الفاظ اور مقامات کے ناموں کی تشریح

میقات - وہ مقام جس سے آگے مکہ مکرمہ کا جانے والا بغیر احرام کے نہ جا سکے - آفاقی کے لئے پانچ میقات ہیں - اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ کوفہ بصرہ والوں کے لئے ذات عرق شام والوں کے لئے جحفہ یمن کے رہنے والوں کے لئے یلملم ہندوستانیوں کی بھی یہی میقات ہے قرن اہل نجد کے لئے اور حلی کی میقات حل ہے اور حرمی کی میقات حج کے لئے تو حرام ہے مگر عمرہ کے لئے حل -

آفاقی - وہ شخص جو میقات سے باہر کا رہنے والا ہو جیسے مدنی - عراقی - شامی - ہندوستانی -

حلی وہ شخص جو میقات کے اندر مگر مکہ مکرمہ سے باہر رہتا ہو جیسے نخلہ محمود کے رہنے والے

حرمی خاص مکہ مکرمہ کا رہنے والا -

احرام حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ یا کوئی ایسا فعل کرنا جو قائم مقام تلبیہ کے ہو مثل ہدی کے روانہ کرنے کے - جو شخص احرام باندھے اسکو محرم کہتے ہیں -

حج بحالت احرام کعبۂ مکرمہ کا طواف اور عرفہ کا وقوف ایک مخصوص زمانہ میں اور حج کرنے والے کو حاجی کہتے ہیں -

عمرہ بحالت احرام کعبہ کا طواف اور سعی - عمرہ کرنے والے کو معتمر کہتے ہیں -

افراد صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج پر اکتفا کرنا - جو شخص ایسا کرے اُسکو مُفرِد کہتے ہیں -

قران حج و عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھنا اور پہلے عمرہ کر کے پھر حج کرنا - جو شخص ایسا کرے اُس کو قارن کہتے ہیں -

تمتع ایام حج میں پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کر لینا اور اُسکے بعد اُسی سال اُسی سفر میں حج کا احرام باندھ کر حج کرنا - جو شخص ایسا کرے اسکو متمتع کہتے ہیں -

طواف کعبۂ شریفہ کے گرد گھومنا - اور کبھی صفا مروہ کے درمیان میں سعی کرنے کو کہتے

ہیں۔ **شوط**۔ ایک چکر۔

**استلام** جب حجر اسود کی نسبت مستعمل ہوتا ہے تو اس کا بوسہ لینا مقصود ہوتا ہے اور جب رکن یمانی کی نسبت بولا جاتا ہے تو صرف اس کا چھو لینا مراد ہوتا ہے۔

**تلبیہ** اس عبارت کا پڑھنا لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔[ع]

**تہلیل** کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؐ کا پڑھنا

**تلبید** کسی چیز کا مثل گوند وغیرہ کے احرام سے پہلے بالوں میں لگا لینا تاکہ ٹوٹنے سے محفوظ رہیں۔

**وقوف** کے معنی لغت میں ٹھہرنا اور اصطلاح میں عرفات اور مزدلفہ میں پہونچ جانا۔

**رمی** ایک خاص مقام میں کنکریوں کا مارنا۔

**رمل** شانہ ہلاکر کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھ کر چلنا۔

**اضطباع** چادر کا اس طرح اوڑھنا کہ اسکا ایک سرا داہنے شانے سے اُتار کر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں شانے پر ڈال لے۔

**تقلید**۔ بالوں کی یا کپڑے کی رسی بناکر اس میں جوتی کا ٹکڑا یا کسی درخت کی چھال وغیرہ باندھ کر ہدی کے گردن میں ڈال دینا تاکہ دیکھتے ہی ہر شخص سمجھ لے کہ یہ ہدی ہے اور اس سے مزاحمت نہ کرے اور اس رسی کو قلاوہ کہتے ہیں۔

**اشعار** ہدی کی پہچان کے لیے اُسکے داہنے شانے پر خفیف زخم لگا دینا جو اُسکی کھال کو کاٹ دے مگر گوشت تک نہ پہونچے۔

**تجلیل** ہدی کو جھول اُڑھا دینا۔

**تحلیق** بالوں کا منڈوانا۔

**تقصیر** بالوں کا کتروانا۔

**رفث** جماع کرنا یا عورتوں کے سامنے جماع وغیرہ کا ذکر کرنا اشارۃً یا صراحۃً۔

---

ع اے اللہ میں تیرے دروازہ پر بار بار حاضر ہوں اور تیری طلبی کو بار بار قبول کرتا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں بیشک تعریف اور احسان تیرے ہی لئے ہے اور بادشاہت تیری ہی ہے کوئی تیرا شریک نہیں ۱۲

مکہ ایک شہر ہے جو کسی زمانہ میں بالکل جنگل تھا کوہستان اور بے آب و گیاہ ریگستان ہونے کے سبب سے لوگ وہاں رہنے کا قصد نہ کرتے تھے جب حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور اُنکی والدہ ماجدہ بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو اس جنگل میں لاکر چھوڑا اور خدا سے دعا کی کہ اس جنگل کو آباد کر دے اور یہاں کے رہنے والونکو میوہ جات سے رزق عطا فرما اُسوقت حق تعالیٰ نے اُس جنگل مقدس کو آباد کر دیا میوہ جات بھی وہاں بکثرت آنے لگے وہ جنگل خدا کو ایسا محبوب ہوا کہ اُسکو خوب سرسبز کیا اور بلد امین کا مبارک لقب اُسے دیا اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں مبعوث فرمایا مکہ بھی اسی شہر کو کہتے ہیں۔

کعبہ شہر مکہ مکرمہ میں ایک مقدس مکان ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کی پیدائش سے پہلے زمین پر بیت معمور کی محاذات میں تعمیر کیا تھا۔ بیت معمور ساتوین آسمان پر ایک مکان ہے جس کا فرشتے طواف کیا کرتے ہین پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اُس کو بوجہ پہلی عمارت کے منہدم ہوجانے کے درست کیا اور اُنکی اولاد نے اُس کو آباد رکھا یہانتک کہ نوح علیہ السلام کے طوفان مین وہ غرق ہو گیا پھر حق تعالیٰ نے اپنے خلیل مکرم حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کو اُسکی تعمیر کا حکم دیا۔ اُنھون نے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اُسکی تعمیر کی جیسا کہ قرآن مجید مین مذکور ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ مکرمہ مین دو دروازے بنائے ایک بجانب مشرق دوسرا بجانب مغرب کہ ایک دروازہ سے آدمی داخل ہو اور دوسرے سے نکل جائے اور اُنھون نے دروازون کی چوکھٹ اونچی نہ بنائی تھی بلکہ زمین سے ملی ہوئی۔ پھر لوگ برابر اس مکان تقدس نشان کی تعمیر اور درستی کرتے رہے اور اُس کا طواف کرنے کو دور دور سے لوگ آتے تھے یہانتک کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ مین نبوت سے پہلے کچھ حصہ کعبہ شریفہ کا آگ سے جل گیا اہل مکہ نے اُسکی تعمیر کا ارادہ کیا اور اس بات پر اتفاق کیا کہ پاک کمائی سے جو مال پیدا کیا گیا ہو وہی اُسکی تعمیر مین صرف کیا جائے الغرض اُنھون نے تعمیر شروع کی مگر

قدیم طرز عمارت کو بدل دیا اور بجاے دو دروازوں کے صرف ایک دروازہ بجانب مشرق باقی رکھا اتفاق سے سرمایہ کم پڑ گیا اس سبب سے بقدر چھ گز کے دیوار چھوٹی کردی گئی۔ (اعلام الاعلام بنا مسجد الحرام) پھر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخر عمر میں اپنی یہ تمنا ظاہر فرمائی کہ اگر مین سال آیندہ تک زندہ رہا تو کعبہ کی از سر نو تعمیر کرونگا اور خلیل علیہ السلام کے طرز پر اُسکی عمارت کرونگا اور جو حصہ کفار قریش نے کعبہ سے نکال دیا ہے اُس کو پھر اُسمین داخل کردونگا مگر سال آیندہ مین آپ کی وفات ہوگئی خلفاے راشدین کو مہمات خلافت سے اتنی مہلت نہ ملی کہ وہ آپ کی اس تمنا کے پوری ہونے کی کوشش کرتے جب عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اہل حجاز وغیرہ نے خلیفہ بنایا تو انھون نے کعبہ کی تعمیر سرور انبیا کی تمنا کے موافق شروع کی اور خلیل علیہ السلام کے طرز پر کعبے کی عمارت بنادی بعد اسکے جب عبد الملک نے عبد اللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیے حجاج کو بھیجا اور اُسنے اُن پر فتح پائی تو اُس نے نہ چاہا کہ ابن زبیر کا بنایا ہوا کعبہ باقی رہے چنانچہ اُس نے حجر اسود کی طرف دیوار توڑدی اور اُسکی عمارت کا پھر وہی طرز کردیا جو زمانہ جاہلیت مین تھا اور اب بھی اُسی طرز پر ہے کعبہ مکرمہ دنیا مین سب سے پہلا مکان ہے جو اللہ جل شانہ کی عبادت کے لئے بنایا گیا چنانچہ حق سبحانہ اُسکی تعریف مین فرماتا ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ فِیْہِ اٰیَاتٌ بَیِّنَاتٌ مَّقَامُ اِبْرَاھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ترجمہ بے شک (سب سے) پہلا گھر جو لوگون کے (عبادت کرنے کے) لئے بنایا گیا یقیناً وہی ہے جو مکہ مین ہی برکت والا اور لوگون کا رہنما اس مین واضح نشانیاں (ہماری قدرت کی) ہین یعنی مقام ابراہیم اور جو کوئی وہاں داخل ہوجاتا ہے (دشمن کے شر سے) بے خوف ہوجاتا ہے۔

حطیم وہ حصہ جو حضرت خلیل علیہ السلام کے عہد مین کعبہ کے اندر داخل تھا اور قریش نے سرمایہ کے کم ہوجانے کے سبب سے اُس کو داخل نہین کیا۔

حجر اسود ایک سیاہ رنگ کا پتھر ہے جو کعبہ مکرمہ کے شرقی گوشہ مین جو دروازہ سے قریب ہے گڑا ہوا ہے۔ یہ پتھر جنت سے نازل ہوا ہے جس وقت نازل ہوا تھا دودھ

سے زیادہ سپید تھا مگر آدمیوں کے گناہ نے اُس کو سیاہ کر دیا (ترمذی) قیامت کے دن یہ پتھر بھی اُٹھایا جائے گا اور اسکو آنکھیں اور زبان عنایت ہوگی جسنے اسکا استلام کیا ہے اُسکے مومن ہونے کی گواہی دیگا (ترمذی دارمی)

**رکن یمانی**۔ ایک پتھر ہے جو کعبہ مکرمہ کے ایک گوشہ میں بجانب یمن گڑا ہوا ہے۔

**مقام ابراہیم** ایک پتھر ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کے دیکھنے کو مکہ آتے تھے تو اونٹ سے اسی پتھر پر اُترتے تھے اور جب جانے لگتے تو اسی پتھر پر کھڑے ہو کر اونٹ پر سوار ہوتے اس پتھر پر اُن کے دونوں مبارک قدموں کا نشان بن گیا ہے۔

**زمزم** ایک چشمہ جو بی بی ہاجرہ اور اُن کے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے حق تعالےٰ نے جاری کیا تھا اس پانی کے بہت فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں اسی سبب سے اس پانی کو کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے۔

**میلین اخضرین** صفا اور مروہ کے درمیان میں ایک نشیب تھا جس سے بی بی ہاجرہ دوڑ کر نکل جاتی تھیں اب وہ نشیب تو باقی نہ رہا مگر اسکی حد معلوم کرنے کے لئے اس کے دونوں سروں پر ایک ایک نشان گاڑ دیا گیا ہے ان دونوں نشانوں کو میلین اخضرین کہتے ہیں۔

**منیٰ** ایک گاؤں ہے حدود حرم میں مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل۔

**عرفات** ایک پہاڑ کا نام ہے جس میدان میں وہ پہاڑ واقع ہے اس کو وادی عرفات کہتے ہیں۔

**بطن عرنہ** میدان عرفات میں ایک خاص مقام کا نام ہے۔

**مزدلفہ** ایک مقام ہے منیٰ اور عرفات کے درمیان میں۔

**محسّر** مزدلفہ میں ایک خاص مقام کا نام ہے۔

**ذوالحلیفہ** ایک مقام ہے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتا ہے مسجد نبوی سے پانچ میل سے کچھ کم ہے۔

ذات عرق ایک مقام ہے اُسمیں عِرق نامی ایک پہاڑ ہے کوفہ بصرہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوے ملتا ہے مکہ مکرمہ سے بیالیس میل ہے

جحفہ۔ ایک مقام ہے شام سے مکہ مکرمہ آتے ہوے ملتا ہے مکہ سے تقریبًا تین مراحل ہے۔

قرن۔ ایک مقام ہے نجد سے مکہ مکرمہ آتے ہوے ملتا ہے مکہ مکرمہ سے بیالیس میل ہے۔

یلملم ایک پہاڑ کا نام ہے یمن سے مکہ مکرمہ آتے ہوے ملتا ہے ہندوستان سے جو لوگ کہ مکہ جاتے ہین ان کو بھی یہ پہاڑ ملتا ہے مکہ سے دو مراحل ہے۔

جبل الرحمتہ میدان عرفات کے وسط میں ایک پہاڑ ہے۔

جبل قزح مزدلفہ مین ایک پہاڑ ہے۔

مسجد خیف منیٰ میں ایک مسجد ہے اُس کا نام ہے۔

محصّب منیٰ اور مکہ مکرمہ کے درمیان میں ایک مقام ہے۔

## حج کے فوائد اور اس کی حکمتین

اگرچہ شریعت کا کوئی حکم مصالح اور فوائد سے خالی نہیں مگر انکی حکمتوں کا کما ینبغی سمجھ لینا بڑی عقل قدسی کا کام ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک بات سمجھ میں آجاتی ہے مگر اُس کے بیان کرنے کے لئے بہت سے مقدمات کی تمہید کی ضرورت پڑتی ہے اور اُن کے مبادی ذہن میں حاضر نہیں ہوتے بہرکیف جو کچھ سمجھ میں آرہا ہے اور جہانتک قوت بیانیہ کام دیتی ہے لکھتا ہوں۔

(۱) حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے جو حق سبحانہ کے خلیل اور بڑے برگزیدہ تھے اور یہ بڑی حکمت ہے کہ جب کسی سے تقرب اور ازدیاد محبت منظور ہو تو اُن لوگوں کا طریقہ اختیار کیا جائے جو اُسکی نظر مین محبوب اور پسندیدہ ہوں۔

(۲) خاص کر اس امت کے لئے حج کی فرضیت میں یہ بڑی حکمت ہے کہ حج کرنے سے اُن مقامات متبرکہ کی زیارت نصیب ہوتی ہے جہاں اس امت کے سردار کے آثار نمایاں طور پر موجود ہیں وہین آپ پیدا ہوے وہیں رہے وہاں کی مبارک زمین سے

آپ کے مقدس قدموں نے مس کیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ان امور کے ملاحظہ کرنے سے ایمانی کیفیت مین ایک عجیب ترقی ہوتی ہے۔ اسی سبب سے ہر مذہب کے عقلا نے اپنی مذہبی مقامات کی زیارت کو لازم کر لیا ہے۔

(۳) حج کے جتنے افعال ہین وہ سب عاشقانہ ہین اور ان سب سے از خود رفتگی اور شیفتگی ظاہر ہوتی ہے اپنے محبوب کے لئے اپنے وطن گھر بار کا چھوڑ دینا مصائب سفر کا برداشت کرنا۔ ایک مدت تک جنگل جنگل پھرنا تمام آرایش اور زیب و زینت کی چیزون کو ترک کر دینا اور اکثر نفسانی خواہشون سے اجتناب کرنا پھر اس کے گھر کے گرد نہایت شغف کے ساتھ چکر لگانا یہ تمام باتین ایسی ہین کہ اگرچہ تکلف کیجایین اور دلی کیفیت سے نہ صادر ہون تب بھی دل مین کچھ نہ کچھ اثر کر جاتی ہین اور خدانخواستہ یہ بھی نہو تو یہ بات تو ضرور ہے کہ عشاق کی صورت بنائی جاتی ہے اور محض اللہ کے لئے تکالیف اور مصائب اُٹھانے اور گھر بار چھوڑنے کی نفس کو عادت ہوتی ہے۔

(۴) وہ مقامات متبرکہ جنکی زیارت حج مین نصیب ہوتی ہے انوار و برکات الٰہیہ کے مہبط ہین پس لامحالہ اُن کے زیارت کرنے والے پر اُن انوار و برکات کا ضرور انعکاس ہوتا ہے اسی کی طرف حدیث شریف مین اشارہ ہے کہ حج کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے اُسی دن کا پیدا ہوا بچہ۔

(۵) شریعت کا ایک بڑا مقصود اتحاد فیما بین المسلمین اور اظہار شوکت و جلالت بھی ہے یہ مقصود بھی حج مین پوری طور سے حاصل ہوتا ہے دور دراز ممالک کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوتے ہین سب ایک ہی کام مین مصروف ہوتے ہین اس اجتماع سے کیسی کچھ ہیبت اور شوکت اسلام کی ظاہر ہوتی ہے۔

## حج کے احکام

فرض ہے عمر بھر مین ایک بار جبکہ وہ تمام شرائط پائے جائیں جن سے حج فرض ہوتا ہے باوجود پائے جانے اُن شرائط کے جو شخص حج نہ کرے وہ فاسق گنہگار ہے اور جو شخص

فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

صحیح یہ ہے کہ جب حج کے شرائط پائے جائیں تو علی الفور حج کرنا فرض ہے دوسرے سال تک بھی تاخیر کرنا گناہ ہے۔ (مراقی الفلاح درمختار وغیرہ)

واجب ہے (۱) اُس شخص پر جو میقات کے اندر بغیر احرام باندھے چلا جائے اور اُسکے بعد حج کا احرام باندھے (۳) اُس شخص پر جس نے حج کی نذر کی ہو۔

حرام ہے۔ ناجائز مال سے حج کرنا۔

مکروہ تحریمی ہے (۱) بغیر اجازت اُن لوگوں کے حج کرنا جن سے اجازت لینا ضروری ہو (۲) جن کا نفقہ اُسکے ذمہ واجب ہے اُن کے نفقہ کا انتظام کیئے بغیر حج کرنا۔

## حج کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا کافر پر واجب نہیں۔

(۲) حج کی فرضیت سے واقف ہونا یا دارالاسلام میں ہونا۔

(۳) بالغ ہونا۔ نابالغ بچوں پر حج فرض نہیں۔

(۴) عاقل ہونا مجنون مست بیہوش پر حج فرض نہیں۔

---

۱ یہ امام ابوحنیفہ اور قاضی ابو یوسف کا مذہب ہے اُن کے نزدیک بعد تمام شرائط کے پائے جانے کے اگر کئی سال حج نہ کیا جائے تو ایسے شخص کی گواہی نہیں قبول کی جاتی۔ امام محمد کے نزدیک علی الفور حج کرنا کچھ ضروری نہیں ان کے نزدیک تاخیر سے کچھ گناہ نہیں ہوتا ۱۲

۲ میقات کے اندر بغیر احرام باندھے ہوئے جانا ممنوع ہے لہذا اگر کوئی شخص سہواً بے احرام باندھے چلا جائے تو اسپر واجب ہے کہ پھر میقات پر واجب آکر احرام باندھے پس اگر حج کا احرام باندھیگا تو یہ حج واجب ہوگا اور اگر عمرہ کا احرام باندھیگا تو عمرہ واجب ہے ۱۲

۳ مثلاً کسی کے ماں باپ اسکی خدمت کے محتاج ہوں یا کسی کا قرض اسکے ذمہ آتا ہو اور اُس کے پاس مال نہو یا کسی کی ضمانت کی ہو تو ان سب صورتوں میں ماں باپ یا قرضخواہ یا جس سے ضمانت کی ہے اُس سے اجازت طلب کرنا ضروری ہے ۱۲

(۵) آزاد ہونا۔ لونڈی غلام پر حج فرض نہیں۔

(۶) استطاعت یعنی اسقدر مال کا مالک ہونا جو ضرورت اصلیہ سے اور قرض سے محفوظ ہو اور اُسکے زاد راہ اور سواری کے لئے کافی ہو جائے اور جن لوگوں کا نفقہ اُسکے ذمہ واجب ہے اُن کے لئے بھی اُس میں سے اسقدر چھوڑ جائے جو اسکے لوٹنے تک ان لوگوں کو کفایت کر سکے۔

زاد راہ سے وہ متوسط مقدار مراد ہے جو اُسکی صحت قائم رکھ سکے مثلاً جو شخص گوشت اور مٹھائی وغیرہ کا عادی ہو اُسکے لئے اُنھیں چیزوں کا ہونا ضروری ہے اگر ایسے شخص کے پاس فقط اسقدر روپیہ ہو جو صرف خالی روٹی یا دال وغیرہ کے لئے کافی ہو سکے تو وہ شخص زاد راہ کا مالک نہ سمجھا جائیگا۔

سواری اُنھیں لوگوں کے لئے شرط ہے جو مکہ معظمہ کے رہنے والے نہ ہوں مکہ مکرمہ اور اُس کے آس پاس کے رہنے والوں کے لئے بشرطیکہ وہ پیادہ چل سکیں۔ سواری کی شرط نہیں اور جو پیادہ نہ چل سکیں تو اُن کے لئے بھی شرط ہو (مراقی الفلاح)

(۷) ان سب شرائط کے ساتھ اسقدر وقت کا ملنا جس میں ارکان حج ادا ہو سکیں اور مکہ معظمہ تک رفتار معتاد سے پہونچ سکے (رد المحتار)

یہاں تک جو شرائط بیان ہوئے یہ وہ تھے کہ اگر نہ پائے جائیں تو حج فرض ہی نہ ہوگا اور باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے اگر حج کیا جائے تو اُسکے بعد جس وقت یہ شرائط پائے جائیں گے دوبارہ حج کرنا پڑیگا پہلا حج کافی نہ ہوگا۔ اور اب آگے

---

۱ مالک ہونیکی قید اسلئے لگائی گئی کہ اگر کوئی شخص کسی کو حج کرنے کے لئے یا اور کسی غرض سے کچھ مال ہبہ کرے تو اُسپر حج فرض نہیں نہ اسکے ذمہ ہبہ کا قبول کرنا ضروری ہے گو ہبہ کرنیوالا اسکا عزیز کیوں نہو مثل باپ ماں لڑکے بالون اور بی بی کے ف نفقہ کے معنی خرچ کرنا کھانے پینے کپڑے کا خرچ رہنے کا مکان سب نفقہ میں داخل ہے ۱۲

۲ سواری کے بیان میں فقہانے بہت تفصیل کی ہے کہ کس قسم کی ہونی چاہیئے مگر حاصل اُسکا یہ ہے کہ ایسی سواری ہو جسپر سوار ہونیکی اُسے عادت ہو یا اُسپر سوار ہونے سے اُسکو تکلیف نہو پس جو شخص گھوڑے کی سواری کا عادی نہو یا اُسپر سوار ہونے سے اُسکو تکلیف ہوتی ہو اُسکے لئے گھوڑے کی سواری کا موجود ہونا کافی نہیں ہے ۱۲

جو شرائط بیان کئے جاتے ہیں وہ ایسے ہین کہ اُن کے نہ پائے جانے سے فرضیت حج کی ثابت ہے ہی گی ہاں بذات خود اُس وقت حج کرنا ضروری نہ ہوگا بلکہ دوسرے سے حج کرا لینا یا وصیت کرجانا کافی ہوگا اور جب شرائط پائے جائینگے پھر بذات خود حج کرنا پڑے گا اور باوجود نہ پائے جانے اُن شرائط کے اگر حج کرے گا تو دوبارہ نہ کرنا پڑیگا۔ (ردالمحتار)

(۸) بدن کا ایسے عوارض سے محفوظ ہونا جن کے سبب سے سفر نہ کرسکے پس اندھے اور لنگڑے اپاہج اور ایسے بوڑھے پر جو سواری پر بیٹھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو بذات خود حج کرنا فرض نہیں۔ اسی طرح تمام اُن امراض کو قیاس کرلو جو سفر سے باز رکھیں۔[۱]

(۹) کسی بادشاہ ظالم کا خوف یا کسی کی قید میں نہ ہونا۔

(۱۰) راستہ میں امن[۲] ہونا۔ اگر راستہ مین ڈاکہ زنی ہوتی ہو یا کوئی دریا ایسا حائل ہو کہ اُسمین بکثرت جہاز ڈوب جاتے ہون یا اور کسی قسم کا خوف ہو تو ایسی حالت میں بذات خود حج کرنا فرض نہین بلکہ اس امر کی وصیت کرجانا کہ بعد امن کے میری طرف سے حج کرلیا جائے کافی ہے۔

(۱۱) عورت کے لئے ہمراہی میں شوہر یا کسی اور محرم[۳] کا موجود ہونا۔ اور محرم کا عاقل بالغ مسلمان ہونا بھی شرط ہو اور فاسق نہ ہونا تو شوہر اور محرم دونوں مین شرط ہے۔

---

[۱] یہ صاحبین کا مذہب ہے اور اسی پر فتوی ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایسے عوارض کے حالت مین دوسرے سے بھی حج کرانے کی ضرورت نہین ۱۲

[۲] ہمارے زمانہ مین حجاج کے لئے قرنطینہ مقرر ہے پس اگر اس مین حج کرنے والون کے ساتھ زیادہ سختی کیجائے تو اسکا شمار بھی بے امنی مین ہوگا ۱۲

[۳] محرم اُسکو کہتے ہین جسکے ساتھ کبھی نکاح درست نہ ہو خواہ نسب کے سبب سے جیسے باپ چچا بھائی بیٹا وغیرہ یا دودھ کے باعث جیسے دودھ شریکا بھائی وغیرہ یا سسرالی قرابت کی وجہ سے جیسے خسر وغیرہ لیکن پھر بھی احتیاط اُسکو چاہتی ہے کہ جوان عورت اپنے سسرالی یا دودھ کے رشتہ دارون کے ہمراہ سفر نہ کرے ۱۲

(۱۲) عورت کے لئے عدت کا نہ ہونا جو عورت عدت مین ہو خواہ عدت وفات کی ہو یا طلاق کی خواہ طلاق رجعی کی یا بائن کی بہرحال اُسپر اسوقت حج فرض نہ ہوگا اگر سفر کر چکنے کے بعد عدت لاحق ہو جائے مثلاً اس کا شوہر مرجائے یا طلاق بائن ہو جائے تو اُس کو دیکھنا چاہیئے کہ جس مقام مین وہ ہے وہان سے مکۂ مکرمہ کی دوری بقدر مسافت سفر کے ہے یا اُس کے وطن کی اگر دونون اِس مقدار سے کم ہین تو اُسکو اختیار ہے چاہے مکۂ مکرمہ جائے چاہے وطن واپس آئے اگر ایک کم ہے اور دوسری زیادہ تو جو کم ہے اسی کو اختیار کرے یعنی اگر مکۂ مکرمہ مسافت سفر سے کم ہو تو وہان چلی جائے اور اگر وطن کم ہو تو وطن واپس آجائے اور اگر دونون کی دوری مسافت سفر کی برابر ہو تو اگر وہ مقام جہان وہ ہے کوئی شہر یا امن کی جگہ ہو تو وہین ٹھہر جائے اور عدت پوری کر لے اور اگر امن کی جگہ نہ ہو تو امن کے مقام مین جو وہان سے قریب تر ہو جا کر عدت پوری کرے عدت کے پورا کرنے کے بعد اگر حج کا زمانہ باقی ہو تو وہ حج کے لئے جا سکتی ہے اور اگر اُس کے شوہر نے اُس کو طلاق رجعی دی ہو تو اُس کے شوہر کو چاہیئے کہ اُس کو اپنے ہمراہ رکھے۔

# حج کے صحیح ہونے کی شرطین

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر کا حج صحیح نہیں۔ بعد اسلام کے اسکا پہلا حج کافی نہ ہوگا۔

(۲) حج کے تمام فرائض کا بجالانا اور مفسدات سے بچنا۔

(۳) زمانۂ حج میں حج کرنا اور اُس کے ہر رکن کا اپنے اپنے وقت مین ادا کرنا۔ مثلاً وقوف اپنے وقت مین طواف اپنے وقت مین۔ حج کرنے کے مہینہ یہ ہیں۔ شوال۔ ذیقعدہ اور ذیحجہ کا پہلا عشرہ۔

(۴) مکان یعنی حج کے ہر رکن کا اُسی مقام مین ادا کرنا جو اسکے لئے معین ہے۔

ع‍ عدت اُس زمانہ کو کہتے ہین جو عورت کے لئے بعد طلاق کے یا بعد شوہر کی وفات کے شریعت کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے کہ اُس مدت کے اندر دوسرا نکاح نہیں کر سکتی ۱۲

مثلاً۔ طواف کا مسجد حرام کے گرد ہونا وقوف عرفات کا عرفات میں ہونا وغیر ذلک۔

(۵) سمجھدار اور عاقل ہونا۔

(۶) جس سال احرام باندھا ہے اُسی سال حج کرنا۔

## حج کی فرضیت ساقط ہونے کی شرطیں

حج کی فرضیت کی پہلی سات شرطیں اور حج کے صحیح ہونے کی کل شرطیں جو مذکور ہوئیں اُن کا پایا جانا بھی ضروری ہے اور اُن کے علاوہ چار شرطیں اور ہیں۔

(۱) اسلام کا آخر عمر تک باقی رہنا اگر خدانخواستہ درمیان میں مرتد ہو جائے (معاذ اللہ منہ) تو وہ پہلا حج کافی نہ ہوگا اور درصورت پائے جانے شرائط فرضیت کے دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔

(۲) بشرط قدرت بذات خود حج کرنا اگر باوجود قدرت کے دوسرے سے حج کرائے تو فرض ادا نہ ہوگا گو ثواب مل جائے گا۔

(۳) حج کا احرام باندھتے وقت نفل کی نیت نہ کرنا۔

(۴) حج کا احرام باندھتے وقت کسی دوسرے کی طرف سے نیت نہ کرنا۔

## حج کا مسنون و مستحب طریقہ

اے زگلت نازدہ سر حب دل — ماندہ ز حب وطنت پا بہ گل
خیز کہ شد پردہ کش و پردہ ساز — مطرب عشاق براہ حجاز
رو بہ حرم کن کہ دراں خوش حریم — ہست سیہ پوش نگارے مقیم
صحن حرم روضۂ خلد بریں — او بہ چناں صحن مربع نشیں
قبلۂ خوبان عرب روے او — سجدۂ شوخان عجم سوے او

جب کسی خوش نصیب صاحب اقبال پر رب العرش کی رحمت خاصہ کا نزول ہو اور حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اُسکو اس سعادت عظمیٰ کی توفیق دے اور حج بیت اللہ

کا مبارک ارادہ اُسکے قابل قدر دل مین پیدا ہو تو اُس کو چاہیئے کہ استخارہ کرکے کوئی تاریخ اس سفر مقدس کی معین کرے اور جہان تک ممکن ہو ابرار و اخیار کے ہمراہی کی کوشش کرے اور اس امر کے لیئے بھی استخارہ کرے اور اپنے مان باپ سے اجازت حاصل کرے اور تمام اپنے احباب و اعزہ سے رخصت ہو اور ان سے معافی طلب کرے اور جن جن لوگوں کے حقوق مانند قرض وغیرہ کے اُسکے ذمہ ہوں اُن کو ادا کردے یا اُن سے اجازت لے لے جب چلنے لگے تو مسجد مین دو رکعت نماز سفر پڑھے اور کچھ صدقہ دے اور خدا کا شکر کرتا ہوا منزل مقصود کی طرف روانہ ہو جائے ؎

زہے سعادت آن بندہ کہ کرد نزول — گہے بہ بیتِ خدا و گہے بہ بیت رسول

کم از کم اپنے وطن سے ایسے وقت چلے کہ مکہ مکرمہ مین ذیحجہ کی ساتوین تاریخ سے پہلے پہونچ جائے تا کہ ساتوین تاریخ کا خطبہ سُن سکے۔

جب میقات پر پہونچے تو احرام باندھ لے اگر مفرد ہو تو صرف حج کا اور قارن ہو تو حج و عمرہ دونون کا متمتع ہو تو صرف عمرہ کا۔

احرام کے بعد تمام گناہون سے اور تمام اُن باتون سے جو حالت احرام مین ممنوع ہین پرہیز کرے اور احرام کے بعد فوراً اور نیز ہر صبح کو اور جب بلندی پر چڑھے یا نشیب مین اُترے یا کسی کو سوار آتا ہوا دیکھے اور جب باہم ایک دوسرے سے ملاقات کرے اور ہر نماز کے بعد غرض ہر حال مین کھڑے بیٹھے سوا حالت طواف کے بلند آواز سے تلبیہ کی کثرت کرے مگر اتنا نہ چلائے کہ تکلیف ہو اور جب مکہ مکرمہ قریب آجائے تو غسل کرے اور وہان دن مین کسی وقت باب المعلی سے داخل ہو اور سب سے پہلے

---

۱؎ استخارہ کا مسنون طریقہ اور اسکی دعا دوسری جلد مین دیکھو ۱۲

۲؎ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ پنجشنبہ کے دن روانہ ہو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لیئے پنجشنبہ کے دن مدینہ طیبہ سے روانہ ہوے تھے ۱۲

۳؎ گناہ کا ارتکاب تو ہر حالت مین ممنوع ہے لیکن احرام کی حالت مین اسکا ارتکاب اور بھی زیادہ قبیح ہے ۱۲

۴؎ حالت احرام مین جو چیزین ممنوع ہین اُن کا ذکر انشاءاللہ آگے ہوگا ۱۲

مسجد حرام کی زیارت کرے اور مسجد حرام مین باب السلام کی طرف سے شرف وصول حاصل کرے اور اسوقت اگر بدقسمتی سے خدانخواستہ حالت ذوق وشوق مین کچھ کمی ہو تو بہ تکلف آثار شوق پیدا کرے اور نہایت خشوع وخضوع کی حالت اپنے اوپر طاری کرے اور اس مقام مقدس کی جلالت وعظمت کا تصور ہر وقت دل مین رکھے اور تلبیہ کے ساتھ تہلیل بھی کرتا رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا رہے اور اُسوقت جو شخص اس سے مزاحمت کرے اُسکے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آئے اور کعبہ کے جمال دلربا پر نظر پڑتے ہی جو کچھ دل چاہے اپنے پروردگار سے طلب کرے پھر تکبیر وتہلیل کرتا ہوا حمد وصلوۃ پڑھتا ہوا حجر اسود کے مقابلہ مین آئے اور اُسکا استلام کرے۔

آفاقی ہو تو طواف قدوم کرے طواف کرتے وقت اپنی چادر بصورت اضطباع اوڑھ لے۔ طواف اپنی داہنی طرف سے جو کعبہ مکرمہ کے دروازہ سے قریب ہے شروع کرے طواف مین حطیم کو بھی شامل کرے اور سات شوط کرے ہر شوط کا ختم حجر اسود کے مقابلہ مین اور ہر مرتبہ جب حجر اسود کے مقابلہ مین آئے تو اُسکا استلام کرے اور پہلے تین شوطون مین رمل کرے۔ اور نیز ہر شوط مین رکن یمانی کا بھی استلام کرے۔ بعد اسکے دو رکعت نماز طواف بہ نیت واجب مقام ابراہیم علیہ السلام مین پڑھے وہاں نہ میسر ہو تو کعبہ شریفہ کے اندر جس جگہ چاہے نماز پڑھ لے اُس کے بعد ملتزم میں آئے اور

---

۱؎ زیادہ تکلف کی بھی ضرورت نہیں صرف یہ خیال کر لینا کافی ہے کہ یہ کون مقام مقدس ہے جسکی آرزو برسون لوگون کے دلون میں رہتی ہو اور بڑی خوش قسمتی سے یہ دن نصیب ہوتا ہے علاوہ بریں اُس عظیم الشان مجمع میں اکثر لوگ صاحب درد و ذوق ہونگے اُن کی حالت پر نظر کرنا بھی بہت مفید ہوگا ۱۲

۲؎ تلبیہ کے ساتھ تہلیل کرنے میں علما نے یہ حکمت لکھی ہو کہ اس سے توہم شرک دفع ہو جاتا ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس مکان کی پرستش منظور ہے ۱۲

۳؎ علما نے لکھا ہے کہ پندرہ مقامات ایسے ہین جہان دعا قبول ہوتی ہے منجملہ اُن کے کعبہ مکرمہ کے دیکھنے کے وقت اور زمزم کا پانی پیتے وقت اور ملتزم میں وغیر ذلک ۱۲

زمزم کا پانی پیئے اور پھر حجر اسود کا استلام کرکے سعی کرے اور جب صفا پر چڑھے تو بیت اللہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو اور تکبیر و تہلیل کرے درود پڑھے اور ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگے پھر جب مروہ پر چڑھے تو اسی طرح کرے یہاں بھی سات شوط پورے کرے ہر شوط کی ابتدا صفا سے ہو اور انتہا مروہ پر اور ہر شوط میں میلین اخضرین کے درمیان میں سعی کرے اور بہتر ہے کہ طواف قدوم کے بعد بحالت احرام مکہ مکرمہ میں ٹھہرا رہے اور جتنے دن وہاں رہے روزانہ جسقدر چاہے طواف کرے طواف کے لیئے کوئی وقت مقرر نہیں جس وقت چاہے کرے مگر ان طوافوں میں رمل اور ان کے بعد سعی نہ کرے۔

پھر ذیحجہ کی ساتویں تاریخ کو کعبۂ مکرمہ کے اندر امام خطبہ پڑھے اور اس میں حج کے مسائل بیان کرے یہ خطبہ ظہر کی نماز کے بعد پڑھا جائے اور ایک خطبہ ہو۔ پھر ذیحجہ کی آٹھویں تاریخ کو فجر کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھ کر منیٰ جانے کی تیاری کرے اور ایسے وقت جائے کہ ظہر کی نماز منیٰ میں جاکر پڑھے اور منیٰ میں قیام کرے اور حتی الوسع مسجد خیف کے قریب ٹھہرے۔

منیٰ میں نویں تاریخ کو فجر کی نماز اول وقت اندھیرے میں پڑھے پھر جب آفتاب نکل آئے تو عرفات جائے اور وہاں وقوف کرے جب ظہر کا وقت آجائے تو فوراً مسجد نمرہ میں جائے اور امام اُسوقت مثل جمعہ کے دو خطبے پڑھے اور اُنکے درمیان میں خفیف جلسہ بھی کرے اور جس وقت امام منبر پر بیٹھے اُس کے سامنے اذان بھی دی جائے ان خطبوں میں حج کے مسائل بیان کیئے جائیں۔ خطبوں سے فراغت کرکے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھ لی جائے۔ اذان صرف ایک مرتبہ دی جائے ہاں اقامت دونوں فرضوں کے لیئے علیحدہ علیحدہ پڑھی جاوے اور دونوں فرضوں کے درمیان میں کوئی نفل نہ پڑھی جائے۔ ان دو نمازوں کے

ف[۱] زمزم کا پانی کھڑے ہوکر پینا مستحب ہے علما نے لکھا ہے کہ تین قسم کے پانیوں کا بغرض تعظیم کھڑے ہوکر پینا وارد ہوا ہے زمزم کا پانی وضو کا بچا ہوا پانی۔ مومن کا جھوٹا پانی۔ ان کے علاوہ اور کسی پانی کا کھڑے ہوکر پینا مکروہ ہے ۱۲

ایک وقت میں پڑھنے کی اُسی شخص کو اجازت ہے جو محرم ہو اور امام کے ساتھ نماز پڑھے نماز سے فارغ ہو کر پھر موقف چلا جائے عرفات مین سوا بطن عرنہ کے جہان چاہے وقوف کرے اور وقوف کے لیئے زوال کے بعد غسل بھی کرلے اور جبل رحمت کے پاس قبلہ رو کھڑے ہو کر تکبیر تہلیل تلبیہ کرتا ہوا ہاتھ پھیلا کر خوب دل سے دعا مانگے اور بہت گڑگڑائے اور اپنے اور اپنے والدین اور تمام اعزہ کے لیئے استغفار کرے اور اس وقت کو غنیمت سمجھے خصوصاً اگر آفاقی ہو کیونکہ اُس کو یہ دن کہان نصیب ہوتا ہے اور وقوف سواری پر افضل ہے ورنہ کھڑا رہنا بہ نسبت بیٹھے رہنے کے بہتر ہے اور امام اسکے بعد ایک خطبہ پڑھے اُسمین حج کے مسائل بیان کرے یہ خطبہ نماز ظہر کے بعد پڑھا جائے۔ پھر جب آفتاب غروب ہو جائے تو امام مع تمام لوگون کے آہستگی کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائے اور جب وسیع میدان مل جائے تو تیز روی بھی کر سکتے ہین بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہو جب مزدلفہ پہونچ جائین تو جبل قزح کے قریب اُترین اور آنے جانے والون کے لیئے راہ چھوڑ دین اور وہین مغرب و عشا کی نماز ایک ساتھ پڑھین اذان بھی ایک ہی مرتبہ پڑھی جائے اور اقامت بھی ایک ہی مرتبہ اور دونوں فرضوں کے درمیان مین کوئی نفل نہ پڑھیں اور اگر کوئی شخص مزدلفہ کے راستے مین مغرب کی نماز پڑھ لے تو وہ درست نہو گی بلکہ اُس کو چاہیئے کہ طلوع آفتاب سے پہلے پہلے اُس کا اعادہ کرلے۔

دسوین تاریخ کی رات بھر مزدلفہ مین ٹھہرے جب صبح ہو جائے تو فجر کی نماز سب لوگ اوّل وقت اندھیرے مین پڑھ لیں پھر سب لوگ وہان وقوف کرین مزدلفہ مین سوا بطن محسّر کے جہان چاہین وقوف کر سکتے ہین اس وقوف کی حالت مین سب لوگ نہایت الحاح و زاری کے ساتھ اپنے دینی و دنیوی مقاصد کے لیئے خداوند عالم سے دعا کرین اور بہت الحاح و زاری کے ساتھ یہ التجا کرین کہ اے پروردگار جس طرح تو نے ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائین قبول فرمائیں

اسی طرح اپنے فضل سے ہماری دعائیں بھی قبول فرما- آفتاب نکلنے سے کچھ پہلے وقوف ختم کردیں پھر جب روشنی خوب پھیل جائے تو آفتاب نکلنے سے پہلے سب لوگ امام کے ہمراہ منیٰ واپس جائیں اور وہاں اُترین پھر جمرۃ العقبہ کے پاس آکر نشیب سے اُس کو رمی کرین سات کنکریاں ماری جائیں اور یہ کنکریاں یا تو مزدلفہ سے ہمراہ لیتے آئیں یا راستہ سے اُٹھالیں جمرۃ العقبہ کے پاس سے نہ لین رمی کے ابتدا ہی سے تلبیہ موقوف کردین بعد اسکے قربانی کریں پھر اپنے سر کو منڈوا ڈالیں یا ایک اُنگل کتروا دیں مرد کے لئے منڈوانا بہتر ہے اور عورت کو منڈوانا منع ہے اُس کو کتروا دینا چاہیئے اسکے بعد وہ تمام باتین جو حالت احرام میں منع تھیں سوا رفث کے جائز ہو جائینگی پھر منیٰ مین نماز عید پڑھ کر اُسی دن مکہ معظمہ جائے اور طواف زیارت کرے اس طواف مین رمل اور سعی دونوں نہ کرے اور اگر اس سے پہلے طواف مین سعی نہ کی ہو تو اس طواف مین رمل اور سعی دونوں کرے طواف زیارت کرکے پھر منیٰ مین واپس آئے وہاں ٹھہرے طواف زیارت کے بعد رفث بھی جائز ہو جاتا ہے۔

گیارھوین تاریخ کو زوال کے بعد پیادہ پا تینون جمرون کی رمی کرے جو مسجد خیف کے پاس ہے اُس کو سات کنکریاں مارے ہر مرتبہ تکبیر کہتا جائے بعد اُسکے وہیں ٹھہر کر حمد و صلوٰۃ پڑھ کر جو کچھ چاہے دعا کرے اپنے اور اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کے لئے استغفار کرے پھر اسی طرح اُس جمرہ کی رمی کرے جو پہلے جمرہ کے قریب ہے اور اُسکے پاس بھی ٹھہر کر دعا کرے پھر سوار ہو کر جمرۃ العقبہ کی رمی کرے اور وہاں نہ ٹھہرے پھر رات بھر منیٰ مین رہے۔

بارھوین تاریخ کو تینون جمرون کی بدستور سابق پھر رمی کرے اور اُسی دن غروب آفتاب سے پہلے مکہ مکرمہ واپس چلا آئے اور راستہ مین تھوڑی دیر کے لئے محصب مین اُترے پھر جب مکہ معظمہ سے سفر کرنے لگے تو طواف وداع کرے اس طواف میں بھی رمل و سعی نہیں ہے پھر طواف کی دو رکعتیں پڑھکر زمزم کا مبارک پانی پیئے اور گھونٹ گھونٹ کرکے پیئے اور ہر مرتبہ کعبہ مکرمہ کی طرف دیکھ کر حسرت سے آہ سرد

بھرے پھر اُس مقدس چوکھٹ کو بوسہ دے جو بیت اللہ مین ہے اور اپنا منھ اور
سینہ ملتزم پر رکھدے اور کعبۂ مکرمہ کے پردون کو پکڑ کر دعا کرے اور روئے
اگر خود بخود یہ حالت طاری نہ ہو تو اُس مقدس سرزمین کے فراق کا تصور کر کے
بہ تکلف اپنے اوپر یہ حالت پیدا کرے پھر پچھلے پیرون واپس آئے یعنی کعبۂ شریفہ
کی طرف پشت نہ کرے حج کے تمام افعال ختم ہو گئے۔

عورت بھی اسی طرح حج کرے مگر بلند آواز سے تلبیہ کرے اور میلین اخضرین
کے درمیان مین سعی نہ کرے اور ازدحام کے وقت حجر اسود کا استلام نہ کرے۔
اور رمی کے بعد اپنے بالون کو نہ منڈوائے بلکہ ایک ایک اُنگل کتروا ڈالے۔ یہ
طریقہ مفرد کے حج کا ہے قارن بھی اسیطرح تمام افعال ادا کرے صرف فرق یہ ہے کہ
وہ جب مکہ مکرمہ مین پہونچے تو سب سے پہلے عمرہ کا طواف کرے اُسکے بعد طواف
قدوم کرے عمرہ کا طواف اور طواف قدوم دونون کا طریقہ ایک ہی ہے سعی بھی ہر طواف
کے بعد کرے پھر دسوین تاریخ کو جمرۃ العقبہ کی رمی کر کے قربانی ضرور کرے اگر نہ استطاعت
ہو تو تین روزے دسوین تاریخ سے پہلے اور سات روزے بعد ایام تشریق کے
رکھے متمتع کو چاہیے کہ وہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ آئے
اور عمرہ کا طواف کرے اور اُسی وقت تلبیہ موقوف کردے۔ طواف کے بعد نماز
طواف پڑھ کر سعی کرے اس طواف کے پہلے تین شوطون مین رمل بھی کرے بعد
اسکے اپنے سر کو منڈوا ڈالے یا بال کتروالے پھر چاہے تو احرام سے باہر ہو جائے
چاہے نہ باہر ہو۔ باہر ہو جائیگا تو حج کے احرام کے لئے میقات جانا پڑے گا۔
نہ باہر ہوگا اور مکہ مین رہیگا تو اسکی میقات حرم ہے۔ الغرض اسی طواف کے بعد
ازسرنو حج کا احرام باندھے اور بہتر ہے کہ آٹھوین تاریخ کو حج کا احرام باندھے پھر مفرد
کی طرح حج کے تمام ارکان بجالائے اور قارن کی طرح قربانی اسپر بھی ضروری ہے نہ کر سکے
تو اُس کے مانند دس روزے رکھے۔

اور اگر متمتع اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو تو وہ عمرے کے طواف کے بعد قربانی کرے

اسکے بعد حج کا احرام کرے اور پھر بدستور سابق حج کرے بعد اسکے دسویں تاریخ کو تحلیق یا تقصیر کرے تب وہ عمرہ اور حج دونوں کے احرام سے باہر ہوجائیگا۔ اس سے پہلے عمرہ کے احرام سے بھی باہر نہیں ہوسکتا۔

## حج کے فرائض

حج مین پانچ فرض ہین۔

(۱) احرام۔ یہ حج کے لئے شرط بھی ہے اور رکن بھی ہے اگر شرط نہ ہوتا تو زمانہ حج سے پیشتر احرام صحیح نہ ہوتا اور اگر رکن نہ ہوتا تو جس کو حج نہ ملے اُس کو احرام پر قائم رہنا درست نہ ہوتا۔

(۲) وقوف عرفات۔ گو ایک منٹ ہی کے بقدر ہو اور خواہ دن مین ہو یا رات مین۔

(۳) طواف زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار شوط۔

(۴) ان فرائض میں ترتیب کا لحاظ یعنی احرام کو وقوف پر مقدم کرنا اور وقوف کو طواف زیارت پر مقدم کرنا۔

(۵) ہر فرض کو اسی کے مکان مخصوص میں ادا کرنا۔ یعنی وقوف کا خاص عرفات مین اور طواف کا خاص مسجد حرام یعنی کعبۂ مکرمہ کے گرد ہونا۔

(۶) ہر فرض کا اُسی خاص وقت میں ادا کرنا جو شریعت سے اُسکے لئے مقرر ہے۔ یعنی وقوف کا نویں ذیحجہ کی ظہر کے وقت سے دسویں تاریخ کی فجر سے پہلے ادا کرنا اور طواف کا اسکے بعد ادا کرنا۔

## حج کے واجبات

حج مین چھ واجب ہیں (۱) وقوف مزدلفہ (۲) سعی (۳) رمی (۴) آفاقی کے لئے طواف قدوم (۵) حلق یا تقصیر (قارن اور متمتع کو قربانی کرنا حج کے واجبات لوگوں نے پینتیس تک لکھے ہین مگر درحقیقت وہ بلاواسطہ حج کے واجبات نہیں ہیں بلکہ اُس کے

افعال کے ہین کوئی احرام کا ہے اور کوئی طواف کا اور کوئی وقوف کا لہذا ہم نے
صرف انھیں چھ واجبات پر اکتفا کی اور باقی واجبات کو ہم اسی فعل کے ضمن مین
بیان کرینگے جس کا وہ واجب ہے -

# حج کے مسائل

حج مین بہت سے ارکان ہیں ہر رکن کے مسائل علیحدہ بیان کیئے جاتے ہین
تا کہ اُن کے معلوم کرنے میں آسانی رہے -
احرام (۱) میقات سے بغیر احرام کے آگے نکل جانا مکروہ تحریمی ہر گو مکہ معظمہ بغرض تجارت
یا سیر ہی کیون نہ جاتا ہو (۲) میقات پر پہونچ کر احرام باندھنا واجب ہے اور
جو میقات سے پہلے باندھ لے بشرطیکہ اُس کے آداب کی رعایت کر سکے تو افضل
ہے (۳) احرام جس چیز کا باندھا جائے خواہ حج کا یا عمرہ کا اُس احرام سے بغیر
اُس چیز کے پورا کیے ہوئے باہر ہو جانا جائز نہیں اگرچہ وہ فاسد بھی ہو جائے
بخلاف نماز کے کہ اگر وہ فاسد ہو جائے تو اُس کا پورا کرنا جائز نہیں ہان اگر حج کا
احرام کیا ہو اور حج کا زمانہ فوت ہو جائے تو عمرہ کر کے احرام سے باہر ہو جائے
اسی طرح حج سے روک دیا جائے تو بھی ہدی ذبح کر کے احرام سے باہر ہو جائے
(۴) احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا سنت موکدہ ہے نہ ہو سکے تو صرف وضو پر
اکتفا کرے حیض و نفاس والی عورت اور نابالغ بچون کے لئے بھی غسل مسنون ہے
اس غسل کے عوض میں تیمم مشروع نہیں کیونکہ یہ غسل صفائی کے لئے ہے نہ طہارت
کی غرض سے (۵) غسل سے پہلے ناخون کا کتروانا اور حجامت کا بنوانا اور بعد
غسل کے سپید چادر اور تہ بند کا پہننا اور خوشبو لگانا مستحب ہے (۶) احرام کا طریقہ
یہ ہے کہ دو رکعت نماز بہ نیت نفل پڑھے بشرطیکہ کوئی وقت مکروہ نہو بعد اسکے
مفرد اپنے دل میں صرف حج کا ارادہ کرے اور اللہ تعالی سے اپنے اس ارادہ میں
کامیابی کی دعا مانگے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ اے اللہ میں حج کا

ارادہ رکھتا ہون پس تو اُس کو میرے لئے آسان کردے اور اُس کو مجھ سے قبول فرما اور معتمر اپنے دل مین صرف عمرہ کی نیت کرے اور یون دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْہَا لِی وَتَقَبَّلْہُ مِنِّی اے اللہ مین عمرہ کا ارادہ رکھتا ہون پس تو اُسکو میرے لئے آسان کردے اور اُس کو مجھ سے قبول فرما اور قارن حج وعمرہ دونون کی نیت ایک ساتھ کرے اور یون دعا مانگے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِی وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّی اے اللہ مین حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتا ہون پس تو ان دونون کو میرے لئے آسان کردے اور ان کو مجھ سے قبول فرما اور متمتع پہلے عمرہ کی نیت بطریق مذکور کرے بعد اسکے جب عمرہ کے افعال سے فراغت پائے تو حج کی نیت کرے۔ بعد ان تینون کے تلبیہ کرے اور دل مین نیت حج یا عمرہ وغیرہ کی مضبوط رکھے۔ نیت کرکے تلبیہ کہتے ہی احرام بندھ جاتا ہے جس طرح نماز مین نیت کرکے تکبیر کہتے ہی تحریمہ بندھ جاتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص بعد نیت کے تلبیہ نہ کرے بلکہ مکہ مکرمہ کی طرف اونٹ قربانی کے لئے لیکر روانہ ہوجائے یا کسی اونٹ کی تقلید کردے (خواہ وہ اونٹ کسی نفل قربانی کا ہو یا حرم مین کوئی شکار اُس نے کیا ہو اسکے بدلہ کا ہو) اور اُسکے ہمراہ حج کے ارادہ سے خود بھی روانہ ہوجائے یا اُسکو پہلے روانہ کردے اور بعد اسکے خود بھی چل دے کہ میقات سے پہلے اُس سے جاکر مل جائے یا عمرہ یا قران کے لئے ہدی روانہ کرے اور پھر خود بہ نیت احرام روانہ ہوجائے تو یہ افعال قائم مقام تلبیہ کے ہوجائینگے اور ان افعال کے کرتے ہی احرام بندھ جائیگا بشرطیکہ یہ سب افعال حج کے زمانہ مین ہون۔ بخلاف اسکے اشعار اور تجلیل اور اونٹ کے سوا اور کسی جانور کی تقلید یا قربانی کا نہ بغرض عمرہ وقران کے روانہ کرنا اور پھر اُس سے میقات کے پہلے نہ مل جانا قائم مقام تلبیہ کے نہین اور ان افعال سے احرام نہ ہوگا۔

(۷) احرام کے صحیح ہونے کے لئے کسی رکن خاص کا نیت مین معین کرنا ضروری

ع۵ جس صورت مین کہ عمرہ یا قران کی قربانی روانہ کرے تو اس صورت مین خود لیکر جانا یا اُس سے میقات کے پہلے جاکر مل جانا ضروری نہین ۱۲

نہین بلکہ اگر کسی رکن کی تعیین نہ کرے یعنی نیت مین نہ حج کی تخصیص کرے نہ عمرہ کی تب بھی احرام صحیح ہوجائیگا ہان قبل شروع کرنے افعال کے اُسکو معین کرنا ضروری[1] ہے ورنہ کریگا اور افعال شروع کردے گا تو وہ احرام عمرہ کے لئے معین ہوجائے گا اور اگر کوئی شخص حج کی نیت کرے مگر اُسمین فرض یا نفل کی تخصیص نہ کرے تو وہ احرام حج فرض کا ہوجائیگا بشرطیکہ اُس کے ذمہ حج فرض ہو اور اگر باوجود حج کے فرض ہونے کے نفل کی نیت کرلیگا تو وہ احرام نفل ہی کا ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی کے ذمہ حج فرض ہو اور وہ اپنے حج مین کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی نیت کرے یا نذر کے حج کی نیت کرے تو جیسی نیت اُسنے کی ہوگی ویسا ہی ہوگا[2] —

(۸) احرام کی حالت مین اِن افعال کا ارتکاب ممنوع ہے۔ رفث[1] کرنا۔ گناہ[2] کا ارتکاب[3]

---

[1] یعنی ہدی کا روانہ کرنا یا اُس کو لیکر جانا۔ اور یہ افعال قائم مقام تلبیہ کے اس سبب سے ہین کہ جسطرح تلبیہ نسک یعنی حج یا عمرہ ہی کے وقت ہوتا ہے اسیطرح یہ افعال بھی نسک کے ساتھ خاص ہین بخلاف اشعار وغیرہ کے کہ وہ بسا اوقات اور کسی فائدہ کے لئے بھی کئے جاتے ہین مثلاً اشعار بغرض علاج اور تجلیل سردی سے محفوظ رکھنے کے لئے بھی ہوتے ہین ۱۲

[1] چنانچہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ جب یمن سے واپس آئے ہین تو اُنھون نے یہی کہکر احرام باندھا ہے کہ جس نسک کے لئے رسولخدا صلعم نے احرام باندھا ہے اُس کے لئے مین بھی احرام باندھتا ہون (بحر الرائق)

[2] یہ امام ابو حنیفہ اور قاضی ابو یوسف کا مذہب ہے اور امام شافعی کے نزدیک جس شخص کے اوپر حج فرض ہے وہ اگر حج نفل کی نیت کرے یا کسی دوسرے کی طرف سے تو وہ احرام حج فرض ہی کیلئے ہوگا اور اُس کا فرض ادا ہوجائیگا امام شافعی حج کو روزے پر قیاس کرتے ہین کہ جس طرح رمضان کے مہینہ مین اگر نفل روزہ کی نیت کی جائے تب بھی فرض ہی ادا ہوتا ہے اسی طرح حج کے زمانہ مین چاہے نفل کی نیت کرے تب بھی فرض ادا ہوگا مگر یہ قیاس صحیح نہین حج کا وقت روزہ کے وقت کے مثل نہین ہے بلکہ نماز کے وقت کے مثل ہے جیسا کہ اصول فقہ مین ثابت ہوچکا ہے ۱۲

[3] گناہ کا ارتکاب اگرچہ ہر حالت مین ممنوع ہے مگر حالت احرام مین اسکا صدور اور بھی زیادہ قبیح ہے جس طرح ریشمی لباس کا استعمال ہر حالت مین منع ہے مگر حالت نماز مین اسکا استعمال اور بھی زیادہ بُرا ہے (در المختار)

کسی[3] سے جھگڑا[1] کرنا[2]۔ جنگلی جانوروں[2] کا خود شکار کرنا یا اس کی طرف اشارہ کرنا تاکہ کوئی دوسرا شخص شکار کرلے یا کسی قسم کے شکار میں[3] اعانت کرنا۔ سِلے ہوئے[4] کپڑے[5] کا پہننا[5] مثل کرتہ یا پجامہ۔ ٹوپی۔ عبا۔ قبا۔ موزون[6] وغیرہ کے۔ ورس[7] یا زعفران یا کسم یا کسی اور خوشبودار چیز سے رنگے ہوئے کپڑے کا استعمال کرنا۔ منھ اور سر کا کسی چیز سے چھپانا[8]۔ داڑھی اور سر کے بالون کا خطمی سے دھونا[9]۔ خوشبو کا استعمال کرنا۔ تیل[10] کا استعمال کرنا۔ اپنے[11] جسم کے بالون کا (خواہ وہ سر کے ہون یا داڑھی کے یا اور کسی مقام کے) منڈوانا[11]۔ یا کسی دوا کے ذریعہ سے اُن کا اُڑا دینا یا کتروانا یا اکھاڑ ڈالنا یا جلا دینا۔ ناخونون[12] کا کتروانا۔ ان باتون کے علاوہ اور کسی بات کی ممانعت نہین نہانا[13]۔ سایہ مین آرام لینا

---

۱۔ اس سے مراد دنیاوی امور مین یا بلاضرورت دینی امور مین جھگڑنا لیکن اگر ضرورت سخت واقع ہوجائے اور دینی معاملہ ہو تو پھر کچھ مضائقہ نہین کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تو حج کی تکمیل کا باعث ہے (شامی) ۲۔ دریائی جانورون کے شکار کی ممانعت نہین گو وہ از قسم ماکولات نہوں ۱۲

۳۔ کسی شخص کو شکار کے ذبح کرنے کے لئے چاقو وغیرہ دینا یا کوئی آلہ شکار کا مثل بندوق وغیرہ کے اس کے حوالہ کرنا اور شکار کا بھگانا یا اس کے پر وغیرہ کا توڑ ڈالنا یا اسکی خرید و فروخت کرنا اسکا گوشت کھانا یہ سب شکار کی اعانت مین داخل ہے۔ جوئین اور مچھر وغیرہ کا بھی شمار جنگلی جانورون مین ہے۔ ان کا قتل بھی ناجائز ہے ان کے مرجانے کے لئے کپڑے کا دھوپ مین ڈالنا یا اسکا دھونا سب ممنوع ہے ۱۲

۴۔ اگر کوئی کپڑا اس طرح بنایا گیا ہو کہ خود بخود جسم پر قائم رہے مثل پاتابہ بنیان وغیرہ کے وہ بھی سلے ہوئے کے حکم مین ہے ۱۲ ۵۔ پہننے سے مراد وہ طریقہ استعمال ہے جو مروج ہو مثلاً کرتہ کا پہننا اس طرح معمول ہے کہ آستین مین ہاتھ ڈالے جاتے ہین اور سر اُسکے گریبان مین داخل کیا جاتا ہے اگر کوئی شخص کرتہ کو اپنی پشت پر ڈال لے اور اسکی آستینون مین ہاتھ نہ داخل کرے نہ اسکے گریبان مین سر ڈالے تو ممنوع نہین ۱۲

۶۔ ہان اگر نعلین نہین تو موزون کو کاٹ ڈالے تاکہ ٹخنون سے نیچے ہوجائین اسکے بعد انکو پہن سکتا ہے ۱۲

۷۔ ہان اگر اس کو دھو ڈالے کہ اسکی خوشبو بالکل جاتی رہے تو اسکا پہننا جائز ہے۔

۸۔ خواہ پورا منہ چھپائے یا اسکا بعض حصہ ہان کسی بدبو وغیرہ کی وجہ سے یا یونہین ناک پر ہاتھ رکھ لینا جائز ہے

۹۔ خوشبو کا بغیر استعمال کے بلااختیار سونگھنا بھی مکروہ ہے ۱۲ (شامی)

بشرطیکہ وہ چیز جس سے سایہ لے اُس کے سر اور چہرہ مین نہ لگنے پائے۔ ہمیانی کا کمر مین باندھنا۔ ہتیارون کا کمر مین لگانا اپنے پاس رکھنا۔ انگوٹھی وغیرہ پہننا۔ بے خوشبو سرمہ کا استعمال کرنا۔ ختنہ کرانا۔ فصد لینا۔ پچھنے لگوانا بشرطیکہ بال نہ ٹوٹنے پائے۔ دانت کا اُکھڑوانا۔ اپنے بدن کا یا سر کا نرمی کے ساتھ کھجلانا کہ بال نہ ٹوٹنے پائین نہ کوئی جوء مین وغیرہ گرنے پائین۔ نکاح کرنا۔ غرض یہ تمام باتین جائز ہین۔

تلبیہ (۱) احرام کے بعد ایک مرتبہ تلبیہ کرنا تو فرض ہی اور ایک مرتبہ سے زیادہ سُنت ہے اور جس طرح نماز مین ہر انتقال کے وقت تکبیر مسنون ہے اسی طرح حج مین ہر نئی حالت کے بعد تلبیہ مسنون ہے مثلاً نماز پڑھنے کے بعد اور صبح شام کو اور نشیب و فراز مین اُترتے چڑھتے وقت کسی سے ملاقات ہونے کے وقت۔

(۲) مستحب ہے کہ جب تلبیہ کرے تو تین مرتبہ اُسکی تکرار کرے

(۳) تلبیہ بلند آواز سے کرنا مسنون ہے مگر نہ ایسی بلند آواز کہ اُس سے مشقت ہو۔

(۴) تلبیہ کی عبارت جو اُوپر لکھی گئی اُس سے کم نہ کہنا چاہیئے ہان زیادہ رکھنے کا اختیار ہے۔

(۵) تلبیہ کرنے کی حالت مین سوا اسلام کے جواب کے اور کوئی بات کرنا مکروہ ہے۔

(۶) تلبیہ کرنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

(۷) تلبیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب ہے۔

---

(بقیہ حواشی صفحہ ۲۸) ؎۱ تیل کا اگرچہ اکثر مصنفین نے ذکر نہین کیا لیکن وہ چونکہ تمام خوشبوؤنکی اصل ہی اس لئے وہ بھی خوشبو مین داخل ہے اور اس کا استعمال ممنوع ہے ۱۲ (بحر الرائق)

؎۱ جس طرح اپنے بالون کا منڈوانا منع ہے اسی طرح حالت احرام میں کسی دوسرے کے بالون کا مونڈدینا بھی ناجائز ہے اگرچہ وہ دوسرا محرم نہ ہو ۱۲

؎۲ ہان اگر کوئی ناخون ٹوٹ گیا ہو کہ اسمین نمو نہ ہوسکے تو اسکا کاٹ ڈالنا جائز ہے ۱۲

؎۳ مگر مستحب ہے کہ نہانے مین بدن کا میل نہ صاف کیا جائے بلکہ حرارت کے دفع کرنے کے لئے نہائے کیونکہ حج مین نظافت اور لطافت مطلوب نہین بلکہ پراگندگی اور شوریدہ سری مرغوب ہے ۱۲

**طواف** (۱) طواف مین بیس باتین واجب ہین کہ اُن کے ترک کر دینے سے ایک قربانی کرنی پڑتی ہے۔ طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا۔ ابتدا طواف کی اپنی داہنی جانب سے کرنا۔ اگر کوئی عذر نہو تو پیادہ پا طواف کرنا اگر بغیر عذر کے سوار ہو کر طواف کریگا تو اسکا اعادہ اُسپر ضروری ہوگا ہان اگر نفل کا طواف ہو اور تھکا ہوا ہو تو سوار ہو کر کر سکتا ہے لیکن پھر بھی پیادہ پا کرنا افضل ہے۔ طواف کی حالت مین نجاست حکمیہ کے دونون فردون یعنی حدث اصغر و اکبر سے پاک ہونا۔ حالت طواف مین اپنے جسم عورت کا پوشیدہ رکھنا۔ طواف کے باقی تین شوط کا پورا کرنا۔ سعی کی ابتدا صفا سے کرنا۔ سعی پیادہ پا کرنا۔ بشرطیکہ کوئی معذوری نہ ہو۔ ہر سات شوط کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔ رمی اور ذبح اور حلق مین ترتیب کا لحاظ رکھنا یعنی پہلے رمی اسکے بعد ذبح اُسکے بعد حلق ہان جس کے اوپر ذبح واجب نہ ہو جیسے مفرد تو اُس کو صرف رمی اور حلق کے درمیان مین ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ حلق کا ایک مقام خاص یعنی حرم کے اندر ہونا۔ مفرد اور قارن اور متمتع کے لئے ایک خاص زمانے یعنی ذیحجہ کی دسوین گیارھوین بارھوین۔ ان تاریخون مین سے کسی تاریخ مین ہونا۔ ذیحجہ کی دسوین گیارھوین بارھوین تاریخون مین کسی تاریخ مین طواف زیارت کا کرنا۔ طواف کا حطیم کے پیچھے سے ہونا تاکہ حطیم بھی طواف مین شامل ہو جائے۔ عرفات مین شب کے کسی جز کے اندر وقوف کرنا۔ عرفات سے امام کے پہلے نہ روانہ ہونا۔ عرفات سے آتے وقت راستہ مین مغرب کی نماز نہ پڑھنا بلکہ مزدلفہ پہونچنے تک اس مین تاخیر کرنا۔ ہر دن کی رمی دوسرے دن پر نہ اُٹھا رکھنا۔ سعی کا کم از کم بغیر چار شوط طواف کے کئے ہوئے نہ کرنا۔ ممنوعات احرام سے اجتناب کرنا۔ زیادہ تفصیل ان واجبات کی انشاء اللہ جنایات کے بیان مین ہوگی۔

(۲) اگر کوئی شخص طواف کرتے وقت شوطون کا عدد بھول جائے یعنی یہ نہ یاد رہے کہ کے شوط کر چکا ہے تو اُسکو اعادہ کرنا چاہیئے ہان اگر کوئی راست گو آدمی بتا دے تو

---

۱ے نجاست حکمیہ کی تعریف اور حدث اصغر و اکبر کا بیان پہلی جلد مین ہو چکا ۱۲

۲ے طواف مین سات شوط ہین اُس مین چار فرض تین واجب ۱۲

اُس کے قول پر عمل کرلے۔

(۳) اگر کوئی شخص بھولے سے سات شوط کے بعد ایک شوط اور زیادہ کرجائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہاں اگر دیدہ و دانستہ کریگا تو اس کے بعد چھ شوط اور کرنے ہونگے تاکہ ایک طواف پورا ہوجائے کیونکہ نفل عبادت بھی شروع کرنے کے بعد لازم ہوجاتی ہے

(۴) طواف کرتے کرتے اگر جنازہ کی نماز یا پنجوقتی نماز پڑھنے یا وضو کرنے چلا جائے تو پھر جب لوٹ کر آئے تو وہیں سے شروع کردے جہاں سے باقی ہے نئے سر سے طواف شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۵) طواف کی حالت میں کوئی چیز کھانا اور خرید و فروخت کرنا اور شعر پڑھنا اور بے ضرورت کلام کرنا مکروہ ہے۔

(۶) طواف کی حالت میں نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا مسنون ہے۔

(۷) جن اوقات میں نماز مکروہ ہے طواف مکروہ نہیں۔

(۸) طواف کے ہر سات شوط کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے خواہ علی الاتصال پڑھ لے یا کچھ دیر کے بعد مگر جبتک ان دو رکعتوں کو پڑھ نہ لے دوسرا طواف شروع نہ کرے کیونکہ دو طوافوں کا وصل کردینا مکروہ تحریمی ہے (بحر الرائق)

رمل۔ (۱) طواف کے پہلے تین شوطوں میں رمل کرنا مسنون ہے۔

(۲) رمل اسی طواف میں مسنون ہے جسکے بعد سعی ہو پس اگر کوئی شخص طواف قدوم کے بعد سعی نہ کرے بلکہ اسکا ارادہ طواف زیارت کے بعد سعی کرنیکا ہو تو اسکو چاہیئے کہ طواف قدوم میں رمل نہ کرے بلکہ طواف زیارت میں اسی طرح جو شخص قارن ہو اور وہ عمرہ کے طواف میں رمل کرچکا ہو وہ حج کے طواف قدوم میں رمل نہ کرے۔

(۳) اگر کوئی شخص پہلے شوط میں رمل کرنا بھول جائے تو وہ صرف دو شوطوں میں رمل کرے اور اُن دو شوطوں میں جو سب کے بعد ہیں۔

(۴) اور اگر کوئی شخص پہلے تینوں شوطوں میں رمل کرنا بھول جائے تو اب وہ رمل کو بالکل موقوف کردے۔

(۵) اگر کوئی شخص طواف کے ساتون شوطون میں رمل کرجائے تواسپر کوئی جنایت نہیں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ مخالفت سنت کی وجہ سے کراہت تنزیہی آجائے گی۔

(۶) اگر ازدحام کی وجہ سے رمل دشوار ہو تو تھوڑی دیر توقف کرے کہ ازدحام کچھ کم ہوجائے اور اگر کعبہ سے کچھ فاصلہ پر جاکر رمل کرسکے تو بہتر ہو کہ فاصلہ پر جاکر رمل کے ساتھ طواف کرے۔

**استلام** (۱) ہر شوط کی ابتدا پر اور طواف کے ختم ہوجانے پر حجر اسود کا استلام مسنون ہے اور رکن یمانی کا مستحب۔

(۲) حجر اسود اور رکن یمانی کے سوا کعبہ مکرمہ کے کسی اور رکن کا استلام کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

(۳) حجر اسود کے استلام میں صرف منھ کا اُسپر رکھدینا مسنون ہے بوسہ کی آواز نکالنا نہ چاہیئے بحر الرئق

(۴) اگر ممکن ہو تو حجر اسود پر سجدہ کرنا بھی مسنون ہے۔

(۵) حجر اسود کا استلام اسوقت مسنون ہے جبکہ اور کسی کو تکلیف نہو ازدحام کے وقت لوگون کو ہٹانا اور اُن کو ایذا دیکر اندر جانا اور استلام کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ ازدحام کے وقت یہ چاہیئے کہ کسی لاٹھی سے حجر اسود کو مس کرکے اس لاٹھی کا بوسہ لے لے یہ بھی ممکن نہو تو حجر اسود کی طرف منھ کرکے کھڑا ہوجائے اور اپنے دونوں ہاتھ کانون تک اُٹھائے اور ہتیلیان حجر اسود کی طرف کرکے ان کو بوسہ دے لے۔

**سعی** (۱) طواف کے بعد صفا مروہ کے درمیان میں سعی واجب ہے طواف سے پہلے جائز نہیں۔

(۲) سعی کے ساتون شوط واجب ہیں کوئی بھی فرض نہیں۔

(۳) طواف کے بعد علی الاتصال سعی کرنا مسنون ہے واجب نہیں۔ اور سعی کی حالت مین نجاست حکمیہ سے طاہر ہونا بھی مسنون ہے اور صفا مروہ پر چڑھنا اور اسکے بعد کے افعال بھی مسنون ہیں۔

(۴) سعی میں پیادہ رہنا واجب ہے بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔

(۵) پورے حج میں صرف ایک مرتبہ سعی کرنا چاہیئے چاہے طواف قدوم کے بعد کرلے چاہے طواف زیارت کے بعد بعض فقہا نے لکھا ہے کہ طواف زیارت کے بعد بہتر ہے۔

**وقوف** (۱) آٹھوین تاریخ کو کسی وقت منیٰ جانا مسنون ہے اور مستحب ہے کہ بعد طلوع

آفتاب کے جائے اور نماز ظہر کی وہیں پڑھے اور رات کو وہیں سو رہے ۔
(۲) نویں تاریخ کو بعد طلوع آفتاب کے عرفات جائے اور وہاں وقوف کرے وقوف میں صرف عرفات کے اندر پہونچ جانا ضروری ہے نیت کرنا یا کھڑا رہنا کچھ ضروری نہیں ۔
(۳) وقوف مزدلفہ کے لئے پیادہ یا داخل ہونا مسنون ہے یعنی جب مزدلفہ قریب جائے تو سواری سے اُتر پڑے اور مزدلفہ کی حد کے اندر پیادہ پا جائے
(۹) ۔ مزدلفہ میں وقتاً فوقتاً تلبیہ تہلیل اور تحمید مستحب ہے ۔ (۱۱) مزدلفہ میں ایک رات شب باشی کرنا مسنون ہے (۱۲) وقوف مزدلفہ کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے اگر طلوع فجر سے پہلے یا طلوع آفتاب کے بعد وقوف کیا جائے تو وہ قابل اعتبار نہیں ۔
رمی ۔ (۱) رمی واجب ہے (۲) رمی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کنکری کو انگلی کی نوک سے پکڑ کر پھینکیں (۳) واجب ہے کہ سات کنکریاں سات دفعہ کر کے ماری جائیں اگر کوئی شخص ایک ہی مرتبہ میں سات کنکریاں مار دے تو یہ ایک ہی رمی سمجھی جائے گی ۔
(۴) پہلے مرتبہ یعنی ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو صرف جمرۃ العقبہ کی رمی کیجائے پھر گیارھویں بارھویں تاریخوں میں تینوں جمروں کی رمی کرے مگر تیرھویں تاریخ کی رمی کچھ ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے اگر بارھویں تاریخ کو منیٰ سے کوچ نہ کیا ہو تو بہتر ہے کہ کر لے ۔
(۵) رمی تمام ان چیزوں سے جائز ہے جو از قسم زمین ہوں جن سے تیمم جائز ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص مٹھی بھر خاک پھینکدے تب بھی رمی ہو جائے گی ۔ لکڑی اور عنبر و مشک اور جواہرات وغیرہ سے جائز نہیں ۔ (۶) کنکری اگر جمرہ پر جا کر نہ لگے بلکہ کسی آدمی یا جانور پر پڑ جائے تب بھی درست ہے بشرطیکہ جمرہ کے قریب جا کر پڑ جائے اور قصداً ایسا نہ کرے
(۷) نشیب میں کھڑے ہو کر رمی کرنا مسنون ہے اونچے مقام سے مکروہ ہے ۔
(۸) ہر رمی کے ساتھ ساتھ تکبیر کہنا مسنون ہے (۹) کنکری مارنے اور جمرہ کے درمیان میں تقریباً پانچ گز کا فصل ہونا چاہیئے (۱۰) رمی کے لئے جمرہ کے پاس سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے اور مستحب یہ ہے کہ مزدلفہ سے ہمراہ لیتا آئے (۱۱) یہ بھی مکروہ ہے کہ ایک پتھر

حاشیہ اس کے بعد کے صفحہ پر ہے

کو توڑ کر سات کنکریاں بنائے (۱۲) سات مرتبہ سے زیادہ رمی کرنا بھی مکروہ ہے۔
(۱۳) جو کنکری کہ بالیقین نجس عــ؎ ہو اُس سے بھی رمی کرنا مکروہ ہے (۱۴) دسوین تاریخ کی رمی کا مسنون وقت طلوع آفتاب کے بعد سے زوال تک رہتا ہے اگرچہ غروب تک جائز ہے اور بعد غروب کے فجر تک مکروہ وقت ہے اور باقی تاریخوں کی رمی کا مسنون وقت زوال کے بعد سے غروب تک ہے ہاں تیرھوین تاریخ کی رمی کا وقت فجر سے شروع ہو جاتا ہے لیکن نہ وقت مسنون بلکہ وقت جائز (۱۵) دسوین تاریخ کی رمی شروع کرتے ہی تلبیہ موقوف کر دینا چاہیئے (۱۶) دسوین تاریخ کی رمی کے بعد قربانی اور حلق یا تقصیر کر کے طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ جانا چاہیئے اور وہان طواف زیارت کر کے ظہر کی نماز مکہ میں پڑھ کر اسی دن پھر منی میں واپس آجائے۔ کیونکہ دوسرے دن رمی کرنا ہوگی اور رمی کے لئے ایک شب منی مین شب باشی کرنی مسنون ہے (۱۷) سوا تیرھوین تاریخ کے جس تاریخ کی رمی رہ جائے تو اُس دن کے بعد جو شب آئے اسمین وہ رمی ادا ہو سکتی ہے اور قضا نہ سمجھی جائیگی ہاں مخالفت سنت کے سبب سے کراہت ضرور ہوگی۔ اور تیرھوین تاریخ کی رمی اگر رہ جائے تو وہ ہر حال مین قضا ہی سمجھی جائے گی کیونکہ اس دن کے بعد جو شب آئے گی وہ

(حاشیہ صفحہ ما قبل) جمرہ کے پاس سے کنکریاں اٹھانا اس سبب سے مکروہ ہے کہ وہاں وہی کنکریان پڑی رہجاتی ہیں جو مردود ہوتی ہیں اور جسقدر کنکریاں مقبول ہوجاتی ہیں وہ وہاں سے اُٹھ جاتی ہیں فرشتے اٹھا لیجاتے ہین چنانچہ دارقطنی کی روایت میں ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ یہ کنکریاں جن سے ہم ہر سال رمی کرتے ہیں ہم خیال کرتے ہین کہ وہ کم ہوجاتی ہیں آپ نے فرمایا ہاں جس قدر ان میں سے مقبول ہو جاتی ہین وہ اُٹھالی جاتی ہین اور اگر ایسا نہ ہوتا تو تم اُن کے ڈھیر پہاڑون کے برابر دیکھتے ۱۲

عــ؎۔ اور اگر اسکی نجاست بھی یقینی نہ ہو تو اسکا دھو ڈالنا مستحب ہے ۱۲ (بحر الرائق)

عــ؎۔ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ ظہر کی نماز منی مین جا کر پڑھے جیسا کہ صحیح مسلم مین مروی ہے مگر صحاح ستہ میں نبی صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی تھی صاحب فتح القدیر نے اسی کو ترجیح دی ہے ۱۲

اسمیں نہیں ادا کی جاسکتی۔

(۱۸) دسویں تاریخ کی رمی کے بعد اس ترتیب سے رمی کرنا مسنون ہے پہلے اس جمرہ کی جو مسجد خیف سے قریب ہے پھر اسکی جو اس سے قریب ہے پھر جمرۃ العقبہ کی

(۱۹) پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی کے بعد بقدر قرأت سورۂ فاتحہ کے کھڑا رہنا اور تحمید وتہلیل اور تکبیر اور درود پڑھنے میں مصروف ہونا اور ہاتھ اٹھاکر دعا مانگنا مسنون ہے۔

(۲۰) پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی تو پیادہ پا افضل ہے اور جمرۃ العقبہ کی سوار ہوکر۔

(۲۱) رمی سے فراغت کرکے جب مکۂ مکرمہ آنے لگے تو تھوڑی دیر کے لئے محصب میں اُترنا مسنون ہے۔

## حلق وتقصیر

(۱) دسویں تاریخ کو جمرۃ العقبہ کی رمی کے بعد حلق یا تقصیر واجب ہی مرد کے لئے حلق افضل ہے اور عورت کو تقصیر چاہیئے۔

(۲) تقصیر میں صرف چوتھائی سر کے بال سے بقدر ایک اُنگل کے کتروادینا کافی ہے اور پورے سر کے بالوں سے ایک ایک اُنگل کتروادے تو اولیٰ ہے۔

(۳) جو شخص گنجا ہو اُسکے سر میں زخم ہوں تو صرف اُسترہ کا سر پر پھروالینا اُسکے لئے ضروری ہے۔

(۴) اگر کوئی شخص نورہ وغیرہ یعنی کسی تیزاب سے بال اُڑادے تو یہ بھی کافی ہے۔

(۵) حلق یا تقصیر کے بعد آدمی احرام سے باہر ہوجاتا ہے جیسے نماز میں سلام کے بعد تحریمہ سے باہر ہوجاتا ہے۔ یعنی جو جو اشیا حالت احرام میں ممنوع تھیں اب جائز ہوجاتی ہیں سوا عورتوں کے کہ وہ بعد[1] طواف زیارت کے حلال ہوتی ہیں۔

---

[1] عورتوں کا حلال ہونا بھی حلق یا تقصیر ہی کے سبب سے ہوتا ہی نہ کہ طواف زیارت کے سبب سے ہاں حلق وتقصیر کا اثر عورتوں کی حلت کے بارہ میں کعبہ کے طواف زیارت کے بعد ظاہر ہوتا ہے ۱۲

# عمرہ

(۱)۔ عمر بھر مین ایک بار سنت موکدہ ہے (۲) عمرہ کے لئے کسی خاص زمانہ کی شرط نہیں جیسے کہ حج کے لئے ہے بلکہ جسوقت چاہے کرسکتا ہے ہاں رمضان میں اُس کا کرنا مستحب[۱] اور نویں ذیحجہ کو اور اُس کے بعد چار دن تک جدید[۲] احرام سے عمرہ کرنا مکروہ ہے (۳) عمرہ کا حال بالکل حج کے مثل ہے وہی طریقہ احرام کا وہی فرائض وہی واجبات وہی محرمات وہی مفسدات سوا ان چند امور کے۔ عمرہ کے لئے وقت مقرر نہیں۔ عمرہ مین طواف قدوم وطواف وداع نہیں۔ عمرہ میں مزدلفہ اور عرفات کا وقوف نہیں اور نہ رمی ہے۔ عمرہ مین نہ کوئی خطبہ ہے اور نہ دو نمازوں کا ایک ساتھ پڑھنا۔ عمرہ کے فاسد کرنے سے یا حالت جنابت مین عمرہ کا طواف کر لینے سے اونٹ یا گائے کی قربانی واجب نہین ہوتی بلکہ ایک بکری کی قربانی کافی ہے۔ عمرہ کی میقات تمام لوگوں کے لئے حل ہے[۳]۔

# قران

(۱) قران افراد اور تمتع دونوں سے افضل ہے۔ قران کا طریقہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ (۲) قران میں پہلے عمرہ کا طواف کرنا واجب ہے (۳) قارن کو عمرہ کا طواف حج کے مہینوں میں کرنا ضروری ہے اگر کل شوط زمانۂ حج میں نہوں تو اکثر ضرور ہوں (۴) عمرہ کی سعی کے بعد حلق وتقصیر ممنوع ہے (۵) مسنون ہے کہ قارن عمرہ کے تمام افعال سے فراغت کرکے حج کے افعال کرے اگر کوئی قارن عمرہ کا طواف اور حج کا طواف قدوم ایک ساتھ

---

۱۔ اہل مکہ ماہ رجب مین عمرہ کیا کرتے ہین لیکن رمضان میں عمرہ کا مستحب ہونے کی وجہ ملا علی قاری نے اپنے رسالہ ادب فی رجب مین یہ لکھی ہے کہ ابن زبیر نے رمضان میں کیا تھا اور سب کو حکم دیا تھا اور ظاہر ہے کہ صحابہ کا فعل بھی حجت ہے ۱۲ ۲۔ جدید احرام کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر عمرہ کا احرام پہلے سے کیا ہے تو ان دنوں میں اسکے ادا کرنے کی ممانعت نہین مثلاً کوئی شخص قارن ہو اور حج اس سے فوت ہو گیا ہو تو اس کو اس زمانہ میں عمرہ کر لینا جائز ہے ۱۲ ۳۔ بخلاف حج کے کہ اسکی میقات اہل مکہ کے لئے حرم ہے ۱۲

کرے بعد اسکے ایک ہی ساتھ دونوں کی سعی کرلے تو جائز ہے لیکن خلاف سنت ہونے کے سبب سے گنہگار ہوگا۔ (۶) قارن پر دسویں تاریخ کی رمی کے بعد قران کے شکریہ میں ایک قربانی واجب ہے۔ اگر قربانی میسّر ہو تو اس کے بدلہ میں دس روزے رکھنا واجب ہیں تین دسوین تاریخ سے پہلے اور سات ایام تشریق کے بعد (۷) اگر کوئی قارن عمرہ کے پورے یا اکثر طواف سے پہلے عرفات میں وقوف کرلے تو اس کا عمرہ باطل ہوجائیگا اور اس باطل کرنے کے سبب سے ایک قربانی اسکو کرنی پڑیگی اور اس عمرہ کی ایام تشریق کے بعد قضا بھی اسپر ضروری ہوگی اور اب وہ قارن نہ رہیگا بلکہ مفرد ہو جائیگا لہذا قران کے شکریہ میں جو قربانی واجب ہوتی تھی وہ اس پر واجب نہوگی۔

## تمتع

(۱) تمتع افراد سے افضل ہے تمتع کی دو قسمین ہین۔ ایک تو یہ کہ اپنے ہمراہ ہدی لائے۔ دوسرے یہ کہ ہدی نہ لائے پہلی قسم دوسری سے افضل ہے۔ تمتع کا طریقہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں (۲) تمتع کے صحیح ہونے کے لئے آٹھ شرطین ہین۔ عمرہ کا پورا طواف یا اسکا اکثر حصہ حج کے مہینوں میں ہو۔ اگر کسی شخص نے رمضان میں عمرہ کا احرام باندھ کر صرف تین شوط اُس کے طواف کے کئے ہوں اور چار شوط شوال میں کرے تب بھی اُس کا تمتع صحیح ہوگا۔ عمرہ کا احرام حج سے پہلے کرے۔ حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا پورا طواف یا اسکا اکثر حصہ ادا کرلے۔ عمرہ کا اور حج کا فاسد نہ کرنا۔ عمرہ اور حج کے احرام کے درمیان میں المام نہ کرے۔ عمرہ اور حج دونوں کا طواف ایک ہی سال میں ادا کرے

---

ف ۱۔ اگر کسی وجہ سے کوئی شخص دسویں تاریخ سے پہلے روزہ نہ رکھ سکے تو پھر اسپر قربانی ضروری ہوجائیگی اب کوئی اسکا بدل اُسکے لئے نہیں ہوسکتا۔ بہتر یہ ہے کہ یہ روزے اور نیز وہ سات روزے جو بعد ایام تشریق کے رکھے جائیں پے درپے رکھے جائیں بشرطیکہ ضعف کا خیال نہو اور بہتر یہ ہے کہ پہلے روزے اسطرح رکھے جائیں کہ آخری روزہ نویں تاریخ کو پڑے ۱۲ ف ۲۔ المام کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد اپنے گھر واپس چلا جائے اور پھر مکہ لوٹنے کی کوئی شرعی ضرورت اس کو نہو شرعی عص

اگر کوئی شخص ایک سال عمرہ کا طواف کرے اور دوسرے سال حج کا تو وہ متمتع نہ کہلائیگا اگرچہ اُسنے المام بھی نہ کیا ہو اور دوسرے سال تک احرام سے بھی باہر نہوا ہو۔ مکی الوطن نہ ہو۔ جب حج کے مہینے شروع ہوں تو وہ مکہ میں غیر محرم نہ ہو اور نہ ایسا محرم ہو کہ عمرہ کا اکثر طواف زمانہ حج سے پہلے کر چکا ہو ہاں اگر کوئی شخص عمرہ کا طواف زمانۂ حج سے پہلے کر کے اپنے وطن چلا گیا ہو پھر دوبارہ آ کر اس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

(۳) متمتع اگر ہدی ہمراہ نہ لایا ہو تو عمرہ کی سعی کے بعد حلق یا تقصیر کرائے اور احرام سے باہر ہو جائے اُسکے بعد حج کے لئے جدید احرام باندھے اور بہتر تو یہ ہے کہ آٹھویں تاریخ سے پہلے حج کا احرام باندھ لے نہو سکے تو آٹھویں کو سہی اگر نویں کو باندھے تب بھی جائز ہے۔ اور اگر اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو تو پھر دسویں تاریخ سے پہلے احرام سے باہر نہ ہو دسویں تاریخ کو ہدی کی قربانی کر کے احرام سے باہر ہو اور حج کا احرام باندھے اور اسکی میقات اب وہی ہے جو اہل مکہ کی ہے یعنی حرم۔

(۴) متمتع کو طواف قدوم کرنا مسنون نہیں اور طواف زیارت میں اسکو رمل کرنا چاہیئے۔

(۵) قارن کی طرح متمتع پر بھی قربانی واجب ہے نہ میسر ہو تو اسی طرح دس روزے رکھنا چاہیئے۔ تمتع اور قران اہل مکہ اور تمام اُن لوگوں کے لیئے جو داخل میقات رہتے ہوں مکروہ تحریمی ہے۔ تمتع تو بالکل صحیح ہی نہیں اور قران صحیح تو ہے مگر کراہت تحریمیہ کے ساتھ زیادہ تحقیق و تفصیل اس مسئلہ کی رد المحتار میں ہے۔

عورتوں کے حج و عمرہ کا بھی یہی طریقہ ہے صرف ان چند باتوں میں فرق ہے۔

(۱) احرام کی حالت میں وہ اپنے سر کو بند رکھیں اور صرف منھ کو کھلا رکھیں اور منھ کے کھلا رکھنے کا یہ مطلب ہے کہ کوئی ایسی چیز اسپر نہ ڈالیں جو اس سے مس کرے

(بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ ۳۷) عصہ ضرورت کی دو صورتیں ہیں اوّل یہ کہ وہ ہدی اپنے ہمراہ لایا ہو۔ ہدی کی صورت میں دسویں تاریخ سے پہلے احرام کے باہر ہونا جائز نہیں لہذا اسکو پھر واپس آنا چاہیئے۔ دوسری صورت یہ کہ بغیر حلق و تقصیر کے چلا گیا ہو حلق کا خاص حرم کے اندر ہونا ضروری ہے اسلئے اس کو پھر واپس آنا پڑے گا۔

بلکہ منھ پر لکڑی وغیرہ کی تیلیاں رکھکر اوپر سے کپڑے ڈال لیں تاکہ کپڑا منھ سے ہٹا ہوا رہے (۲) حالت احرام میں سلا ہوا کپڑا اور موزے اور زیور پہننا ان کو ممنوع نہیں (۳) تلبیہ بلند آواز سے نہ کریں بلکہ آہستہ آواز سے (۴) طواف کے وقت اضطباع نہ کریں۔ (۵) طواف میں رمل نہ کریں (۶) میلین اخضرین کے درمیان دوڑیں نہیں (۷) حلق نہ کرائیں بلکہ بالوں کا چوتھائی حصہ کتروا دیں سب بالوں کا چوتھائی کتروا دیں تو بہتر ہے ورنہ چوتھائی سر کے بالوں کی چوتھائی تو ضرور ہی کتروا دیں (۸) ازدحام اور مجمع کے وقت حجر اسود کا استلام نہ کریں (۹) اگر عورت کو حیض یا نفاس ہو جائے تو وہ سوا طواف اور سعی کے تمام افعال حج کے بجالائے صرف طواف اور سعی نکرے کیونکہ طواف میں مسجد کے اندر داخل ہونا پڑتا ہے اور حیض و نفاس والی عورت کو مسجد کے اندر داخل ہونا ممنوع ہے رہ گئی سعی سو وہ طواف کی تابع ہے جب طواف نہ کیا تو سعی بھی نہ کرے پھر اگر تیرھویں تاریخ تک اسکو اپنے حیض سے ایسے وقت طہارت حاصل ہو جائے کہ چار شوط طواف کے کر سکتی ہے تو فوراً بعد غسل کے طواف زیارت کرے اگر تاخیر کریگی تو ایک بدنہ کی قربانی اُسپر واجب ہو جائیگی ہاں اگر تیرھویں تاریخ کو بھی پاک نہو تو پھر طواف زیارت کی تاخیر سے اُس پر گناہ نہوگا کیونکہ وہ معذور رہے۔

# جنایتوں کا بیان

جنایت کے معنی لغت میں بُرا کام کرنا۔ اور اصطلاح شریعت میں فعل حرام کا ارتکاب خواہ مال سے تعلق رکھتا ہو مثل اسکے کہ کسی کی کوئی چیز بغیر اُسکی مرضی کے لیجائے یا جسم سے تعلق رکھتا ہو مثل ترک نماز اور شراب خواری وغیرہ کے مگر فقہا کی اصطلاح میں

---

لہ عورت کیلئے اجنبی لوگوں سے منھ کا چھپانا ضروری ہے نہایہ میں اسکو واجب لکھا ہے اور محیط میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ عورت کو بلا ضرورت اجنبیوں کے سامنے اپنا چہرہ کھولنا منع ہے اور ایسا ہی فتاوی قاضیخاں میں بھی ہے اور بحرالرائق میں ہے کہ اگر وہاں کوئی اجنبی نہو تو منھ کا چھپانا مستحب ہے اور اگر کوئی اجنبی ہو تو منھ کا چھپانا واجب ہے ۱۲

جنایت خاص اُسی فعل حرام کو کہتے ہین جو جسم سے تعلق رکھتا ہو۔

لیکن حج کے بیان میں جنایت سے مراد وہ فعل حرام ہی جسکی حرمت احرام کے سبب سے ہو یا حرم کے سبب سے۔ اب پہلے ہم ان جنایتوں کو بیان کرتے ہیں جو احرام کے سبب سے ہیں اس کے بعد اُن جنایتون کو بیان کرینگے جو حرم کے سبب سے ہین ۔

## احرام کی جنایتیں

ان میں بعض ایسی ہین کہ اُن کے ارتکاب سے صرف ایک قربانی واجب ہوتی ہے بعض ایسی ہیں کہ اُن کے ارتکاب سے دو قربانیان واجب ہوتی ہیں ۔ بعض ایسی ہین کہ جن سے صرف صدقہ واجب ہوتا ہے پھر کسی سے تو نصف صاع گیہوں کسی سے اس سے بھی کم اور بعض ایسی ہیں کہ اُن سے ایک خاص چیز کی قیمت کا ادا کرنا واجب ہوتا ہے لہذا ہم ہر ایک کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہین (ایک قربانی کی جنایتیں) (۱) خوشبو کا استعمال کرنا۔ اگر خوشبو زیادہ ہے تو بہر حال ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر کم ہے تو اس میں یہ شرط ہے کہ پورے ایک عضو مین جو بہت چھوٹا نہو مثل کان ناک وغیرہ کے خوشبو کا استعمال کرے جیسے ہاتھ پیر سر وغیرہ اگر خوشبو کم ہو اور پورے ایک بڑے عضو مین نہ لگائی گئی ہو بلکہ آدھے عضو مین مثلاً کسی چھوٹے عضو میں تو قربانی واجب نہو گی۔ اگر کوئی شخص کسی خوشبو دار چیز کو کھا کر منھ کو خوشبو دار کرلے تو اُسپر بھی قربانی واجب ہوگی بشرطیکہ وہ خوشبو خالص ہو کسی دوسری چیز کی آمیزش اُس میں نہو اور اگر خوشبو کسی دوسری چیز میں ملا دی گئی ہو اور وہ چیز کھانے پینے کی ہو جیسے حلوا یا شربت وغیرہ تو اگر وہ پکی ہوئی شے ہے تو کسی حالت میں اُس کو خوشبو کا حکم نہ دیا جائیگا خواہ خوشبو غالب ہو یا مغلوب اور اگر وہ پکی ہوئی چیز نہیں ہے تو کھانے کی چیز میں اُسکے غلبہ[۱] کا اعتبار کیا جائیگا اگر خوشبو غالب ہے

---

[۱] اس میں فقہا کا اختلاف ہی کہ غلبہ معلوم کرنیکا کیا طریقہ ہی بعض تو کہتے ہیں کہ اگر خوشبو مل جانے کے بعد اس مرکب میں ویسی ہی خوشبو آئے جیسی اُس خالص خوشبو میں تھی تو سمجھا جائیگا کہ خوشبو غالب ہے ورنہ سمجھا جائیگا مغلوب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مقدار کا لحاظ کیا جائے اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہو تو وہ غالب سمجھی جائیگی ورنہ مغلوب اسی کو ردالمحتار میں ترجیح دی ہے ۱۲

تو اس کو خوشبو کا حکم دیا جائیگا نہیں تو نہیں اور پینے کی چیز میں خواہ خوشبو غالب ہو یا نہیں بہر حال اس کو خوشبو کا حکم دیا جائیگا ہاں اتنا فرق ہے کہ اگر غالب ہوگی تو قربانی واجب ہوگی اور غالب نہوگی تو صدقہ واجب ہوگا غالب نہونے کی صورت میں اگر کئی بار پیئے گا تب بھی قربانی واجب نہوگی۔ اور اگر وہ چیز جسمیں خوشبو ملائی گئی ہے نہ کھانے کی ہو نہ پینے کی بلکہ ایسی چیز ہو جو بدن میں لگائی جاتی ہے مثل صابون موم روغن وغیرہ کے تو اسکا یہ حکم ہے کہ اگر اس کو دیکھ کر لوگ کہیں کہ یہ صابون ہے یا موم سوم روغن ہے تب اسمیں صدقہ واجب ہوگا اور اگر اُس کو دیکھ کر لوگ کہیں کہ یہ خوشبو ہے تو قربانی واجب ہوگی۔

اگر ایک ہی مجلس میں پورے بدن پر خوشبو لگائے تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اور اگر مختلف مجالس میں پورے بدن پر لگائے تو جس مرتبہ خوشبو لگائے گا ہر مرتبہ کے عوض میں ایک قربانی واجب ہوگی ہاں جس مرتبہ کی خوشبو کم ہوگی اور پورے ایک عضو میں نہ لگائی گئی ہوگی اُس کے عوض میں قربانی واجب نہ ہوگی۔

اگر کسی نے خوشبو لگانے کے بعد قربانی کردی مگر اُس خوشبو کو جسم سے زائل نہیں کیا تو پھر دوسری قربانی واجب ہوگی۔ خوشبو دار لباس کے استعمال سے بھی قربانی واجب ہوتی ہے مگر جب پورے ایک دن اسکو پہنے رہے اور خوشبو زیادہ ہو یا ایک بالشت مربع میں لگی ہو خوشبو کا استعمال ہر حالت میں قربانی کو واجب کرتا ہے گو بطور دوا کے استعمال کیجائے اور خوشبو دار چیز کا مثل پھول عطر وغیرہ کے استعمال کرنا مکروہ ہے۔

(۲) رقیق منھدی کا استعمال۔ خواہ سر میں لگائے یا ڈاڑھی میں یا ہاتھ پیر وغیرہ میں۔

(۳) روغن زیتون یا روغن کنجد کا لگانا۔ ان دونوں تیلوں کے کھانے سے یا دوا استعمال کرنے سے کوئی جنایت نہیں ہوتی۔

---

ا یہ اُس خوشبو کا حکم ہے جو بعد احرام کے لگائی گئی ہو ورنہ اگر قبل احرام کے لگائی گئی ہو اور اس کا اثر جسم پر بعد احرام کے باقی رہ جائے تو کچھ جنایت نہیں ۱۲ ۲ رقیق منھدی کے استعمال کی قید اسلئے ہے کہ اگر منھدی گاڑھی ہوگی تو اُس سے دو قربانیاں واجب ہونگی جیسا کہ آگے بیان کیا جائیگا ۱۲

(۴) سلے ہوئے کپڑے کا موافق رواج اور عادت کے استعمال کرنا۔ اس میں یہ شرط ہے کہ پورے ایک دن یا پوری ایک رات اس کو پہنے رہے اس سے کم میں قربانی واجب نہ ہوگی بلکہ صدقہ۔ ایک کپڑا سلا ہوا پہنے یا کئی ہر حال میں ایک ہی قربانی واجب ہوگی۔ اگر کوئی شخص ایک دن رات سے زیادہ پہنے تب بھی ایک ہی قربانی واجب ہوگی خواہ درمیان درمیان میں اُتار بھی ڈالا کرے ہاں اگر ایک مرتبہ پہن کر اُتار ڈالے اور اُتارتے وقت یہ نیت کرے کہ میں اب نہ پہنوں گا تو پھر دوبارہ پہننے سے دوسری قربانی واجب ہوگی۔ اسی طرح اگر ایک مرتبہ پہن کر اسکا کفارہ دیدے اور بعد اس کفارہ کے اُتار کر دوبارہ پہنے یا اُتارے ہی نہیں تو پھر دوسری قربانی واجب ہوگی۔

اگر کسی ضرورت سے سلا ہوا کپڑا پہنا تھا اور جب اُس ضرورت کے زائل ہوجانے کا یقین یا گمان غالب ہوگیا تب بھی اُس کو پہنے رہا تو دوسری قربانی کرنی ہوگی۔ اسی طرح جس ضرورت سے پہنا تھا وہ ضرورت جاتی رہے اور معًا دوسری ضرورت پیدا ہوجائے تب بھی دوسری قربانی واجب ہوگی۔

(۵) سر کا یا منھ کا ڈھانکنا کسی ایسی چیز سے کہ عادتًا اُس سے ڈھانکنے کا رواج ہو مثل رومال ٹوپی چھتری وغیرہ کے بخلاف اسکے اگر کوئی شخص طشت سے یا اور کسی شے سے جس سے ڈھانکنے کا دستور نہو اپنے سر کو ڈھانک لے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ چوتھائی سر یا چوتھائی منھ کا ڈھانکنا مثل پورے ڈھانکنے کے ہی۔ اسمیں بھی یہ شرط ہی کہ ایک دن یا رات ڈھانکے رہے جیسا کہ سلے ہوئے کپڑے میں بیان ہوچکا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی ضرورت سے سر یا منھ کو ڈھانکے یا کوئی سلا ہوا کپڑا پہنے تو اُسپر بھی قربانی واجب ہوگی اور جب اُس کو معلوم ہوجائے کہ اب ضرورت جاتی رہی۔ اس کے بعد پھر بھی وہ ڈھانکے رہے یا اُس لباس کو پہنے رہے تو دوسری قربانی اُس پر واجب ہوگی۔

---

ف۱ پس اگر کوئی شخص کرتہ کو اس طرح پہنے کہ آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے صرف گریبان میں سر ڈالے تو کچھ جنایت نہیں ۱۲

(۶) سر یا ڈاڑھی کے بالوں کا دور کرنا خواہ منڈوا کر یا کسی اور طریقہ سے مثل دوا وغیرہ کے چوتھائی سر اور چوتھائی ڈاڑھی کا بھی وہی حکم ہے جو پورے سر اور پوری ڈاڑھی کا ہے

(۷) پوری ایک بغل یا زیر ناف یا گردن کے بالوں کا دور کرنا۔

(۸) ہاتھوں یا پیروں کے ناخونوں کا کتروانا۔ اگر ہاتھ اور پیر دونوں کے ناخون ایک ہی مجلس میں کتروائے جائیں تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اور اگر علیحدہ علیحدہ مجلسوں میں کتروائے تو دو قربانیاں واجب ہونگی اور ایک ہاتھ یا ایک پیر کے ناخونوں کے کتروانے کا بھی وہی حکم ہے جو دونوں ہاتھوں یا دونوں پیروں کے ناخونوں کے کتروانے کا ہے۔

(۹) پچھنے لگوانے کی جگہ کے بال منڈوا کر پچھنے لگوانا۔

(۱۰) طواف کا بحالت جنابت کرنا خواہ کوئی طواف ہو فرق یہ ہے کہ طواف زیارت کے بحالت جنابت ادا کرنے مین ایک گائے یا اونٹ کی قربانی کرنی ہوگی اور اسکے سوا اور کسی طواف میں صرف ایک بکری یا بھیڑ۔

(۱۱) طواف زیارت کا حدث اصغر کی حالت میں کرنا

(۱۲) عمرہ کا طواف جنابت یا حدث اصغر کی حالت میں کرنا خواہ پورا طواف اس حالت مین کرے یا صرف ایک ہی شوط۔ اسی طرح عمرہ کے طواف کا کوئی ایک شوط ترک کر دینا۔

(۱۳) غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے چل دینا اور اسکے حدود سے باہر ہو جانا۔ اگر کوئی شخص غروب آفتاب کے بعد چلا جائے تو اُسپر کچھ جنایت نہیں اگرچہ امام ابھی نہ چلا ہو اسی طرح جو شخص غروب آفتاب سے پہلے چل دے اُسپر قربانی واجب ہے اگرچہ امام کے ہمراہ ہو۔ اور اگرچہ اسکی سواری بغیر اسکی تحریک کے بھاگ نکلے۔

(۱۴) طواف زیارت کے ایک یا دو یا تین شوطوں کا ترک کر دینا اگر تین سے زیادہ چھوڑ دیگا تو پھر قربانی سے اسکی تلافی نہیں ہو سکتی بلکہ اس طواف کا اعادہ اُس پر ضروری ہے۔ اگر اعادہ نہ کیا تو جماع کے حق میں ہمیشہ محروم رہیگا اور جب جماع کیا کریگا ایک قربانی واجب ہوا کریگی بشرطیکہ یہ تعدد جماع کا مجالس متعددہ میں ہو۔ ایک ہی

مجلس میں کئی بار جماع کرنے سے ایک ہی قربانی واجب ہوگی۔ ہاں اگر پہلے جماع سے نیت احرام کے توڑنے کی کرلی ہو اور مسئلہ[1] سے ناواقف ہو تو پھر ایک ہی قربانی واجب ہوگی اگرچہ مجالس بھی متعدد ہوجائیں (در مختار۔ رد المحتار)

(۱۵) طواف وداع کے کل شوطون یا چار شوطون کا ترک کردینا۔ اگر کوئی شخص بغیر طواف وداع کے کیئے ہوئے مکہ سے چل دیا لیکن ابھی میقات سے باہر نہیں ہوا تو اُسپر واجب ہے کہ لوٹ آئے اور طواف وداع کرے اور اگر میقات سے باہر نکل گیا ہے تو اُس کو اختیار ہے چاہے لوٹ کر طواف وداع کو ادا کرے اور چاہے اُسکے بدلے قربانی کردے لوٹنے کی صورت میں یہ چاہیئے کہ عمرہ کا احرام باندھ کر لوٹے[2] طواف وداع میں اس تاخیر سے کوئی جنایت نہوگی کیونکہ اس طواف کا کوئی وقت مقرر نہیں۔

(۱۶) سعی کے کل شوطوں یا اکثر شوطون کا ترک کردینا۔

(۱۷) سعی مین بلا عذر سوار ہوجانا۔

ان دونون صورتوں میں اگر کوئی شخص پھر سعی کا اعادہ کرلے گو یہ اعادہ بعد احرام سے باہر ہوجانے اور منافی احرام افعال کے ارتکاب کے بعد کیون نہ ہو تو قربانی واجب نہ ہوگی۔ (بحر الرائق)

(۱۸) وقوف مزدلفہ کا ترک کردینا۔

---

[1] مسئلہ یہ ہے کہ احرام توڑنیکی نیت سے یا بغیر اس نیت کے اگر کوئی شخص خلاف احرام افعال کا ارتکاب کرے تو اس سے احرام نہیں ٹوٹتا بلکہ جنایت ہوتی ہے نماز کا سا حال نہیں ہے کہ کوئی فعل مخالف تحریمہ کے اگر کرے تو تحریمہ فاسد ہوجائے ہاں اگر عذر شرعی لاحق ہوگیا ہے جسمیں شریعت کی طرف سے باہر ہوجانیکا حکم ہے تو اس صورت میں البتہ احرام کے مخالف افعال بہ نیت ترک احرام کرنے سے احرام ٹوٹ جائیگا ان عذروں کی تفصیل احصار کے بیان میں انشاء اللہ آئیگی ہاں اسقدر فرق ہے کہ اگر باوجود مسئلہ جاننے کے کئی جنایات کا ارتکاب کرتا تو ہر جنایت کا کفارہ دینا پڑتا اب صرف ایک ہی کفارہ دینا پڑے گا۔

[2] عمرہ کا احرام باندھکر لوٹنے کا حکم اس سبب سے ہے کہ صورت مفروضہ میں وہ شخص میقات سے باہر چلا گیا ہے اور اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ میقات کے اندر بغیر احرام باندھے داخل ہونا منع ہے ۱۲

(۱۹) رمی[1] کا بالکل ترک کر دینا یا کسی ایک دن کی پوری رمی کا ترک کر دینا یا کسی دن کی رمی[2] کے اکثر حصہ کا ترک کر دینا مثلاً سات کنکری کی جگہ تین کنکری مارے۔

(۲۰) حرم سے باہر حلق یا تقصیر کرانا۔

(۲۱) حج مفرد کے حلق یا تقصیر میں یا طواف زیارت میں دسویں ذیحجہ سے تاخیر کرنا۔

(۲۲) عورت کا بوسہ لینا یا مباشرت فاحشہ کرنا یا بشہوت اُسکو مس کرنا یا اسی کے مثل کوئی اور فعل کرنا خواہ انزال ہو یا نہو اور اسی طرح استمنا[3] اور جماع بہیمہ[4] بھی موجب جنایت ہے مگر ان دونوں میں انزال شرط ہے۔

(۲۳) وقوف عرفات کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے جماع کرنا اسمین اس قدر تفصیل ہے کہ اگر یہ جماع حلق یا تقصیر سے پہلے ہوا ہے تو ایک گائے یا اونٹ کی قربانی کرنی ہوگی اور بعد حلق کے بکری یا بھیڑ کی۔

(۲۴) جن مناسک مین کہ ترتیب واجب ہے اُن کی ترتیب بدل دینا۔

(۲۵) قارن[5] کا ذبح سے پہلے یا رمی سے پہلے حلق کرا لینا۔

---

[1] رمی کا ترک جب ہی سمجھا جائیگا جب چودھویں تاریخ کو آفتاب غروب ہو جائے اور اُسنے رمی نہ کی ہو کیونکہ چودھویں تاریخ کی تمام تک رمی کا زمانہ باقی ہے ایک دن کی چھوٹی ہوئی رمی دوسرے دن ادا کر سکتا ہے۔ ہاں بعد چودھویں تاریخ کے پھر رمی کا زمانہ باقی نہیں رہتا ۱۲

[2] مثلاً دسویں تاریخ کو سات رمی ہیں وہ بھی صرف جمرہ عقبہ کی تو ان میں سے چار ترک کر دے اور باقی دنوں میں ہر دن اکیس اکیس رمی ہیں تو ان میں سے مثلاً گیارہ رمی ترک کر دے خواہ یہ گیارہ رمی جو ترک کی گئی ہین کچھ کچھ تینوں جمرہ کی ہوں یعنی چار ایک کے چار دوسرے کی تین تیسرے کی یا کسی جمرہ کی پوری ہوں اور کسی کی بعض بہر صورت ایک قربانی واجب ہوگی ۱۲

[3] استمنا جلق لگانا۔ جماع بہیمہ جانور سے فعل بد کرنا ۱۲

[5] اس صورت میں قارن پر دو قربانیان واجب ہوتی ہیں مگر ایک تو قران کے شکریہ کی ہے لہذا اس کا ذکر یہاں بیکار ہے۔ اوپر ہو چکا ہے۔ دوسری جنایت کے سبب سے ہے اسی کا یہان ذکر کیا گیا صاحب ہدایہ نے دونون قربانیان جنایت کے سبب سے قرار دی ہیں اسپر لوگوں نے ان کی تغلیط کی ہے صاحب بحر الرائق وغیرہ نے انکی عبارت کی توجیہ بھی کی ہے ۱۲

(۲۶) بعد حج کرنے کے بغیر حلق کرائے حرم سے باہر چلا جانا اور پھر بارھویں ذیحجہ کے بعد لوٹنا۔ اگر حرم کے باہر جاکر بارھویں تاریخ کے اندر اندر پھر حرم میں آکر حلق کرالیا تو کچھ جنایت نہیں۔

## دو قربانی کی جنایتیں

(۱) گاڑھی مہندی کا یا اور کسی قسم کی کسی خوشبودار چیز کا سر میں لگانا بشرطیکہ وہ چیز گاڑھی ہو اور پورے سر میں یا چوتھائی سر میں لگائی جائے اور بقدر ایک دن رات کے لگی رہے۔ ایک قربانی تو بسبب استعمال خوشبو کے اور دوسری بسبب سر ڈھانکنے کے مگر یہ مرد کا حکم ہے عورت پر ایک ہی قربانی ہوگی خوشبو کے استعمال کے سبب سے سر ڈھانکنا تو اس کے حق میں جنایت ہی نہیں۔

(۲) قارن[ل] کی وہ جنایتیں جنکے کرنے سے مفرد پر ایک قربانی واجب ہوتی ہے۔

(۳) جو متمتع اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو اسکی وہ جنایتیں جنکے کرنے سے مفرد پر ایک قربانی واجب ہوتی ہے۔ جو متمتع اپنے ہمراہ ہدی نہ لایا ہو وہ اگر عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد عمرہ کے احرام سے باہر نہ ہو جائے تو اسپر بھی ہر ایسی جنایت کے کرنے سے دو قربانیاں واجب ہونگی۔

اُن جنایتوں کا بیان ہو چکا جن سے قربانی واجب ہوتی ہے لہذا یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جہاں قربانی کا لفظ بغیر کسی جانور کی تخصیص کے استعمال کیا گیا ہے وہاں بکری بھیڑ مراد ہے اور اگر گائے یا اونٹ کا ساتواں[ہ] حصہ اسکے عوض میں دیا جائے تب بھی کافی ہے۔

---

ل۔ قارن پر اور نیز متمتع مذکور پر دو قربانیاں اس سبب سے ہوتی ہیں کہ وہ دو احرام میں مقید ہے ایک تو عمرہ کا دوسرا حج کا ایک جنایت کے ارتکاب سے اس نے دو احراموں کے خلاف کیا گویا دو جنایتیں کیں اسی سبب سے جو متمتع اپنے ہمراہ ہدی نہیں لایا اگر بغیر عمرہ کے احرام سے باہر ہوئے یا حج کا احرام باندھے تو اسپر بھی دو قربانیاں واجب کی گئی ہیں ۱۲ ہ۔ صاحب بحر الرائق نے لکھا ہے کہ اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ اس جگہ قائم مقام ایک بکری کے نہیں ہوسکتا مگر محققین نے انکے اس قول کو قبول نہیں کیا اور خود انھوں نے بھی باب الہدی میں جاکر اس کے خلاف لکھ دیا ہے ۱۲

بشرطیکہ جتنے لوگ اُس گاے یا اونٹ میں شریک ہون سب کی نیت بغرض ثواب ذبح کرنے کی ہو اگر کوئی شریک اپنے کھانے کے واسطے یا گوشت بیچنے کے لئے ذبح کرنا چاہے تو پھر کافی نہ ہوگا اور جہاں جانور کی تخصیص کردی گئی ہے وہی خاص مراد ہے۔ اور تخصیص جانور کی صرف دو جگہ کی گئی ہے ایک تو نمبر ۱ میں دوسری نمبر ۲۲ میں اور صرف اُنھیں دونون مقامات میں پوری گاے یا اونٹ کی قربانی ہے اور کہین نہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان تمام قربانیون میں وہ سب شرطیں ملحوظ ہیں جو عید اضحی کی قربانی میں ہین مثل عمر کی ایک خاص مقدار اور معائب سے سالم ہونے وغیرہ کے۔

اب ہم اُن جنایتون کا بیان کرتے ہین جنکے ارتکاب سے صدقہ دینا پڑتا ہی یہ بات ذہن نشین رہے کہ جہاں کوئی خاص مقدار صدقہ کی نہ بتائی جائے وہاں ایک مقدار صدقہ فطر کی مراد ہے یعنی نصف صاع گیہوں وغیرہ۔ اور صدقات کی مقدار مین یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جب کسی وجہ سے اُنکی قیمت قربانی کے برابر ہو جائے خواہ صدقات کے متعدد ہونے کے سبب سے یا قربانی کے ارزاں ہونے کی وجہ سے تو صدقہ کی مقدار واجب مین سے اسقدر کم کر دینا چاہیے کہ باقی مقدار کی قیمت قربانی سے کم رہ جائے (ردالمحتار وغیرہ)

اب وہ جنایتیں شروع ہوتی ہیں جنسے صدقہ واجب ہوتا ہی (۱) قلیل مقدار کی خوشبو کا ایک عضو سے کم مین استعمال کرنا۔ اور اسی طرح قلیل مقدار کی خوشبو کا کسی لباس کے ایک بالشت مربع سے کم میں لگاکر اُس لباس کو استعمال کرنا اگرچہ پورے ایک دن یا ایک رات کے بقدر استعمال کرے یا خوشبو قلیل نہ ہو بلکہ کثیر ہو یا پورے ایک بالشت مربع میں لگی ہو مگر ایک دن یا ایک رات سے کم اس لباس کا استعمال کرے۔

(۲) ایک دن یا ایک رات سے کم اپنے سر کا ڈھانکنا یا سلا ہوا کپڑا پہننا۔ اس میں اسقدر تفصیل ہے کہ اگر ایک گھنٹہ سے کم سر ڈھانکا یا سلا ہوا کپڑا پہنا تو صرف ایک مٹھی

---

لہ خوشبو کی قلت و کثرت پہچاننے کا فقہانے یہ قاعدہ لکھا ہے کہ عام طور پر اسکو دیکھ کر لوگ کہیں کہ کم ہے تو کم سمجھنا چاہیے اور اگر لوگ کہیں کہ بہت ہی جیسے ایک چلو عرق گلاب یا ایک مٹھی مشک تو سمجھنا چاہیے کہ بہت ہی اور کھانے کی چیزوں میں یہ لکھا ہوا کہ اگر منھ کے اکثر حصہ میں لگجائے تو کثیر ہے ورنہ قلیل ۱۲

آٹا دینا ہوگا اور جو پورا ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ تک ڈھانکے یا پہنے رہا تو نصف صاع۔

(۳) مونچھ کا منڈوانا یا سر ڈاڑھی کے چوتھائی حصہ سے کم کا منڈوانا یا گردن کے کسی حصہ کا منڈوانا بشرطیکہ تین بالوں سے زیادہ ہوں اگر صرف تین بال ہوں تو ہر بال کے عوض میں ایک مٹھی آٹا۔ (فتاوی قاضی خان)

اگر کوئی شخص گنجا ہو یا اُس کے سر کے بال پہلے ہی سے گر گر یا اور کسی وجہ سے کم ہو گئے ہوں حتیٰ کہ بقدر چوتھائی سر کے نہوں تو وہ اگر پورا سر منڈوا لیگا تب بھی صدقہ واجب ہوگا اسی طرح اگر کسی کی ڈاڑھی میں بہت ہی کم بال ہوں کہ چوتھائی کی حد کو نہ پہنچیں تو اس پوری ڈاڑھی منڈوا دینے میں بھی صدقہ واجب ہوگا۔ (رد المحتار)

(۴) پانچ ناخونوں سے کم کا ترشوانا یا پانچ سے زیادہ کا مگر متفرق طور پر یعنی ہر عضو کے چار چار ناخونوں کا۔ ہر ناخون کے عوض میں ایک صدقہ واجب ہوگا۔

(۵) طواف قدوم یا طواف وداع یا اور کسی نفل طواف کا بے وضو ادا کرنا۔ ہر شوط کے عوض میں ایک صدقہ۔

(۶) پچھنے لگوانے کی جگہ کے بال بغرض پچھنے لگانے کے منڈوانا مگر پھر کسی وجہ سے پچھنے نہ لگوانا۔

(۷) طواف قدوم یا طواف وداع یا سعی کے تین یا تین سے کم شوطوں کا ترک کر دینا ہر شوط کے عوض میں ایک صدقہ۔

(۸) ایک دن جسقدر رمی واجب ہیں ان میں سے نصف سے کم کا ترک کر دینا مثلاً دسویں تاریخ کو صرف جمرۃ العقبہ کی سات رمی واجب ہیں ان میں سے تین ترک کرے یا اور تاریخوں میں سب جمروں کی ملاکر اکیس رمی واجب ہیں اُن میں دس ترک کر دے ہر کنکری کے عوض میں ایک صدقہ۔

(۹) کسی دوسرے شخص کا سر یا گردن مونڈ دینا یا اُس کے ناخون کاٹ دینا۔ خواہ یہ دوسرا شخص محرم ہو یا غیر محرم۔

اُن جنایتوں کا بھی بیان ہو چکا جن کے ارتکاب سے صدقہ دینا پڑتا ہے لہذا اب جنہ

باتین اسی کے متعلق اور ہیں اُن کو بھی یاد رکھنا چاہیے وہ یہ ہیں ۔
اگر کوئی واجب ترک کیا جاتا ہے تو اگر بے عذر ترک کیا گیا ہے تو قربانی کرنی ہوگی اور بعذر ترک کرنے میں کچھ نہیں نہ قربانی نہ صدقہ ۔
اگر ممنوعات احرام میں سے کسی چیز کا ارتکاب بلا عذر کیا جائے تو کہیں قربانی واجب ہوتی ہے کہیں صدقہ جیسا کہ گذشتہ بیان سے واضح ہو چکا - اور کسی عذر سے ارتکاب کیا جائے تو اگر اُسکے بے عذر ارتکاب سے قربانی واجب ہوتی تھی تو اب اختیار دیا جائیگا چاہے قربانی کرے چاہے قربانی کے بدلے چھ[۱] مسکینون کو ایک ایک مقدار صدقہ فطر کی دیدے چاہے تین روزے رکھ لے جہان چاہے رکھے اور جسوقت چاہے رکھے اور اگر اس کے بے عذر ارتکاب سے صدقہ واجب ہوتا تھا تو اب اختیار دیا جائیگا چاہے صدقہ دیدے اور چاہے ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے ۔
عذر - کی مثالیں - بخار[۲] - سردی[۳] - زخم[۴] - دردِ سر[۵] - جوئین[۶] وغیرہ عذر کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت رہے نہ یہ ضروری ہے کہ اُس سے خوف مرجانے کا ہو بلکہ صرف تکلیف اور مشقت کا ہونا کافی ہے - خطا اور نسیان اور بیہوشی اور مجبور[۷] ہونا

---

۱؎ - افضل یہ ہے کہ یہ مسکین مکہ کے رہنے والے ہوں - ان مسکینوں کا چھ ہونا ضروری ہے اگر کوئی شخص چھ مقدار صدقہ فطر کی تین یا چار مسکینوں کو دیدے تو کافی نہیں ۱۲

۲؎ مثلاً کسی کو بخار چڑھا اور اُس نے سر ڈھانک لیا یا کوئی سلا ہوا کپڑا پہن لیا ۱۲

۳؎ مثلاً کسی کو سردی بہت معلوم ہوئی اور اس نے کوئی سلا ہوا کپڑا پہن لیا بے سیا ہوا گرم کپڑا کوئی اسکے پاس نہ تھا ۱۲

۴؎ مثلاً زخم پر پھاہا وغیرہ رکھنے کیلئے بال اس مقام کے منڈوائے یا کوئی خوشبودار مرہم اس مقام پر رکھا ۱۲

۵؎ مثلاً درد سر کے دفع کرنے کے لئے کوئی خوشبودار ضماد استعمال کیا ۱۲

۶؎ جوئین سر میں پڑگئین اور اس ضرورت سے اس نے بال منڈوا ڈالے ۱۲

۷؎ مثلاً کسی محرم سے کسی نے کہا کہ مین تجھ کو قتل کئے ڈالتا ہوں نہیں تو تو اپنا سر منڈوا لے یا یہ خوشبودار لباس پہن لے ۱۲

اور سونا اور مفلسی کا شمار عذر میں نہیں ہیں بلکہ ان حالتوں میں جو جنایت صادر ہوگی اس کا کفارہ ضرور دینا ہوگا ہاں آخرت کا گناہ اُسکے ذمہ نہوگا۔

## مفسد حج و عمرہ

وقوف عرفات سے پہلے جماع یا لواطت کا مرتکب ہونا حج کو فاسد کردیتا ہے خواہ انزال ہوا ہو یا نہیں۔ جماع و لواطت مین یہ شرط ہے کہ اس کیفیت سے واقع ہو کہ جس سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ بھولے سے ہو جائے یا مجبوری سے سونے کی حالت میں یا کسی نابالغ بچہ سے اسکا وقوع ہو یا مجنوں سے بہر حال حج فاسد ہو جائیگا عورت اگر کسی جانور کا خاص حصہ اپنے خاص حصہ میں داخل کرلے یا کسی جانور یا آدمی کے خاص حصہ کو اپنے خاص حصہ میں داخل کرلے تب بھی اسکا حج فاسد ہو جائے گا ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ حج اگر فاسد ہو جائے تب بھی اُسکا پورا کرنا ضروری ہے اور

لہ مثلاً کسی محرم نے سونے کی حالت میں اپنا سر چادر میں ڈھانک لیا یا اور کوئی فعل کیا۔

۲ مفلسی سے مراد یہ ہے کہ کسی سے کوئی جنایت صادر ہوئی اور اسکی وجہ سے اُسپر قربانی یا صدقہ واجب ہوا اور اُس کے پاس اسقدر روپیہ نہیں ہے جو وہ قربانی کرسکے یا صدقہ دے سکے تو وہ شخص معذور نہ سمجھا جائیگا اسپر قربانی یا صدقہ واجب ہوا تھا واجب رہیگا ہاں یہ اُسکو اختیار ہے کہ جب اس کو مقدور ہو تب کفارہ ادا کرے اور اگر مرتے دم تک اتنی مقدرت حاصل نہ ہوئی تو امید ہے کہ حق تعالیٰ اس سے درگذر فرمائے ۱۲

۳ اس کیفیت کا بیان مفصل پہلی جلد میں ہو چکا ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ مرد کے خاص حصہ کا سر بقدر اُس کے کسی کے خاص حصہ میں یا مشترک حصہ میں داخل ہو جائے اور عورت بہت صغیر سن نہو اور مرد اپنے خاص حصہ پر ایسا کپڑا وغیرہ نہ لپیٹے جو جسم کی حرارت محسوس ہونے کو مانع ہو ۱۲

۴ عورت کی قید اس لئے لگائی گئی کہ مرد اگر جانور کے ساتھ یہ فعل کرے تو اسکا یہ فعل مفسد حج نہوگا کیونکہ جنایت کامل نہیں ہوئی بخلاف عورتوں کے کہ ان میں بوجہ زیادتی شہوت کے ان صورتوں مین بھی جنایت کامل ہو جائے گی ۱۲

بعد پورا کرنے کے ایک قربانی کرنا بھی ضروری ہے ایک قربانی جب ہی واجب ہوگی کہ ایک مرتبہ جماع کیا جائے یا کئی بار یا کئی عورتوں سے کیا جائے مگر مجلس ایک ہی ہو اگر مجالس متعدد ہونگی تو بقدر اُن کی تعداد کے قربانیاں بھی ہونگی (بحرالرائق)

اس فاسد شدہ حج میں بھی تمام وہی رعایتیں ضروری ہیں جو صحیح حج میں کرنا پڑتی ہیں پس اگر کسی ممنوع احرام کا ارتکاب کریگا تو اُسکا کفارہ دینا پڑے گا۔

اس فاسد حج کی قضا علی الفور واجب ہے یعنی سال آئندہ مین اسکی قضا کرے اس سے زیادہ تاخیر نہ کرے۔ حج اگرچہ نفل ہو تب بھی اسکی قضا کرنی پڑیگی کیونکہ ہر عبادت گو وہ نفل ہو بعد شروع کرنے کے لازم و واجب ہو جاتی ہے ہاں نابالغ بچہ اور مجنوں پر اس حج کی قضا واجب نہیں (درالمختار)

عمرہ میں طواف کے چار شوط سے پہلے جماع و لواطت مفسد ہے بعد چار شوط کے نہیں عمرہ فاسد ہو جائے تو اسکو بھی پورا کرے اور ایک قربانی کرے اور اسکی قضا کرے۔

## شکار کی جزا

کسی جنگلی[۲] شکار[۳] کے قتل کرنے یا اُس کے قتل میں اعانت کرنے سے جزا لازم

---

۱ ہاں اگر دوسرے جماع سے اُس حج فاسد کے توڑنے کی نیت کرلے اور مسئلہ نہ جانتا ہو تو پھر دوسرے جماع کے بعد جسقدر جماع ہونگے اُن میں کفارہ واجب نہ ہوگا جیسا کہ سابق میں گذر چکا ۱۲

۲ جنگلی اُن جانوروں کو کہتے ہیں جنکا توالد تناسل خشکی مین ہوا ہو گو اُنکی بود و باش پانی مین ہو جیسے بط اور مرغابی وغیرہ یہ سب جنگلی جانور ہیں کیونکہ اُن کے انڈے بچے خشکی مین ہوتے ہیں۔ جو جانور جنگلی نہو بلکہ دریائی ہو اُسکا شکار حالت احرام میں بھی جائز ہے خواہ اُسکا کھانا جائز ہو یا نہیں ۱۲

۳ شکار اس جانور کو کہتے ہین جو اصل خلقت مین وحشی ہو خواہ وہ کسی درجہ سے مانوس ہو گیا ہو جیسے ہرن کہ پالنے سے مانوس ہو جاتا ہے مگر چونکہ وہ دراصل وحشی ہے اس لئے شکار کہلائیگا فقہا نے کبوتر کو وحشی الاصل قرار دیا ہے۔ جو جانور وحشی الاصل نہو اسکا قتل کرنا حالت احرام مین بھی جائز ہے عص

ہوتی ہے جزا سے مراد وہ قیمت[۱] ہے جو دو مبصر آدمی اُس شکار کی تجویز کریں اور یہ قیمت اُس مقام کے اعتبار سے ہو جہاں وہ شکار مارا گیا ہے یا اُسکے قریب تر مقام کے اعتبار سے کیونکہ ایک چیز کی قیمت مختلف مقامات کے اعتبار سے بدل جاتی ہے اور نیز اُس زمانہ کے اعتبار سے وہ قیمت ہو جس زمانہ میں وہ شکار مارا گیا ہے کیونکہ مختلف اوقات میں ایک چیز کی قیمت مختلف ہو جاتی ہے۔

اس قیمت سے اُس کو اختیار ہے کہ کوئی جانور قربانی کا مول لیکر حرم بھیج دے

---

(بقیہ عبارت حواشی صفحہ ۵۱) عصہ اور جزا واجب نہین ہوتی جیسے بکری گائے اونٹ مرغی وغیرہ۔ گائے بیل اگر چھوٹ کر آوارہ ہو گئے ہوں اور ان میں وحشت آگئی ہو تب بھی وہ شکار نہ سمجھے جائینگے ۱۲

۴ قتل میں تعمیم ہے چاہے قتل کا ارتکاب اپنے ہاتھوں سے کرے چاہے باعث قتل ہو جائے دونوں صورتوں میں جزا دینا لازم ہی ہوگی فرق اسقدر ہے کہ پہلی صورت میں ارادہ اور نیت شرط نہیں حتی کہ اگر کوئی شخص کسی شکار پر گر پڑے اور وہ اس کے گرنے سے مرجائے یا سوتے میں اُس کا ہاتھ کسی شکار پر پڑ جائے اور وہ مرجائے تو جزا لازم ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی مانوس جانور کی طرف گولی چلائے اور وہ کسی شکار کے لگ جائے تب بھی جزا لازم ہوگی اور دوسری صورت مین ارادہ اور قصد شرط ہے لہذا اگر کوئی شخص کنواں کھودے اور اُس میں اگر کوئی شکار مرجائے تو دیکھا جائیگا کہ اُس نے کنواں کس غرض سے کھودا ہے اگر شکار کے گرفتار کرنے یا مارنے کے لئے کھودا ہے تب تو اس پر جزا واجب ہوگی اور اگر محض پانی کے لئے کھودا ہی تو جزا واجب نہ ہوگی اسی طرح اگر کسی شخص نے شکاری کتے کو کسی مانوس جانور کے پکڑنے کے لئے چھوڑا اور اُس نے جاکر شکار کو پکڑ لیا تو جزا واجب نہ ہوگی علی ہذا اگر کسی شخص نے کسی کوٹھری کو بند کیا اور اسکے اندر کوئی پرند بند ہو گیا اور پیاس وغیرہ کے سبب سے مرگیا تو دیکھا جائیگا کہ بند کرنے والے کو اس پرند کے وہاں ہونے کا علم تھا یا نہیں اگر تھا تو جزا واجب ہوگی ورنہ نہیں ۱۲

۱ - یہ امام ابو حنیفہ اور قاضی ابو یوسف کا مذہب ہی امام محمد کے نزدیک جن جانوروں کا مثل موجود ہی انکے قتل کرنے سے انکے مثل جانوروں کا قربانی کرنا ضروری ہی مثلاً ہرن کو مارے تو بکری شتر مرغ کو مارے تو اونٹ گورخر کو مارے تو گائے وعلی ہذا اور یہی امام شافعی کا بھی قول ہے ۱۲ (بحر الرائق رد المحتار)

اور وہ وہاں ذبح کر دیا جائے یا اُس قیمت سے گیہوں وغیرہ مول لیکر ہر فقیر کو ایک مقدار صدقہ فطر کی تقسیم کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ ہر مسکین کے کھانے کے عوض میں ایک ایک روزہ رکھ لے اور اگر قیمت اسقدر واجب ہوئی ہو کہ اُس سے قربانی نہیں ہوسکتی تو پھر صرف دوہی باتوں کا اختیار ہے صدقہ دینے اور روزہ رکھنے کا۔ اور اگر اسقدر قیمت واجب ہوئی ہو کہ اسمیں ایک مقدار صدقہ فطر کی نہیں ملسکتی تو اختیار ہے کہ جسقدر مل جائے اُسی قدر خرید کر محتاج کو دیدے یا اُسکے عوض میں ایک روزہ رکھ لے شکار اگر کسی آدمی کا مملوک ہوگا تو اُسکے قاتل کو دو قیمتیں دینا پڑینگی ایک قیمت تو اُسکے مالک کے حوالہ کر دے اور ایک قیمت اللہ کی راہ میں تصدق کر دے (بحر الرائق)

قتل میں اعانت کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ شکار جہاں اُسوقت موجود ہو اُس مقام کی اطلاع شکاری کو کر دینا دوسرے یہ کہ کوئی آلہ قتل کا اُسکو دینا یا قتل کی تدبیر بتانا۔ پہلی صورت میں جزا واجب ہونے کے لئے پانچ شرطیں ہیں۔

(۱) اُس شکار کا قتل اُسکے بتانے سے ہو جائے۔

(۲) جس کو شکار کا مقام بتایا ہے وہ خود اُسکا مقام نہ جانتا ہو بلکہ اسی کے بتانے سے اُس نے جانا ہو (۳) جس کو شکار کا پتہ بتایا ہے وہ اُسکے قول کو جھوٹا نہ سمجھے (۴) بتانے والا اُس شکار کے قتل ہونے تک محرم رہے (۵) شکار بھاگ نہ جائے اگر بھاگ جائے اور بعد اُس کے وہ شخص پھر اُسکو مارے تو بتلانے والے پر جزا واجب نہ ہوگی کیونکہ جب اُسنے بتایا تھا اُسوقت وہ شکار ہاتھ نہیں آیا۔

دوسری صورت میں یہ شرط ہے کہ خود وہ شخص جسکو اُس محرم نے آلہ قتل دیا ہے یا تدبیر قتل بتائی ہے اپنے پاس آلہ قتل نہ رکھتا ہو یا اُس تدبیر قتل کو نہ جانتا ہو مثلاً کوئی شکار غار کے اندر چھپا بیٹھا ہو اور کوئی شخص اسکو قتل کرنا چاہے لیکن اُس سے کچھ تدبیر نہ بن پڑے اور کوئی محرم اُسکو اُس غار کے اندر جانے کا راستہ بتادے یا کوئی نیزہ وغیرہ اتنا لمبا دیدے جو غار کے اُس مقام تک جہاں شکار بیٹھا ہے پہونچ سکے۔

اگر کئی محرم ایک شکار کے قتل کے مرتکب ہوں یا اُسکے قتل میں معین ہوں تو ہر ایک پر جزا واجب ہوگی۔ اسی طرح اگر ایک محرم کئی شکاروں کو قتل کرے تو اسپر اتنی ہی جزائیں واجب ہونگی جتنے اُسنے شکار کئے ہین (بحر الرائق)

اُن جانوروں کے قتل کی جزا جن کا گوشت حلال نہیں کبھی ایک بکری سے زیادہ نہیں ہوسکتی چاہے وہ جانور کتنا ہی بڑا اور کتنا ہی قیمتی کیوں نہو مثلاً کوئی شخص ہاتھی کو مار ڈالے تب بھی اسکی جزا مین صرف ایک بکری واجب ہوگی۔

جزا کے عوض میں اگر صدقہ دے تو اُسکا حکم بالکل صدقہ فطر کے مثل ہے اور اس کے مصارف وہی ہیں جو صدقہ فطر کے ہیں۔

اگر کوئی محرم کسی شکار کو زخمی کر دے اور وہ اس زخم سے مرے نہیں یا شکار کے بال اُکھاڑ دے یا کوئی عضو توڑ دے یا کاٹ دے تو اُس شکار کی حالت صحت کی قیمت مین جسقدر کمی آگئی ہو وہ اس محرم کو دینا چاہیے بشرطیکہ یہ زخمی کرنا یا بال وغیرہ کا توڑنا اس شکار کے فائدے کی غرض سے نہو اگر فائدہ کی غرض سے ہوگا تو پھر کچھ بھی جزا واجب نہوگی مثلاً کوئی کبوتر کسی جال مین پھنسا ہوا ہو اور کوئی محرم اس کو جال سے نکالنا چاہے نکالنے میں اُس کے بال وغیرہ ٹوٹ جائیں بلکہ ایسی صورت میں اگر وہ مر بھی جائے تو بھی جزا واجب نہ ہوگی۔

اگر کوئی محرم کسی شکار کے پیر کاٹ ڈالے یا اُسکے پر نوچ ڈالے کہ وہ اپنی حفاظت

---

۱؎ یہ اس صورت میں ہے جبکہ وہ جانور کسی کا مملوک نہو ورنہ اس کی پوری قیمت مالک کو دینا پڑیگی اگرچہ وہ قد قامت میں چھوٹا ہو مگر کسی وصف کے سبب سے اُسکی قیمت بڑھ گئی ہے تو اس وصف کا بھی اعتبار کیا جائیگا مثلاً کوئی بولتا ہوا طوطا یا شکاری چیتا یا کوئی شکاری پرند بشرطیکہ وہ وصف شرعاً معیوب نہ ہو اگر معیوب ہوگا تو اسکا اعتبار نہ کیا جائیگا جیسے لڑائی کا مرغ یا مینڈھا وغیرہ مگر اللہ کی راہ میں بہرحال ایک ہی بکری یا اُسکی قیمت دینا ہوگی ان اوصاف کا اعتبار صرف مالک کا حق ادا کرنے کے لئے کیا جائے گا ۱۲ ۲؎ مثلاً حالت صحت مین اُسکی قیمت دس روپیہ تھی اور اب آٹھ روپیہ رہ گئی تو دو روپیہ دینا ہونگے ۱۲

سے معذور ہو جائے تو اُس شکار کی پوری قیمت دینا پڑے گی۔

اگر کسی شکار کے انڈے توڑ ڈالے اور وہ انڈے گندے نہوں تو اگر ان انڈوں کے اندر سے بچہ نہ نکلے گا تو انڈے کی قیمت دینی پڑیگی اور جو اسکے اندر سے بچہ نکلے تو اگر وہ صحیح وسالم نکل آیا تو کچھ نہیں اور اگر مرا ہوا نکلا یا نکل کر مر گیا تو اُس بچہ کی قیمت دینی پڑے گی نہ انڈے کی۔

اگر کوئی شخص جوئیں یا ٹیڑی کو مار ڈالے یا دوسرے کو مارنے کا حکم دے یا اس غرض سے کسی کو اشارہ سے جوئیں یا ٹیڑی کو بتائے یا کوئی فعل بالقصد مار ڈالنے کے[1] کرے اور وہ مر جائیں تو اگر دو تین مارے تو جسقدر چاہے صدقہ دیدے مثلاً ہر ایک کے عوض میں ایک مٹھی آٹا اور جو تین[2] سے زیادہ مارے تو صدقہ فطر کی پوری مقدار دینا ضروری ہے جوئیں کا بدن سے نکالکر زمین پر پھینکدینا بھی مارنے کے حکم میں ہے۔

یہاں تک تو اُن جنایتوں کا بیان تھا جن کا ارتکاب صرف احرام کے سبب سے ممنوع تھا غیر محرم کے حق میں وہ امور ممنوع نہ تھے اب ہم اُن جنایتوں کو بیان کرتے ہیں جن کا ارتکاب حرم کے سبب سے منع ہے حرم کے اندر خواہ محرم ہو یا غیر محرم اُن جنایتوں کا ارتکاب کریگا تو اسکو جزا دینا ضروری ہوگی اور اس جزا میں صرف دو اختیار ہیں یا تو قربانی کردے اگر قیمت بقدر ایک قربانی کے ہو گئی ہو یا وہ قیمت محتاجوں کو دیدے روزہ رکھنے کا اختیار نہیں ہے۔

## حرم کی جنایتیں

(۱) سوا اذخر[1] کے حرم کے کسی اور گھاس یا درخت کا کاٹنا[2] بشرطیکہ خشک اور ٹوٹا ہوا نہو

---

[1] مثلاً جس کپڑے میں جوئیں ہیں اسکو دھوپ میں ڈالدے اس غرض سے کہ وہ مر جائیں۔ اگر اس غرض سے نہیں ڈالا بلکہ اور کسی خیال سے اور وہ مر گئیں تو کچھ جنایت نہیں ۱۲

[2] یہی اکثر فقہا کا قول ہی صاحب بحر الرائق نے اسی کو ترجیح دی ہے لیکن فتاوی قاضیخاں میں اسکے خلاف ہی وہ کہتے ہیں کہ جب دس سے زیادہ ہو جائیں تب ایک مقدار صدقہ فطر کی واجب ہوگی ۱۲

اور خود رو ہو اور اُس قسم میں سے نہو جس کو لوگ عادۃً بویا کرتے ہیں جیسے غلہ اور میوہ جات کے درخت اگر ایسی گھاس یا درخت کو کوئی شخص کاٹے گا تو اُسکی قیمت دینا پڑے گی بشرطیکہ یہ گھاس وغیرہ کسی کی مملوک نہو اگر مملوک ہوگی تو دوہری قیمت دینا پڑیگی - ایک تو بدستور خدا کی راہ میں اور دوسری اُسکے مالک کو ہاں اگر مالک نے اجازت دے دی ہو یا معاف کردے تو پھر وہی ایک قیمت اللہ کی راہ میں دینا پڑے گی -

اذخر کے کاٹنے مین کچھ جنایت نہین اور جو چیز خود رو نہو بلکہ بوئی اور لگائی گئی ہو خواہ اُسکے بونے کا رواج ہو یا نہین اسکے بھی کاٹ لینے میں کچھ جنایت نہیں - کیونکہ یہ اُس قسم مین سے ہی جس کو لوگ عادتاً بوتے ہین - کسی درخت کی پتّی وغیرہ توڑ لینے مین جو اُس درخت کو نقصان نہ پہونچائے کوئی جنایت نہین بشرطیکہ یہ چیزیں کسی کی مملوک نہون اور اگر مملوک ہوں تو مالک نے اجازت دے دی ہو یا معاف کر دیا ہو یا خود مالک نے کاٹا ہو -

کوئی درخت وغیرہ اگر ایسا ہو کہ اُسکی شاخوں کا کچھ حصہ حرم کے اندر ہو اور کچھ حصہ حرم سے باہر تو اُسکی جڑ کا اعتبار کیا جائیگا اگر جڑ حرم میں ہے تو وہ درخت حرم کا

---

(حواشی متعلق صفحہ ۵۵) ۱؎ حرم مکہ اور اس کے آس پاس کے محدود مقاموں کو کہتے ہیں حرم کی حد ہر طرف سے برابر نہیں ہی جیسا کہ ہم بیان کرتے ہیں مدینہ منورہ کی جانب تو مکہ سے تین میل تک حرم ہے اور یمن کی طرف سات میل اور طائف کی طرف بھی سات میل اور عراق کیطرف بھی سات میل اور جدہ کی طرف دس میل حرم کے تمام اطراف کی حد بندی کردی گئی ہی پہلے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نشان لگائے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عمر و عثمان رضی اللہ عنہما نے پھر حضرت معاویہ رضؓ نے جو ابتک ہیں ۱۲

۲؎ اذخر ایک قسم کی گھاس ہی جو دوا مین کام آتی ہے اور قبروں کو بھی اس سے پاٹتے ہیں ہندوستان مین بھی اسکی جڑ دوا مین لکھی جاتی ہے ۱۲ ۳؎ کاٹ لینا اور جڑ سے اُکھاڑ ڈالنا ایک حکم میں ہے ۱۲

۱؎ اس قدر ٹوٹ جانا مراد ہے کہ اُس میں نمو کی قوت باقی نہو اور نہ ترو تازہ رہ سکے - اگر پورا درخت نہیں ٹوٹا کوئی شاخ اسکی ٹوٹ گئی ہے تو صرف اُسی شاخ کے کاٹنے میں جنایت نہوگی ترو تازہ شاخ کے کاٹنے میں جنایت ہوگی -

سمجھا جائیگا اور کچھ جو حرم کے اندر ہے کچھ باہر تب بھی وہ حرم کا سمجھا جائے گا اور اگر ایسے درخت پر کوئی پرند بیٹھا ہوگا تو اس میں یہ بات دیکھی جائے گی کہ اگر وہ زخمی ہو کر گرے تو کہاں گرے گا، اگر حرم میں گرے تو وہ پرند حرم کا سمجھا جائے گا۔

حرم کی گھاس کا جانوروں سے چروا لینا بھی جائز نہیں[1] اگر خود بخود کوئی جانور چرے تو اسکے مالک پر ضمان نہ پڑے گا (درمختار وغیرہ)

(۲) حرم کے شکار کا قتل کرنا۔ اگر کوئی جانور ایسی جگہ بیٹھا ہو کہ پیر تو اس کے حرم میں ہوں اور سر حرم سے باہر ہو تو وہ حرم کا سمجھا جائیگا اور اگر لیٹا ہوا ہو تو اگر اس کے بدن کا کوئی جز حرم میں ہوگا تو وہ جانور حرم کا سمجھا جائے گا۔

اگر کوئی شخص کسی جانور کو حرم سے باہر نشانہ لگائے اور وہ جانور حرم کے اندر بھاگ جائے اسکے بعد اسی نشانہ سے زخمی ہو تو جنایت ہو جائے گی۔

اگر حرم کے کسی پرند کے انڈے توڑ ڈالے یا بھون لے یا حرم کی ٹڈیاں[2] مار ے یا حرم کے کسی شکار کا دودھ دوھے تو اس کا ضمان دینا ہوگا بعد ضمان دینے کے اس کا کھانا جائز ہے اور اس کا بیچنا بھی جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔

کوّے اور چیل اور بھیڑیے اور سانپ بچھو اور چوہے کے مار ڈالنے میں کچھ مضائقہ نہیں یعنی جزا واجب نہ ہوگی اسی طرح کٹنے[3] اور مچھر، کھٹمل، چیونٹی، پسو اور کلنی اور کچھوا

---

[1] یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کا مذہب ہے قاضی ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے وہ کہتے ہیں کہ چرانے کی ممانعت میں لوگوں کا سخت حرج ہے اور حدیث میں صرف کاٹنے کی اور توڑنے کی ممانعت ہے چرانے کا ذکر نہیں ہے بعض فقہا نے انھیں کے قول پر فتوی دیا ہے اور لکھا ہے کہ لوگوں کا عمل بھی اسی پر ہے ۱۲ (ردالمحتار)

[2] ٹڈی اگر تین سے کم مارے تو صدقہ کی کوئی مقدار معین نہیں جس قدر چاہے دیدے ہاں تین سے زیادہ مارنے میں ایک مقدار صدقہ فطر کی معین ہے یہی حال جوئیں کا بھی ہے۔ (درمختار)

[3] بعض فقہا کی عبارتوں میں اس مقام پر کتے کے ساتھ کاٹنے والے کی قید ہے مگر یہ قید اتفاقی ہے کاٹتا ہو یا نہیں جنگلی یا پالا ہوا ہر حال میں اس کے مار ڈالنے سے جزا لازم نہ ہوگی ہاں اگر وہ کسی کا مملوک ہو تو اس کو ضمان دینا پڑے گا۔ ۱۲

اور پروانہ مکھی اور چھپکلی اور بھڑ اور تمام خزندہ[1] جانوروں کے مار ڈالنے میں بھی جزا واجب نہیں ہوتی جو حملہ کرے اور اس کے حملہ کا دفعیہ بغیر قتل کے ممکن نہ ہو۔ بشرطیکہ وہ جانور کسی کا مملوک نہ ہو۔ ان جانوروں کے قتل میں کچھ جزا نہیں خواہ حرم کے اندر ہی کیوں نہ قتل کئے جائیں اور خواہ قاتل ان کا محرم ہو۔

کوے کی کئی قسمیں ہیں ان میں سے عقعق[2] کو فقہا نے مستثنیٰ کیا ہے یعنی اس کے قتل سے جزا لازم ہوتی ہے (رد المحتار وغیرہ)۔

اگر کوئی غیر محرم شکار مارے اور اس کو حرم سے باہر ذبح کرے تو اس کا کھانا محرم کے لئے جائز ہے بشرطیکہ اس شکار کے قتل میں کسی محرم کی کسی قسم کی اعانت نہ ہو نہ اس نے اس شکار کے قتل کا حکم دیا ہو نہ اس شکار کرنے والے نے اس کو کسی محرم ہی کے لئے شکار کیا ہو۔

جو شخص حرم کے اندر داخل ہو اس پر واجب ہے کہ اگر اس کے ساتھ میں کوئی شکار ہو تو اس کو چھوڑ دے[3] یعنی آزاد کر دے اسی طرح جو شخص احرام باندھے اور اس کے ہاتھ میں شکار ہو اس پر بھی واجب ہے کہ اس کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دے کسی کے پاس امانت رکھا دے یا دیدے۔

اگر یہ شکار جس کو اس نے آزاد کیا ہے کوئی درندہ ہو جیسے شکرا باز وغیرہ اور وہ آزاد ہو کر حرم کے کسی شکار کو قتل کرے تو اس کی جزا اس پر واجب نہ ہو گی

اگر شکار اس کے ہاتھ میں نہ ہو بلکہ مکان میں ہو یا پنجرہ میں بند ہو اور وہ پنجرا اس کے ہاتھ میں یا اس کے خادم کے ہاتھ میں ہو یا اسباب کے اندر رکھا ہو تو پھر

---

[1] خزندہ وہ جانور ہیں جو سوراخوں میں گھس جاتے ہیں اور انکے اندر بود و باش کرتے ہیں جیسے سانپ، بچھو، چوہا وغیرہ ۱۲ [2] عقعق وہ کوا ہے جس کے رنگ میں سیاہی کے ساتھ سپیدی بھی ہو اس کی آواز میں عین قاف کی صورت پیدا ہوتی ہے ۱۲ (رد المحتار) [3] چھوڑ دینے کا یہ مطلب خاص کر اس سبب سے بیان کیا گیا کہ پرند کا اڑا دینا یا چوپایہ کا آزاد کر دینا ممنوع ہے۔ اس میں مال کی اضاعت ہے جو شریعت اسلامیہ میں جائز نہیں رکھی گئی ۱۲۔

اس کا چھوڑنا ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر وہ رسّی میں بندھا ہو اور وہ رسّی اس کے ہاتھ میں ہو تب بھی اس کا چھوڑنا واجب نہیں (ردالمحتار)

محرم کو شکار کا مول لینا یا بیچنا جائز نہیں اگر بیچے تو اس پر ضروری ہے کہ واپس لیلے ورنہ جزا دینا پڑے گی۔

محرم شکار کا مالک کسی اختیاری سبب سے مثل خریدنے یا ہبہ وغیرہ کے نہیں بن سکتا ہاں اگر کوئی سبب اختیاری نہ ہو تو اس کی وجہ سے البتہ مالک بن سکتا ہے۔ مثلاً کوئی عزیز اس کا مر جائے اور اس کے مال میں شکار ہو اور وہ اس کو وراثت میں ملے تو اس صورت میں اس کا مالک ہو جائے گا کیونکہ وراثت غیر اختیاری چیز ہے۔

اگر کوئی محرم کسی شکار کو پکڑے یا مول لے پھر اس کو کوئی شخص اڑا دے تو اس پر ضمان نہیں کیونکہ وہ شکار اس محرم کی ملک میں نہ تھا۔

یہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ جن جنایتوں کے سبب سے مفرد پر ایک قربانی واجب ہوگی ان کے سبب سے قارن اور ہدی والے متمتع پر دو قربانیاں واجب ہوں گی علیٰ ھذا صدقہ بھی قارن وغیرہ پر دوگنا واجب ہوتا ہے سوا اس جنایت کے کہ میقات کے اندر بغیر احرام باندھے ہوئے چلا جائے اس جنایت میں قارن وغیرہ پر بھی مفرد کی طرح ایک ہی قربانی واجب ہوتی ہے (درمختار، ردالمحتار)

## میقات سے بغیر احرام باندھے ہوئے حرم کے اندر چلا جانا بھی جنایت ہے

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ جو شخص حرم کے اندر جانا چاہے اس پر ضروری ہے کہ احرام باندھ کر میقات کے اندر داخل ہو۔ پس اس کے خلاف کریگا تو جنایت کا مرتکب ہوگا اس جنایت کے احکام حسب تفصیل ہیں۔

(۱) جو شخص حرم جانے کے ارادہ سے بغیر احرام باندھے ہوئے میقات سے آگے چلا جائے اس پر واجب ہے کہ میقات پر لوٹ کر آئے اگر نہ لوٹا تو چاہے میقات سے آگے بڑھ کر احرام باندھ لے یا نہ باندھے اس پر ایک قربانی واجب ہے۔

(۲) اگر حرم جانے کے ارادہ سے بغیر احرام باندھے ہوئے میقات سے آگے نکل گیا

پھر میقات پر لوٹ کر اس نے احرام باندھ لیا یا احرام تو میقات پر لوٹنے سے پہلے باندھ لیا مگر ابھی تک افعال حج وعمرہ شروع نہیں کئے پھر میقات پر لوٹ کر تلبیہ[۱] کہا تو قربانی معاف ہوجائے گی۔

(۳) اگر میقات سے آگے بڑھ کر احرام باندھ لیا اور افعال حج وعمرہ کے شروع کر دئے مثلاً طواف کا ایک شوط کر لیا اس کے بعد میقات پر لوٹ کر آیا یا افعال حج وعمرہ کے شروع کرنے سے پہلے میقات پر لوٹ کر آگیا مگر تلبیہ نہ کہا تو ان دونوں صورتوں میں ایک قربانی واجب ہوگی۔

(۴) اگر دوبارہ میقات پر آنے سے حج کے فوت ہوجانے کا خوف ہو تو چاہیئے کہ نہ لوٹے اور اس نہ لوٹنے کی وجہ سے ایک قربانی کر دے۔

(۵) کوئی مکی یا وہ متمتع جو اپنے عمرہ سے فارغ ہوچکا ہے بقصد حج حرم سے باہر نکل گئے اور پھر حل میں جاکر احرام باندھا اور وہیں سے عرفات میں وقوف کے لئے چلے گئے تو ان پر ایک قربانی واجب ہے کیونکہ ان کی میقات حرم ہے اور وہ اس سے بغیر احرام باندھے ہوئے نکل آئے۔

(۶) اگر کوئی شخص بغیر احرام باندھے ہوئے کئی مرتبہ حرم کے اندر آمد و رفت کرے تو ہر مرتبہ کے عوض میں اس کے ذمہ ایک حج یا ایک عمرہ ضروری ہے پھر اسی سال اگر کوئی حج یا عمرہ کرے گا گو وہ اس بغیر احرام جانے کی جنایت اتارنے کی غرض سے نہ ہو تو ایک مرتبہ کی جنایت اتر جائے گی۔ ہاں بعد اس سال کے پھر خاص اسی نیت سے کرے گا تو جنایت اترے گی ورنہ نہیں۔

(۷) اگر کوئی شخص میقات سے بغیر احرام باندھے نکل جائے اور اس کا ارادہ حرم میں جانیکا نہ ہو بلکہ حل میں کسی مقام کے جانے کی نیت ہو تو اس پر بغیر احرام نکل جانے میں کچھ جنایت نہیں پھر وہ اس مقام سے بغیر احرام باندھے حرم کے اندر جاسکتا ہے۔ اگرچہ وہ اس حل کے مقام میں پندرہ روز سے کم رہا ہو۔ (درمختار وغیرہ)

---

[۱] یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے ان کے نزدیک تلبیہ کی تجدید ضروری ہے ۱۲۔

(۸) اگر کوئی شخص بغیر احرام باندھے ہوئے میقات سے آگے نکل گیا پھر اس نے بغیر میقات پر لوٹے ہوئے حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا اور اتفاق سے وہ فاسد ہو گیا تو اس کو پورا کر کے اس کی قضا کرے قضا کا احرام میقات سے باندھے اب اس پر قربانی واجب نہ ہوگی۔

## احرام پر احرام باندھنا

احرام پر احرام باندھنے کی صورت یہ ہے کہ ہنوز ایک احرام سے باہر نہوا ہو کہ دوسرا احرام باندھ لے اس کی چار قسمیں ہیں۔ عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنا حج کے احرام پر دوسرے حج کا احرام باندھنا۔ عمرہ کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا حج کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا اب ہر قسم کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) غیر آفاقی[لہ] - اگر عمرہ کا احرام باندھکر چار شوط سے کم اس کے طواف کے ادا کر چکا ہو تو پھر حج کا احرام باندھ لے تو اس کو ضروری ہے کہ ان دو احراموں میں سے ایک احرام کو توڑ دے یعنی کوئی فعل مخالف احرام کے (مثل حلق وغیرہ کے) بہ نیت احرام توڑنے کے کر لے اور اس احرام توڑنے کے جنایت کے کفارہ میں ایک قربانی کرے پس اگر اس نے حج کا احرام توڑا ہے اور یہی بہتر ہے تو اس پر اس سال ایک عمرہ اور سال آئندہ میں ایک حج ضروری ہے اور اگر حج کا زمانہ باقی ہو اور اسی سال حج کرے تو پھر عمرہ کی حاجت نہیں اور اگر اس نے عمرہ کا احرام توڑا ہے تو صرف عمرہ کی قضا اس کو کرنی ہوگی چاہے اسی سال کرے چاہے سال آئندہ میں۔

غیر آفاقی کی قید اس لئے لگائی گئی کہ آفاقی اگر ایسا کریگا تو اس کو کسی احرام کے توڑنے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ صورت مفروضہ میں قارن ہو جائیگا اور اگر عمرہ کے چار یا چار سے زیادہ شوط طواف کے کر چکا ہوگا تو متمتع ہو جائیگا اور قران و تمتع آفاقی کے

لہ غیر آفاقی وہ شخص جو مکہ کرمہ کا یا حرم کے اندر اور کسی مقام کا رہنے والا ہو متمتع اپنے عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام کرے وہ بھی حکماً غیر آفاقی ہے ۱۲۔

لئے ممنوع نہیں ہے عمرہ کے چار شوط سے کم طواف کرنے کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر عمرہ کا طواف بالکل کیا ہی نہ ہوگا تو پھر عمرہ کے احرام کا خاصکر توڑنا ضروری ہوگا اور چار شوط یا اس سے زیادہ عمرہ کا طواف کرچکا ہوگا تو پھر خاص کر حج کے احرام کا توڑنا لازم ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو پھر اس پر دوسرے حج کا احرام باندھ لے تو اس کی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ دونوں حجوں کا احرام ساتھ ہی باندھے دوسرے یہ کہ ایک حج کا احرام باندھنے کے بعد بغیر اس کے کہ اس کے افعال شروع کر دینے کے بعد دوسرے حج کا احرام باندھ لے۔ تیسرے یہ کہ ایک حج کا احرام باندھکر اسکے افعال شروع کر دینے کے بعد دوسرا احرام باندھے۔ پہلی دونوں صورتوں میں دو حج اس کے ذمہ لازم ہو جائیں گے مگر ایک کا احرام توڑ دے جب چلنے لگے اور اس کو سال آیندہ قضا میں کرے اور ایک عمرہ بھی اس کے ذمہ ضروری ہوگا۔ اور ایک قربانی کرنی ہوگی۔ تیسری صورت میں اگر دوسرے حج کا احرام دسویں تاریخ کو حلق یا تقصیر کے بعد باندھا ہے تو اس دوسرے حج کا سال آئندہ میں ادا کرنا اس پر ضروری ہے اور جبتک اس کو ادا نہ کرے گا محرم رہیگا اور اگر دسویں تاریخ کو حلق و تقصیر سے پہلے دوسرے حج کا احرام باندھ لیا ہے تو پہلے حج کے لئے حلق یا تقصیر کرائے اور سال آئندہ میں دوسرا حج کرے اور ایک قربانی بھی جنایت کے بدلہ میں کرے اور اگر دسویں تاریخ سے پہلے احرام دوسرے حج کا باندھ لیا تو بدستور اس دوسرے احرام کو توڑ ڈالے اور ایک قربانی جنایت کی دے اور سال آئندہ میں دوسرا حج ادا کرے۔

(۳) اگر کوئی شخص عمرے کے احرام پر دوسرے عمرہ کا احرام باندھے تو اگر پہلے عمرہ کی سعی سے فارغ نہیں ہوا تو دوسرے عمرہ کا احرام خود بخود پہلے عمرہ کی سعی شروع کرتے ہی ٹوٹ جائے گا اور ایک قربانی اس احرام کے توڑنے کی اسکو دینا ہوگی اور اگر پہلے عمرہ کی سعی سے فارغ ہو چکا ہے تو دوسرے عمرہ کا احرام توڑنے کی حاجت نہیں اسکو بھی ادا کرے اور اس کے فراغت سے پہلے عمرہ کا حلق و تقصیر نہ کرائے ورنہ دو قربانیاں کرنا ہونگی۔

ایک تو قبل فارغ ہونے دوسرے عمرہ کے حلق کرانے کے سبب سے اور دوسرے دو عمروں کے جمع کرنے کی وجہ سے۔

(۴) اگر کوئی شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو اس کے بعد عمرہ کا احرام باندھے تو اگر غیر آفاقی ہے تو اس کا وہی حکم ہے جو پہلی قسم میں گذر چکا یعنی دو احراموں میں کسی ایک کا توڑنا اور توڑنے کے عوض میں قربانی کرنا وغیرہ اس پر ضروری ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا اور اگر آفاقی ہے تو اس کو کسی احرام کا توڑنا ضروری نہیں دونوں اس پر لازم ہوجائیں گے اور وہ اس صورت میں متمتع کہلائیگا گو خلاف سنت ہونے کے سبب سے گنہگار ہوگا کیونکہ تمتع کی مسنون صورت یہ تھی کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھتا اس سے فراغت کر کے حج کا احرام باندھتا یا دونوں کا ساتھ باندھتا تو قران ہوجاتا۔ اب اگر وہ حج کا طواف قدوم کر چکا ہو تو اس کے لئے مستحب ہے کہ عمرہ کے احرام کو توڑ دے اور حج کرنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کرے اور ایک قربانی اس صورت میں احرام توڑنے کی جنایت میں دے اور اگر عمرہ کا احرام نہ توڑے تب بھی درست ہے مگر ایک قربانی جنایت کی اس صورت میں بھی دینا ہوگی۔ اور اگر حج کے وقوف عرفات سے فارغ ہو چکا اس کے بعد دسویں تاریخ کو یا اس کے بعد ایام تشریق کے کسی اور دن میں عمرہ کا احرام باندھا تو اس پر عمرہ لازم ہوجائے گا گو ابھی حج کے لئے حلق و تقصیر نہ کرایا ہو اور طواف زیارت نہ کیا ہو یا کر چکا ہو۔ مگر عمرہ کے اس احرام کا توڑنا واجب ہے پھر حج کی رمی وغیرہ سے بالکل فارغ ہونے کے بعد از سر نو عمرہ کا احرام باندھ کر اس عمرہ کی قضا کرے اور احرام توڑنے کے بدلہ میں قربانی کرے۔

جس شخص کا حج فوت ہوگیا ہو وہ اگر حج کا احرام باندھے یا عمرہ کا تو اس کو اس دوسرے احرام کا توڑ دینا ضروری ہے اور جب حج فوت ہوجائے تو چاہیئے کہ عمرہ ادا کر کے حج کے احرام سے باہر ہوجائے اور سال آئندہ میں اس حج کی قضا کرے اور ایک قربانی اس جنایت کے بدلہ میں کرے کہ وہ بغیر حج کئے حج کے احرام سے باہر ہوگیا۔

# احصار کا بیان

احصار کے معنی لغت میں تو روک لیا جانا۔ اور اصطلاح فقہ میں احرام کے بعد حج یا عمرہ کے کسی رکن سے روکا جانا جس شخص پر ایسا واقعہ پیش آجائے تو اس کو محصر کہتے ہیں۔
چونکہ یہ بھی ایک قسم کی جنایت ہے یعنی جس طرح جنایت کی قربانی کا قربانی کرنوالے کو کھانا جائز نہیں اسی طرح احصار کی قربانی کا بھی قربانی کرنیوالے کو کھانا درست نہیں لہذا اس کا ذکر بھی جنایات کے بعد مناسب معلوم ہوا۔
اس جگہ ہم دو باتیں بیان کریں گے۔ اول تو احصار کی صورتیں دوسرے احصار کا حکم اور نتیجہ۔

## احصار کی صورتیں

(۱) کسی دشمن کا خوف ہو۔ دشمن سے مراد عام ہے خواہ کوئی آدمی ہو یا درندہ جانور مثلاً یہ معلوم ہو کہ راستہ میں کوئی دشمن بیٹھا ہوا ہے وہ حجاج کو ستاتا ہے لوٹتا ہے مارتا ہے یا کوئی شیر وغیرہ لاگو ہوگیا ہے اور اس کے دفعیہ کی کوئی صورت نہیں۔
(۲) بیماری۔ احرام باندھنے کے بعد بیمار ہو جائے کہ اب آگے نہیں بڑھ سکتا یا آگے بڑھ تو سکتا ہے مگر مرض میں زیادتی کا خوف ہے۔
(۳) عورت کا کوئی محرم نہیں۔ محرم ہو اور مرجائے یا کہیں چلا جائے یا ہو ہی نہیں یا ہمراہ جانے سے انکار کرے ان سب صورتوں میں اگر وہ احرام باندھ چکی ہے تو احصار ہو جائے گا۔
(۴) خرچ کم ہو جائے۔ مثلاً چوری ہو جائے یا پہلے ہی کم ہمراہ لایا ہو۔
(۵) عورت کے لئے عدت۔ احرام باندھنے کے بعد شوہر مرجائے یا طلاق دیدے اور وہ پابند عدت ہو جائے تو یہ احصار ہو جائے گا۔ ہاں اگر وہ عورت اس وقت مقیم ہے اور اس کے وطن سے مکہ بقدر مسافت سفر نہیں ہے تو احصار

نہ سمجھا جائے گا۔ عدت کا مسئلہ تفصیل حج کی شرائط میں گذر چکا۔

(۶) راستہ بھول جائے اور کوئی راہ بتانے والا نہ مل سکے۔

(۷) عورت کے لئے شوہر کا منع کرنا بشرطیکہ حج کا احرام بغیر اس کی اجازت کے باندھا ہو حج فرض کے روکنے کا اور حج نفل میں بعد اجازت دینے کے روکنے کا اختیار شوہر کو نہیں ہے۔

(۸) لونڈی غلام کو اس کے مالک کا منع کرنا۔

# اِحصار کا حُکم

اگر محصر اپنے گھر لوٹ آئے اور اس مانع کے زائل ہونے تک اپنے احرام پر قادر رہے پھر جب احصار دفع ہو جائے تو جس چیز کا احرام باندھا ہے اس کو ادا کرے تو یہ بھی جائز ہے اور اس صورت میں اگر حج کا احرام باندھا تھا اور اسی سال حج کا وقت مل گیا تو خیر ورنہ عمرہ کر کے اپنے پہلے احرام سے باہر ہو جائے اور پھر جدید احرام باندھ کر حج کرے۔ اور اگر محصر یہ چاہے کہ میں احرام سے باہر ہو جاؤں تو اگر وہ مفرد یا معتمر ہے تو ایک قربانی یا اس کی قیمت حرم میں بھیجدے اور جو قارن ہو تو دو قربانیاں یا ان کی قیمت بھیجدے کہ اس قیمت سے وہاں قربانی کا جانور مول لے لیا جائے۔ یہ قربانی حرم میں کسی مقام پر ذبح کر دی جائے گو دسویں تاریخ سے پہلے ہی کیوں نہ ہو اور قربانی بھیجتے وقت یہیں سے اس کے ذبح کا دن مقرر کر دے تاکہ اسی دن یہ محصر اپنے کو احرام سے باہر سمجھنے لگے۔ مگا ذبح کرتے ہی احرام سے باہر ہو جائے گا حلق تقصیر کرالے یا نہ کرائے۔

اگر کسی محصر نے یہ سمجھ کر کہ اب قربانی ذبح ہو گئی ہوگی اپنے کو احرام سے باہر سمجھ لیا اور کوئی فعل خلاف احرام کیا اور بعد کو معلوم ہوا کہ اس دن قربانی ذبح نہیں ہوئی تھی یا ذبح تو اسی دن ہو گئی تھی مگر حرم میں ذبح نہیں ہوئی تو ایسی صورت میں جسقدر جنایتیں اس نے کی ہوں گی ہر جنایت کے عوض میں جزا دینی پڑے گی (درمختار)

پھر جب احصار جاتا رہے اور اس محصر نے حج کا احرام باندھا ہو اور اس سال حج کا زمانہ باقی ہو اور حج کرنے جائے تو مفرد ایک حج اور عمرہ کرے اور قارن دو عمرہ اور ایک حج کرے اور اگر احرام عمرہ کا تھا تو صرف ایک عمرہ کرے۔

اگر قربانی روانہ کرنے کے بعد احصار جاتا رہا اور یہ ممکن ہے کہ اگر وہ محصر روانہ ہو جائے تو قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے پہونچ جائے گا اور حج بھی مل جائے گا تو اس پر واجب ہے کہ فوراً روانہ ہو جائے اور اگر یہ ممکن نہیں یعنی قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے نہیں پہونچ سکتا یا کہ حج نہیں مل سکتا تو پھر اس پر فوراً جانا واجب نہیں۔

کوئی شخص اگر مکہ میں ہے اور وہ حج کے دونوں رکنوں یعنی طواف اور وقوف عرفات سے روکا جائے تو وہ محصر ہو جائے گا اور اگر صرف ایک رکن سے روکا جائے مثلاً صرف طواف سے یا صرف وقوف عرفات سے تو پھر وہ محصر نہیں ہے یعنی اس کو اس رو کے جانے کے عوض میں قربانی نہ کرنی پڑے گی ہاں اگر وقوف سے رو گیا ہے تو سال آئندہ میں اس کی قضا کرنی پڑے گی۔

جس شخص سے حج فوت ہو جائے اس کو چاہیے کہ عمرہ کر کے احرام سے باہر ہو جائے اگر مفرد ہے تو ایک عمرہ کرکے قارن ہے تو دو عمرہ کرے اور بعد اس کے حلق یا تقصیر کرائے اور پھر سال آئندہ میں اس حج مفرد یا قران کی قضا کرے۔ قران کی قضا میں یہ ضروری نہیں کہ وہ بھی قران ہو بلکہ اختیار ہے کہ عمرہ کا احرام علیحدہ باندھ کر عمرہ کرے اور حج کا احرام جداگانہ باندھ کر حج کرے۔

# دوسرے کی طرف سے حج کرنا

ہم اگلی جلدوں میں لکھ چکے ہیں کہ عبادت کی تین قسمیں ہیں۔ بعض تو صرف بدنی ہیں جیسے نماز، روزہ، تلاوت، ذکر وغیرہ۔ اور بعض صرف مالی ہیں جیسے زکوٰۃ، صدقۂ فطر، عشر وغیرہ اور بعض دونوں سے مرکب ہیں جیسے حج عمرہ زیارت قبور مقدسہ انبیاء و اولیاء پہلی قسم کی عبادات کا دوسرے کی طرف سے کرنا درست نہیں یعنی اسکے ذمہ

فرض ساقط نہیں ہوسکتا مثلاً کوئی شخص نماز نہ پڑھے اور دوسرے سے پڑھوا دے یا خود روزہ نہ رکھے دوسرے سے رکھوا دے تو درست نہیں ہاں اگر ان عبادات کا ثواب کسی کو پہونچایا ہو تو بے شبہ درست ہے۔ دوسری قسم کی عبادات کا دوسرے کی طرف سے کرنا درست ہے یعنی اس کے ذمہ سے فرض اتر جاتا ہے اور ان کا ثواب بھی دوسرے کو پہونچانا جائز ہے۔

تیسری قسم کی عبادات کا ثواب بھی دوسرے کو پہونچ جاتا ہے مگر اس کے ذمہ سے فرض اترنے کے لئے چند شروط ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ حج بھی اسی تیسری قسم کی عبادات میں ہے لہذا ہم ہر جگہ حج کی تخصیص کرینگے کیونکہ اصالتاً اسی کا بیان کرنا مقصود ہے اسی پر تیسری قسم کی تمام عبادات کا قیاس کرلیا جائے۔

(۱) وہ شخص جس کی طرف سے حج کیا جاتا ہے بذات خود حج کرنے سے معذور ہو اور وہ معذوری اگر ایسی ہو کہ اس کے زائل ہوجانے کی امید ہے تو اس معذوری کا آخر وقت یعنی موت تک رہنا شرط ہے اور اگر وہ معذوری ایسی ہے کہ اس کے زائل ہوجانے کی امید نہیں ہے جیسے بڑھاپے کا ضعف یا نابینا ہونا یا پیروں کا کٹا ہونا وغیرہ تو پھر اس معذوری کا آخر وقت تک رہنا شرط نہیں حتیٰ کہ اگر بعد اس کے کہ دوسرے نے اس کی طرف سے حج کرلیا اور پھر وہ معذوری جاتی رہی تو اس کو بذات خود حج نہ کرنا پڑے گا۔ فرض اتر چکا بخلاف پہلی قسم کی معذوری کے کہ اگر وہ زائل ہوجائے۔

---

س۵۔ امام مالک اور امام شافعی اس مسئلہ میں مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ عبادات بدنیہ کا ثواب دوسرے کو نہیں پہونچتا باقی اقسام کی عبادتوں کا ثواب پہونچنے میں وہ بھی متفق ہیں حنفیہ کی تائید میں بہت احادیث صحیحہ اور آیات قرآن مجید وارد ہیں اور وہ اپنے مقام میں مذکور ہیں ۱۲ عمس تیسری قسم کی عبادات کے سوا اور کوئی عبادت خدا کی طرف سے فرض نہیں کی گئی ہاں اگر خود کسی عبادت کی نذر کرے تو واجب ہوجائے گی مثلاً کسی نبی کی قبر پاک کی زیارت کی نذر کرے تو وہ واجب ہوجائے گی اور اس کا وجوب بغیر ان شرائط کے نہ اتریگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت بھی واجب ہے جیسا کہ ہم آئندہ بہت محققانہ طور پر بیان کریں گے انشاء اللہ تعالے ۱۲۔

تو پھر دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔

(۲) یہ معذوری حج کرانے سے پہلے پائی جائی ہو اگر اس وقت نہ تھی اور بعد کو پیدا ہو گئی تو اس کا اعتبار نہیں یعنی وہ حج اس کی طرف سے صحیح نہ ہو گا بلکہ اب بعد معذوری پیدا ہو جانے کے اس کو چاہیے کہ کسی کو حج کے لئے بھیجے۔

(۳) جس کی طرف سے حج کیا جائے احرام باندھتے وقت اس کی نیت کرنا۔ مثلاً یوں کہے کہ میں فلاں شخص کی طرف سے احرام باندھتا ہوں اس کی طرف سے تلبیہ کہتا ہوں اور اگر اس کا نام بھول گیا ہو تو صرف یہی کہدینا کافی ہو گا کہ جس نے مجھے بھیجا ہے اسکی طرف سے میں احرام باندھتا ہوں۔

(۴) جسکی طرف سے حج کیا جاتا ہو اس نے حج کرنے کا حکم دیا ہو یعنی یہ کہا ہو کہ تو میری طرف سے حج کر بغیر کہے ہوئے اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے حج کرلے تو اس دوسرے شخص کے ذمہ سے فرض ساقط نہ ہو گا۔ اگر کوئی شخص[۱] مرتے وقت وصیت کر گیا ہو کہ میری طرف سے حج کرا دیا جائے تو یہی حکم ہے۔ وارث اگر بغیر وصیت کے حج کرے یا کسی سے کرائے تب بھی درست ہے یعنی فرضیت ساقط ہو جائے گی۔

(۵) جس کی طرف سے حج کیا جائے روپیہ وہی دے پورے خرچ کے بقدر یا اکثر حصہ اگر کوئی شخص اپنے مال سے خرچ کر کے دوسرے کی طرف سے حج کرے، اور پھر اس سے خرچ لے لے تو اس دوسرے کی طرف سے حج کرنا صحیح ہو جائے گا اس کے ذمہ سے فرض اتر جائے گا ہاں اگر خرچ اس سے نہ لے تو پھر اس کی طرف سے حج ادا نہ ہو گا۔

(۶) جو شخص اپنی طرف سے حج کرائے اُس نے اگر کسی خاص شخص کی نسبت کہا ہو کہ وہ میری طرف سے حج کرے تو اسی خاص شخص کا حج کرنا اگر دوسرا شخص کرے تو اس کی طرف سے حج ادا نہ ہو گا ہاں اگر کسی شخص کو روپیہ دے کر اس سے یہ کہدیا[۲] جائے کہ

---

[۱] بعض فقہا کہتے ہیں کہ اگر غیر وارث بھی بغیر وصیت کے اپنی طرف سے احسان کر کے کسی دوسرے کے عوض حج کرائے تو اس دوسرے کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا مگر یہ قول اکثرین کے خلاف ہے۔ ۱۲

[۲] مثلاً بیٹا اپنے باپ کی طرف سے بغیر وصیت کے حج کرلے تو فرض اتر جائے گا ۱۲۔

تجھے اختیار ہے چاہے خود حج کرنے جائے چاہے کسی اور کو بھیجدے تو پھر وہ شخص چاہے خود جائے چاہے کسی اور کو بھیجدے۔ بہر حال اس روپیہ دینے والے کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا۔

(۷) جس شخص کی طرف سے حج کیا جاتا ہے اس پر حج فرض ہو ورنہ فرض نہ ساقط ہوگا مثلاً کوئی فقیر یا ایسا شخص جس میں حج کی فرضیت کے شرائط نہیں پائے جاتے اپنی طرف سے کسی کو حج کرائے تو اس کے ذمہ سے فرض نہ ساقط ہوگا یعنی اس حج کرانے کے بعد اگر اس میں شرائط فرضیت حج کے پائے جائینگے تو پھر اس کو حج کرانا ہوگا۔

(۸) حج جس شخص سے کرایا جاتا ہے وہ راستہ سواری پر طے کرے نہ پیادہ پا ہاں اگر خرچ کم پڑ جائے اور اس وجہ سے کچھ راستہ پیادہ پا کرے تو درست ہے۔

(۹) جس شخص سے حج کرایا جائے وہ وہیں سے سفر کرے جہاں وہ شخص رہتا ہو جس کی طرف سے حج کرایا جاتا ہے اور اگر وہ شخص مرگیا ہو اور اس کے وارث اس کی طرف سے حج کراتے ہوں تو میت کا تہائی[۱] مال جس مقام سے کفایت کرے وہیں سے حج کے لئے سفر کیا جائے۔

(۱۰) جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے وہ حج کو فاسد نہ کرے اگر فاسد کردیگا اور پھر اس کی قضا کریگا تو وہ دوسرے شخص کی طرف سے فرضیت کو ساقط نہ کرے گا۔

(۱۱) جو شخص کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے جائے وہ اس کے حکم کی مخالفت نہ کرے یعنی اگر اس نے افراد کو کہا ہو تو افراد کرے قران کو کہا ہو تو قران کا احرام باندھے تمتع کے لئے کہا ہو تو تمتع کرے۔ ہاں اگر اس نے افراد کے لئے کہا تھا اور اس نے پہلے اس کی طرف سے حج کیا بعد اس کے پھر اپنے لئے عمرہ کیا تو درست ہے مگر اس زمانہ کے قیام کا خرچ وغیرہ اس دوسرے شخص کے ذمہ نہ ہوگا بلکہ اسکو اپنے پاس سے کرنا چاہیے

---

[۱] تہائی مال کی قید اس لئے لگادی گئی کہ وصیت صرف تہائی مال میں جاری ہوتی ہے اور یہ صورت بھی وصیت کے مثل ہے ۱۲۔

(۱۲) جو شخص دوسرے کی طرف سے حج کرے وہ ایک ہی حج کا احرام باندھے اگر وہ شخص ایسا کرے گا کہ ایک حج کا احرام دوسرے کی طرف سے اور ایک کا اپنی طرف سے باندھے گا تو دوسرے کے ذمہ سے فرضیت ساقط نہ ہوگی۔ ہاں اگر دوسرے حج کا احرام توڑے تو درست ہے۔

(۱۳) ایک ہی شخص کی طرف سے حج کا احرام کرنا۔ اگر دو آدمی مل کر کسی شخص کو حج کرنے کے لئے بھیجیں اور وہ دونوں کی طرف سے حج کا احرام باندھے تو کسی کے ذمہ سے فرضیت ساقط نہ ہوگی اگرچہ وہ بعد حج کے ان دونوں میں سے کسی ایک کی تخصیص کرلے ہاں[1] اگر کوئی وارث اگر اپنے دو مورثوں کی طرف سے بغیر ان کی وصیت کے حج کرے تو درست ہے یعنی اگر ان دو مورثوں میں سے کسی ایک کے ذمہ حج فرض تھا اور اس نے بعد حج کرنے کے اس کی تخصیص کرلی کہ میں اس کی طرف سے حج کرتا ہوں تو اس کے ذمہ سے فرض اتر جائے گا[2]۔

(۱۴) جس سے حج کرایا جائے وہ مسلمان ہو۔

(۱۵) جس سے حج کرایا جائے وہ عاقل ہو۔ مجنون نہ ہو۔

(۱۶) جس سے حج کرایا جائے وہ سمجھدار ہو گو نابالغ ہو۔ ناسمجھ بچے سے اگر حج

---

[1] مثلاً بیٹا اپنے ماں باپ دونوں کی طرف سے حج کا احرام باندھے چنانچہ اسکے فضائل احادیث صحیحہ میں بکثرت وارد ہوئے ہیں۔ دارقطنی میں متعدد طرق سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے تو اللہ اس کا حج پورا کر دے گا اور اس کو دس حج کے برابر ثواب ملے گا اور قیامت کے دن نیک لوگوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ افسوس ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے غافل ہیں وہ اگر حج کرنے جاتے ہیں تو اپنے ماں باپ کو اس کا ثواب نہیں پہونچاتے حالانکہ اس سے انکا نقصان نہ ہوگا ان کا فرض اتر ہی جائے گا۔

[2] اس مقام پر ایک یہ بات باقی ہے کہ اگر یہ حج اس وارث نے اپنا فرض اتارنے کیلئے کیا ہو تو صرف مورث کا فرض اتریگا یا صرف اس کا یا دونوں کا۔ محققین فقہا کی تحریر اور ظاہر احادیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا اُتر جائے گا۔ ۱۲۔ ردالمحتار

کرایا جائے تو فرضیت ساقط نہ ہوگی۔

(۱۷) جو شخص دوسرے کی طرف سے حج کرنے جائے حج اس سے فوت نہ ہو اگر فوت ہو جائے گا اور وہ پھر قضا کرے گا تو دوسرے کے ذمہ سے فرضیت ساقط نہوگی یہ سب شرائط فرضیت ساقط ہونے کے لئے ہیں محض ثواب پہونچانے کے لئے ان شرائط کی ضرورت نہیں ان[1] شرائط کے سوا اور کوئی شرط ہمارے یہاں نہیں ہے ہمارے یہاں عورتوں سے غلام سے اور اس شخص سے جس نے اپنے لئے کبھی حج نہ کیا ہو حج کرالینا درست ہے۔ فرضیت ساقط ہو جائے گی۔ ان شرائط کے علاوہ اور شرائط بھی بعض علمار نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں حتیٰ کہ صاحب لباب المناسک نے بیس شرطیں گنادی ہیں لیکن بعض تو ان میں مکرر ہیں یعنی صرف عبارت کا فرق ہے مآل ایک ہی ہے اس لئے ہم نے ان کو حذف کر دیا اور بعض درحقیقت شرط ہی نہیں ہیں مثلاً صاحب درمختار اور صاحب لباب المناسک وغیرہ ہما لکھتے ہیں کہ جس سے حج کرایا جائے اس سے اجرت کا معاملہ نہ کیا جائے یعنی یوں نہ کہا جائے کہ ہم تم کو اس قدر روپیہ دینگے تم اس کے عوض میں ہماری طرف سے حج کر آؤ اگر ایسا کیا جائے گا تو حج کرانے والے کی طرف سے وہ حج صحیح نہ ہوگا۔ حالانکہ یہ قول خلاف تحقیق اور خلاف ظاہر[2] روایت ہے محققین نے لکھا ہے کہ یہ صورت ناجائز ہے کیونکہ اس صورت میں عبادت کی اجرت لازم آتی ہے اور عبادت پر اجرت[3] لینا ناجائز ہے لہذا اس قسم کا معاملہ جائز ہی نہ ہوگا اور یہ اجارہ باطل ہو جائیگا اور حج کرانے والے کو صرف اسی قدر روپیہ دینا ہوگا جو حج میں خرچ ہوا ہے خواہ اجارہ

---

[1] امام شافعی کے نزدیک اس کے علاوہ اور بھی شرائط ہیں مثلاً مرد ہونا آزاد ہونا اور اپنی طرف سے حج کر چکنا ان کے نزدیک عورت اور غلام اور اس شخص کا حج دوسرے کی طرف سے درست نہیں جس نے کبھی اپنے لئے حج نہ کیا ہو ۱۲

[2] ظاہر روایت اس مسئلہ کو کہتے ہیں جو امام محمد کی ان چھ کتابوں میں ہو۔ جامع صغیر[1] جامع کبیر[2] سیر صغیر[3] سیر کبیر[4] زیادات[5] مبسوط[6] ۱۲

[3] متاخرین علمار نے بعض بعض عبادتوں پر اجرت لینے کو جائز لکھا ہے مثلاً تعلیم دین۔ اور اذان و امامت وغیرہ کے اس مسئلہ کو اگر خدا نے چاہا تو ہم بہت مدلل و مبسوط بیان کریں گے۔ ۱۲۔

اس سے کم پر ہوا ہو یا زیادہ پر اور حج اس کی طرف سے درست ہو جائے گا مثال زید نے عمرو سے کہا کہ ہم تم کو پانچ سو روپیہ دیں گے تم ہماری طرف سے حج کر آؤ تو یہ اجارہ باطل ہے زید کو صرف اسی قدر روپیہ دینا ہوگا جو عمرو نے حج میں خرچ کیا ہو خواہ وہ پانچسو سے زیادہ ہو یا پانچسو سے کم (ردالمحتار وغیرہ)

شرائط کا بیان تو ہو چکا اب مسائل کا بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) جس شخص کو حج کے لئے بھیجا ہے اگر وہ محصر ہو جائے تو احصار کی قربانی کی قیمت اسی شخص کے ذمہ واجب ہے جس نے حج کے لئے بھیجا ہے اور اگر وہ مرگیا ہو تو اس کے تہائی[۱] مال سے لیجائے پھر سال آئندہ میں ایک حج اس حج کے بدلہ کرے جیسا کہ احصار کا عام قاعدہ ہے پھر اس کے بعد دوسرے سال ایک حج حج کرانے والے کیطرف سے کرے۔

(۲) جس شخص کو حج کے لئے بھیجا ہے اگر اس سے حج فوت ہو جائے تو دیکھنا چاہیئے کہ اس کے قصور سے فوت ہوا ہے یا کسی ناگہانی آفت کی وجہ سے۔ پہلی صورت میں اس پر ضروری ہوگا کہ بھیجنے والے کا جسقدر روپیہ خرچ کیا تھا اس کو اپنا سمجھے اور پھر اپنے پاس سے خرچ کر کے علاوہ اس حج کے جو فوت ہو جانے کے بدلے میں اس کو کرنا پڑیگا حج کرانے والے کے لئے ایک حج اور کرے۔

(۳) قران اور تمتع کی قربانیاں اور جنایت[۲] کی قربانی حج کرنے والے کے ذمہ ہونگی نہ حج کرانے والے کے اگر[۳] حج کرانے والے نے تمتع یا قران کی اجازت دی ہو

---

[۱] بعض فقہا کہتے ہیں کہ تہائی مال سے نہیں بلکہ کل مال سے یعنی اگر کل مال قربانی میں خرچ ہو جائے تو خرچ کر دینگے بعض نے اس پر فتویٰ بھی دیا ہے مگر زیادہ قوی وہی قول ہے جو کتاب میں لکھا گیا۔

[۲] جنایت کی قربانی کا اس کے ذمہ ہونا ظاہر ہے اس لئے کہ اسی کا قصور ہے سزا بھی اسی کو ملنا چاہیئے باقی رہی قران اور تمتع کی قربانی تو اسکے ذمہ واجب ہونیکی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں قربانیاں شکریہ کی ہیں اور شکریہ اسی شخص پر واجب ہوتا ہے جو حقیقۃً تمتع اور قران کرے اور حقیقۃً ان کا کرنیوالا یہی شخص ہے نہ بھیجنے والا ۱۲۔

[۳] یہ شرط اس واسطے لگائی گئی کہ اگر اس نے اجازت نہ دی ہوگی تو یہ حج ہی اس کی طرف سے نہ ہوگا اور ایسی حالت میں بدرجۂ اولیٰ اس شخص کے ذمہ تمتع اور قران کی قربانی واجب ہوئی ۱۲

(۴) اگر دوسرے کی طرف سے حج کرنے والا حج کو فاسد کردے تو اس کی قضا سال آئندہ میں اس کے ذمہ ضروری ہوگی مگر یہ قضا کا حج کرانے والے کی طرف سے نہ ہوگا بلکہ حج کرانے والے کے لئے اس کے علاوہ ایک حج اور اس کو کرنا پڑے گا اور اس کا خرچ اس کو اپنے پاس سے کرنا پڑیگا۔ حج کرانے والے سے تو پہلے ہی لے چکا ہے۔

(۵) جس کو کسی میت کی طرف سے حج کے لئے بھیجا ہے اگر وہ وقوف عرفات سے پہلے مرجائے یا اس کا روپیہ چوری جائے تو جس قدر مال میت کا باقی ہے اسکی تہائی سے دوسرا حج کرایا جائے اسی مقام سے جہاں وہ میت رہتا تھا اور اگر تہائی مال اس قدر نہ ہو تو جہاں سے ممکن ہو وہیں سے حج کرادیا جائے پھر اگر یہ دوسرا شخص جو بھیجا گیا اس پر بھی وہی واقعہ پیش آئے یعنی مرجائے یا اس کا مال چوری جائے تو پھر جس قدر مال میت کا باقی ہے اس کے تہائی سے پھر حج کرایا جائے اگر یہ واقعہ پھر پیش آجائے تو پھر ایسا ہی کیا جائے یہاں تک کہ سب مال ختم ہوجائے یا اس قدر مال رہجائے جس میں حج نہیں ہوسکتا۔

(۶) حج کے لئے کسی دوسرے کو بھیجنا یا بھیجنے کی وصیت کرجانا اسی حالت میں ضروری ہے کہ اس پر حج فرض ہوچکا ہو اور خود نہ جاسکے۔ اگر کوئی شخص حج کے لئے گھر سے چلا مگر وقوف عرفات سے پہلے مرگیا تو اس پر حج کے لئے وصیت کرنا اسی حالت میں ضروری ہے کہ جس سال حج اس پر فرض ہوا تھا اس سال سے اس نے تاخیر کردی ہو اگر اسی سال حج کرنے چلا گیا تو پھر وصیت کرجانے کی کچھ حاجت نہیں۔

(۷) اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ تو اسی سال جاکر میری طرف سے حج کرآ اور وہ اس سال نہ جائے تو وہ مخالفت[1] کرنیوالا نہ سمجھا جائے گا اور جب حج کریگا درست ہوجائے گا۔ یعنی بھیجنے والے کی طرف سے فرض ادا ہوجائے گا۔

(۸) جس قدر روپیہ کسی شخص کو حج کرنے کے لئے دیا جائے اگر اس میں کمی پڑجائے تو وہ اس قدر بھیجنے والے سے اور لے اور اگر کچھ بچ رہے تو واپس کرے۔ ہاں اگر بھیجنے والا یہ کہہ دے کہ جس قدر بچ جائے اس کی بابت میں تجھے اختیار دیتا ہوں کہ جس کو

---

[1] اوپر مذکور ہوچکا ہے کہ اگر حج کرنیوالے کے حکم کی مخالفت کریگا تو حج اس کی طرف سے نہ ہوگا۔ ۱۲۔

چاہے دیدے۔ چاہے خود اپنے صرف میں لے آئے تو اس صورت میں بچے ہوئے روپیہ کا اپنے صرف میں لے آنا اس شخص کے لئے جائز ہو جائے گا۔

## حج کی نذر ماننا

حج جس طرح کہ خدا کی طرف سے جب اس کے شرائط پائے جائیں فرض ہے اور اس حج کو حجۃ الاسلام کہتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص حج کی نذر مانے تو وہ بھی واجب ہو جاتا ہے اور اس شخص پر حج کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ یہی حال تمام عبادات کا ہے اگرچہ وہ فی نفسہٖ واجب نہ ہوں مگر نذر کرنے سے واجب ہو جاتی ہیں۔

تیسری جلد میں نذر روزہ کے بیان میں ہم لکھ چکے ہیں کہ نذر کے الفاظ میں قسم کا بھی احتمال ہے جس لفظ سے نذر کا مفہوم ادا ہوتا ہے اسی سے قسم کا بھی مطلب سمجھا جاتا ہے یہ دونوں مثل لازم و ملزوم کے ہیں۔ نذر کہتے ہیں ایک غیر واجب چیز کے واجب کر لینے کو اور قسم کہتے ہیں مباح[1] چیز کے حرام کر لینے کو پس جب کسی غیر واجب چیز کو کرنا اپنے اوپر واجب کیا جائے گا تو اس کا نہ کرنا جو مباح تھا حرام ہو جائے گا مثلاً جب کسی شخص نے نفل نماز کی نذر مانی تو اب اس نفل نماز کا پڑھنا اس پر واجب ہو گیا اور اس نفل کا نہ پڑھنا جو اس کے لئے مباح تھا اب اس پر حرام ہو گیا۔ برخلاف بیان سابق کے حج کی اگر کوئی شخص نذر مانیگا تو اس سے قسم مراد نہ ہوگی یعنی اگر چاہے کہ حج نہ کرے اور جسطرح قسم کا کفارہ دینے سے قسم کیخلاف کرنیکا گناہ اتر جاتا ہے اس کا کفارہ دے کر نذر کے حج نہ کرنے کے گناہ سے سبکدوش ہو جائے تو ممکن نہیں (عالمگیریہ)

نذر اگر کسی شرط پر معلق کی جائے مثلاً یوں کہا جائے کہ میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میرے اوپر ایک حج ضروری ہے یا میں ایک حج کی نذر مانتا ہوں تو جب وہ شرط پائی جائے گی حج کرنا اس پر ضروری ہوگا۔

[1] مباح اس فعل کو کہتے ہیں جس کا کرنا اور نہ کرنا برابر ہو یعنی جس طرح اس کے کرنے میں ثواب نہیں اسی طرح اس کے نہ کرنے میں کچھ گناہ نہیں ۱۲۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں احرام کی نذر مانتا ہوں یا مکۂ مکرمہ یا کعبۂ معظمہ جانے کی نذر مانتا ہوں اور اس کے ساتھ حج یا عمرہ کی تخصیص نہ کرے تو اس پر ایک حج یا عمرہ واجب ہو جائے گا دونوں میں سے جس کو ادا کرے گا نذر پوری ہو جائے گی۔

اگر کوئی شخص پیادہ پا حج یا عمرہ کرنے کی نذر کرے تو صحیح یہ ہے کہ اس کو اپنے مکان سے مکۂ مکرمہ تک پیادہ پا جانا ضروری ہے اور حج میں طواف زیارت کے بعد اور عمرہ میں سعی کے بعد اس کو سوار ہو جانا جائز ہو جائے گا اگر اس کے خلاف کریگا یعنی پورا راستہ یا اس کا اکثر حصہ سواری پر قطع کریگا تو اس کو ایک قربانی کرنی ہوگی (عالمگیریہ)

اگر کوئی شخص مکۂ معظمہ یا کعبۂ شریفہ تک پیادہ پا جانے کی نذر کرے تو یہ نذر لغو ہو جائے گی یعنی اس پر حج یا عمرہ واجب نہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ میں حجۃ الاسلام دو دفعہ کرنے کی نذر کرتا ہوں تو اس کی یہ نذر لغو ہو جائیگی حجۃ الاسلام ایک بار سے زیادہ نہیں ہوتا۔

اگر کوئی شخص ایک ہی سال کئی حج کرنے کی نذر مانے تو جتنے حجوں کی نذر کرے گا سب اس پر لازم ہو جائیں گے مگر ایک سال میں ایک ہی حج کرنا ہوگا۔

اگر کوئی شخص مثلاً ایک سال میں تیس حجوں کی نذر مانے اور اپنے بدلے تیس آدمیوں کو ایک ہی سال میں حج کرنے کے لئے بھیجدے تو اگر حج کا زمانہ آنے سے پہلے وہ خود حج کرنے سے معذور ہو گیا یا مر گیا تو وہ کل حج اس کی طرف سے ہو جائیں گے اور اگر حج کے زمانہ میں وہ صحیح و تندرست رہا کہ خود حج کر سکتا ہے تو انتیس حج اس کی طرف سے ہو جائیں گے ایک حج نہ ہوگا اور یہ ایک حج جب خود ہی حج کریگا تب ادا ہوگا۔

اگر کوئی نذر کا حج کرنے جائے اور ابھی تک اس نے حجۃ الاسلام سے فراغت نہ کی ہو اور اس کی فرضیت کے شرائط اس میں پائے جاتے ہوں تو اسی حج نذر کے ضمن میں حجۃ الاسلام بھی ادا ہو جائے گا بشرطیکہ اس کی نیت کرے ورنہ جیسی نیت کرے گا ویسا ہی ہوگا۔ (عالمگیری)

# متفرق مسائل

(۱) - اگر وقوف عرفات کے بعد کچھ لوگوں کی شہادت سے یہ بات معلوم ہو جائے کہ آج آٹھویں تاریخ ہے تو یہ شہادت مان لینی چاہیئے اور دوسرے دن نویں تاریخ کو پھر وقوف کرنا چاہیئے اور اگر دسویں تاریخ کو شہادت گذرے کہ جس دن وقوف کیا گیا وہ آٹھویں تاریخ تھی تو یہ شہادت قبول نہ کی جائے گی اور وقوف صحیح ہو جائے گا اور اگر آٹھویں تاریخ کو اس بات کی شہادت گذر جائے کہ آج نویں تاریخ ہے تو اس صورت میں اگر امام اور اکثر حاضرین وقوف عرفات کر سکیں تو شہادت مان لی جائے۔ اور اگر یہ بات ممکن نہ ہو تو شہادت نہ مانی جائے اور جو لوگ شہادت دیتے ہیں ان کو بھی یہی حکم دیا جائے گا کہ تمام لوگوں کے ہمراہ تم بھی وقوف کرو اور اگر وہ لوگ اس کے خلاف کریں گے یعنی اپنی شہادت کے موافق عمل کریں گے اور لوگوں کی رفاقت چھوڑ دینگے تو انکا حج نہ ہوگا (تبیین الحقائق)۔

حاصل یہ کہ جس صورت میں شہادت کے مان لینے سے کل لوگوں یا اکثر لوگوں کا حج فوت ہوتا ہو اس صورت میں شہادت نہ قبول کی جائے گی اور جس صورت میں کسی کا حج فوت نہ ہوتا ہو یا ہوتا ہو تو تھوڑے سے آدمیوں کا تو اس صورت میں شہادت قبول کی جائے گی - (عالمگیریہ)۔

(۲) اگر کوئی عورت حج کے زمانہ سے بہت پیشتر احرام باندھ لے اگرچہ شوہر نے اجازت بھی دیدی ہو تب بھی شوہر کو اختیار ہے کہ اس کا احرام توڑ ڈالے ہاں اگر اس نے کچھ تھوڑے دنوں زمانہ حج سے پیشتر احرام باندھا ہو تو پھر نہیں توڑ واسکتا۔

(۳) لونڈی غلام نے اگر بغیر اجازت اپنے مالک کے احرام باندھ لیا ہو تو مالک ان کا احرام توڑ واسکتا ہے اور اس صورت میں وہ لونڈی غلام محصر سمجھے جائیں گے احصار کی قربانی اور حج کی قضا انھیں کے ذمہ ہوگی جس کو وہ بعد آزاد ہونے کے بجالائیں اور اگر مالک اجازت دے چکا ہو تب بھی اس کو اختیار احرام توڑوا دینے کا ہے مگر اس صورت میں احصار کی قربانی مالک کے ذمہ ہوگی مگر اجازت دے چکنے کے بعد احرام کا توڑوا دینا

مکروہ ہے۔

(۴) لونڈی غلام کا خرید فروخت کرنا بحالیکہ وہ احرام باندھے ہوئے ہوں جائز ہے اور مشتری کو اختیار ہے چاہے ان کو احرام پر باقی رہنے دے چاہے توڑوا دے۔

(۵) جب مالک اپنی لونڈی غلام کا یا شوہر اپنی بی بی کا احرام توڑوانا چاہے تو اس کو چاہیے کہ احرام توڑنے کے لئے ایسا فعل کرے جس کی جنایت کم ہو مثل ناخون کتروا دینے یا بال کتروا دینے وغیرہ کے۔

(۶) حج فرض اطاعت والدین سے بہتر ہے۔

(۷) کعبہ مکرمہ کی پوشش اور آب زمزم کا تبرکاً اپنے وطن لے جانا مستحسن ہے۔

حق تعالےٰ کی مدد سے علم الفقہ میں حج کا بیان ختم ہوگیا۔ اب روضۂ مقدس جناب عرش اشتباہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کی زیارت کا بیان کیا جاتا ہے جس سے اکثر فقہ کی کتابیں خالی ہیں اور یہ بسط وتفصیل تو شاید کسی کتاب میں ہو۔!

وماتوفیقی الا باللہ

# سرور انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

## روضۂ اقدس کی

# زیارت باسعادت کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

حج کا بیان ختم کرنے کے بعد روضۂ اقدس کی زیارت کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوا کیونکہ حج اگر فرض ہے تو یہ زیارت واجب ہے جیسا کہ ہمارے آئندہ بیان سے بخوبی واضح ہوگا۔ ہمارے فقہا نے اگرچہ اس مقام پر بہت اختصار سے کام لیا ہے مگر میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میں اس بیان کو بھی بسط کے ساتھ زیب رقم کروں۔ کیا عجب کہ پسند بارگاہ کریم وہاب ہو جائے اور اس آشفتہ روزگار کی نجات کا وسیلہ بن جائے کیونکہ یہ اس کے محبوب کا ذکر ہے اگرچہ ان کی شان رفیع کے شایاں نہیں نہ صورۃً نہ معنیً مگر تاہم بہت کچھ امید ہے حضرت رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توسل رائیگاں نہیں ہوتا ان کے دروازے سے کوئی سائل محروم نہیں لوٹتا۔

اِلٰی بَابِہِ الْعَالِیْ مَدَدْتُ یَدَ الرَّجَا ۔۔۔ وَمَنْ جَاءَ ھٰذَا الْبَابَ لَا یَخْشٰی الرَّدَا[1]

میں اس بیان میں سب سے پہلے مختصراً کچھ فضائل مدینۂ منورہ کے بیان کرونگا اس کے بعد پھر اس مسئلہ کی تحقیق کی جائے گی کہ زیارت روضۂ اقدس واجب ہے یا سنت اور اس کے بعد زیارت کا طریقہ اور اس کی دعائیں لکھوں گا۔ وَعَلَی اللّٰہِ التُّکْلَان

---

[1] ترجمہ میں نے انکے بلند دروازہ کیطرف امید کا ہاتھ پھیلایا ہے۔ اور جو شخص اس دروازہ میں آیا نامراد لوٹنے سے بیخوف رہا۔

# مدینۂ منورہ کے فضائل

اگر در مکہ مقام ابراہیم است
بہ مدینہ آکہ مقام محمدؐ است

اینجا بیا کہ مہبط اسرار ایزدی ست
اینجا بیا کہ مشرق نور محمدی ست

اینجا بیا کہ نور یقین جلوہ می کند
خوش وقت آن کسیکہ باین نور مہتدی ست

اینجا نزول مائدہ عیش دائمی ست
اینجا وصول فائدہ فیض سرمدی ست

اے در حجاب ظلمت شک ایں طرف بیا
تا بنگری بہ چشم کہ دیں دین احمدی ست

مدینۂ منورہ کا تقدس اور اس کی عظمت شان صرف اسی بات سے ظاہر ہے کہ وہ بہترین انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا مسکن تھا اور اب ان کا مدفن ہے یہ ایک ایسی بڑی فضیلت ہے جو کسی دوسرے مقام کو نصیب نہیں اور کوئی دوسری فضیلت کیسی ہی کیوں نہ ہو اس کی ہمسری کسی طرح نہیں کرسکتی ؎

ای خوش آن سرزمین کہ منزل تست
یا بر اینجا گذار محمل تست

ہر کجا بگذری چو باد بہار
مذہد عنبر شمیم مشک تتار

روی مجنوں بر اں زمیں اولیٰ
کہ بود پائے ناقۂ لیلےٰ

مدینۂ منورہ کے نام احادیث میں بکثرت وارد ہوئے ہیں یہ بھی ایک شعبہ اس کی فضیلت کا ہے منجملہ ان کے چند نام یہاں لکھتا ہوں طابہ طیبہ۔ طیبۃ۔ طائبہ علمائے لکھا ہے کہ ان ناموں کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مدینۂ منورہ نہایت پاک اور پاکیزہ مقام ہے نجاسات معنوی یعنی شرک کفر سے بھی پاک ہے اور نجاسات ظاہری سے بھی بری ہے اور وہاں کی در و دیوار اور ہر چیز میں حتی کہ مٹی میں بھی نہایت لطیف خوشبو آتی ہے جو ہرگز کسی دوسری خوشبودار چیز میں پائی نہیں جاتی اس خوشبو کا ادراک اکثر اہل ایمان کرتے ہیں خاصکر وہ لوگ جن کے دل حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت سے لبریز ہیں اس خوشبو کی دلربا کیفیت سے خوب واقف ہیں حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینۂ منورہ کی مٹی میں ایک عجیب خوشبو ہے جو مشک و عنبر میں ہرگز نہیں۔ شیخ ابو عبد اللہ عطار کا شعر ہے کہ ؎

۵ بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا فما المسک والکافور والمندل الرطب۔ از جذب القلوب صفحہ ۱۲ [illegible]

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص مدینہ منورہ کو بے خوشبو کہے یا وہاں کی ہوا کو خراب کہے وہ واجب التعزیر ہے۔ اسے قید کر دینا چاہیئے یہانتک کہ صدق دل سے توبہ کرے۔
اَرضُ اللّٰہِ دارُ الھجرۃ۔ بیت رسول اللہ حرم رسول اللہ مجبوبہ حسنہ اور بھی بہت سے نام ہیں جو علماء نے ذکر کئے ہیں سب سے زیادہ مشہور نام مدینہ ؑ ہے
احادیث میں مدینہ منورہ کے فضائل بہت وارد ہوئے ہیں۔ اس مقام پر صرف چند حدیثیں صحیح صحیح لکھی جاتی ہیں۔

(۱) جب شروع شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں۔ اس وقت وہاں کی آب وہوا نہایت ناقص و خراب تھی اکثر وبائی بیماریاں رہتی تھیں چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت بلالؓ آتے ہی سخت بیمار ہو گئے تھے تو اسوقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں ڈالدے جیسا کہ ہم لوگوں کو مکہ سے محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اے اللہ ہمارے صاع اور مُد میں برکت دے اور مدینہ کی آب وہوا کو درست کر دے اور اس کا بخار جحفہ کی طرف بھیجدے (صحیح بخاری)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ سے اس قدر محبت تھی کہ جب کہیں سفر میں تشریف لے جاتے تو لوٹتے وقت جب مدینہ منورہ قریب رہجاتا اور اس کی عمارتیں دکھائی دینے لگتیں تو حضرت اپنی سواری کو کمال شوق میں تیز کر دیتے اور فرماتے کہ یہ طابہ آگیا (صحیح بخاری) اور اپنی چادر مبارک اپنے شانۂ اقدس سے گرا دیتے اور فرماتے کہ یہ طیبہ کی ہوائیں ہیں صحابہؓ میں جو کوئی بوجہ گرد وغبار کے اپنا منھ بند کرتا تو آپ منع کرتے اور فرماتے کہ مدینہ کی خاک میں شفا ہے (جذب القلوب)۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان مدینہ کی طرف لوٹ آئے گا جیسے کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف لوٹ آتا ہے (صحیح بخاری)

---

ؑ ترجمہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے اس کی ہوا خوشبودار ہو گئی ہے: پس نہ مشک (اس کی برابری کر سکتا) اور نہ کافور اور صندل تر۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کا گذر ہر شہر میں ہوگا مگر مکہ و مدینہ میں نہ آئیگا ان دونوں شہروں کا فرشتے حفاظت کریں گے۔
(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ برے آدمیوں کو اس طرح نکال دیتا ہے جیسے لوہے کی بھٹی لوہے کے میل کو نکال دیتی ہے۔

یہ خاصیت مدینہ منورہ میں ہر وقت موجود ہے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز جب مدینہ منورہ سے شام آنے لگے تو بہت خائف تھے اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے کہ نخشیٰ ان نکون ممن نفت المدینۃ یعنی ہم کو خوف آتا ہے کہ کہیں ہم ان لوگوں میں تو نہیں ہیں جن کو مدینہ نکال دیتا ہے اور خاصکر اس خاصیت کا ظہور قیامت کے قریب بہت اچھے طور پر ہوگا۔ تین مرتبہ مدینہ منورہ میں زلزلہ آئے گا کہ جس قدر بد باطن لوگ اس وقت وہاں پناہ گزین ہوئے ہوں گے نکل جائیں گے۔

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے چلنے لگے تو دعا کی کہ اے پروردگار اگر تو مجھے اس شہر سے نکالتا ہے جو تمام مقامات سے زیادہ مجھے محبوب ہے تو اس مقام میں مجھے لیجا جو تمام شہروں سے زیادہ تجھے محبوب ہو۔

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس سے یہ بات ہو سکے کہ مدینہ میں مرے اس کو چاہیئے کہ مدینہ میں مرے کیونکہ جو شخص مدینہ میں مر جائے گا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کی ایمان کی گواہی دونگا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ سب سے پہلے جن لوگوں کو میری شفاعت کی دولت نصیب ہوگی وہ اہل مدینہ ہونگے بعد اس کے اہل مکہ۔ بعد اس کے اہل طائف۔ اسی وجہ سے اکثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب کر اور میری موت اپنے رسول کے شہر میں کر چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔ خدا کی راہ میں شہید بھی ہوئے اور خاصکر مدینہ منورہ میں حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدفون ہوئے اسی وجہ سے امام مالک رض حج کرنے کے لئے صرف ایک بار گئے اور حج کر کے فوراً مدینہ منورہ واپس آگئے کبھی مدینہ منورہ سے باہر نہیں گئے کہ مبادا مدینہ سے باہر موت نہ آجائے تمام عمر مدینہ منورہ میں رہے اور وہیں وفات پائی۔

(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ مدینہ میری ہجرت کا مقام ہے اور وہیں میرا مدفن ہی اور وہیں سے میں قیامت کے دن اٹھوں گا جو شخص میرے پڑوسیوں (یعنی اہل مدینہ) کے حقوق کی حفاظت کریگا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کرونگا اور اس کے ایمان کی گواہی دونگا دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کرے گا وہ ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

(۹) مدینہ کی خاک پاک میں اور وہاں کی میوہ جات میں حق تعالیٰ نے تاثیر شفا ودیعت فرمائی ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ ایک مقام ہے وادی بطحان وہاں کی مٹی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مرض تپ میں تجویز فرماتے تھے اور فوراً ہی شفا ہوتی تھی۔ اکثر علماء نے اس مٹی کے متعلق اپنا تجربہ بھی لکھا ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں میں مدینہ منورہ میں مقیم تھا میرے پیر میں ایک مرض سخت پیدا ہو گیا کہ تمام اطبا نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ اس مرض کا آخری نتیجہ موت ہے صحت دشوار ہے میں نے اسی خاک پاک سے اپنا علاج کیا تھوڑے ہی دنوں میں بہت آسانی سے صحت حاصل ہو گئی اسی قسم کی خاصیتیں وہاں کی کھجور میں بھی مروی ہیں اور لوگوں نے تجربہ بھی کیا ہے اگرچہ بعد ثابت ہو جانے اس امر کے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے کسی کے تجربہ کی کچھ حاجت نہیں یہ تو شفائے جسمانی ہے اہل ایمان تو وہاں کی خاک پاک میں شفائے روحانی کا یقین رکھتے ہیں۔

(۱۰) منجملہ فضائل مدینہ منورہ کے یہ ہے کہ وہاں مسجد شریف نبوی ہے جو آخر مساجد انبیاء ہے اور مسجد قبا جو دین اسلام میں سب سے پہلی مسجد ہے اور جس کی تعریف قرآن مجید میں وارد ہوئی ہے اور اس کو مسجد تقوےٰ کا لقب دیا گیا ہے۔

مسجد نبوی کے فضائل بیان کرنے کی چنداں حاجت نہیں جس مسجد میں حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اس کی تعمیر اپنے اہتمام سے فرمائی اور اس کو اپنی مسجد فرمایا اسکی فضیلت اور بزرگی کوئی کیا بیان کر سکتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نماز میری مسجد میں بہتر ہے ہزار نمازوں سے جو اور کسی مسجد میں ہوں سوا کعبہ مکرمہ کے اور نیز فرمایا کہ لوگوں کو کسی مسجد کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز نہیں سوا ان تین مسجدوں کے۔ میری مسجد اور مسجد حرام یعنی کعبہ اور مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس۔

مسجد قبا کے فضائل بھی بہت ہیں۔ حضرت سرور عالم ہفتہ میں ایک بار ضرور وہاں تشریف لے جاتے تھے کبھی سوار ہو کر کبھی پیادہ پا۔ (صحیح بخاری)

(۱۱) صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر یعنے (روضۂ مقدسہ) اور میرے منبر کے درمیان میں ایک باغ ہے۔ بہشت کے باغوں میں سے اور میرا منبر (قیامت کے دن) میرے حوض کے اوپر ہو گا۔

علما نے اس حدیث کے کئی مطلب بیان کئے ہیں مگر صحیح مطلب یہ ہے کہ وہ خطۂ پاک جو روضۂ اقدس اور منبر اطہر کے درمیان ہے بعینہٖ اٹھ کے جنت الفردوس میں چلا جائیگا جس طرح کہ دنیا کے تمام مقامات برباد ہو جائینگے۔ اس مقام مقدس پر کوئی آفت نہ آئیگی یہی مطلب ہے اس کے باغ ہونے کا منجملہ باغات بہشت کے۔ اور حضرت کا منبر عالی قیامت میں از سر نو اعادہ کیا جائے گا جس طرح کہ آدمیوں کے بدنوں کا ہو گا پھر وہ منبر آپ کے حوض پر نصب کر دیا جائے گا۔

(۱۲) صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ فلاں مقام سے فلاں مقام تک حرم ہے اس کے درخت نہ کاٹے جائیں اور نہ اسمیں کوئی نئی بات (ظلم و معصیت کی) کیجائے جو شخص اس میں نئی بات کریگا اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت۔ علماء نے اس حدیث کے مطلب میں اختلاف کیا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک مکۂ معظمہ کی طرح مدینۂ منورہ کے لئے بھی حرم ہے جس طرح مکہ کے حرم میں جدال قتال اور درخت کاٹنا، شکار کرنا منع ہے اور ان افعال کے ارتکاب سے جزا لازم ہوتی ہے اسیطرح مدینۂ منورہ کے حرم میں بھی یہ امور ممنوع ہیں اور انکے ارتکاب سے جزا ؏ واجب

؏ یہ امام شافعی کا قدیم قول ہے جدید قول میں وہ اس امر کے قائل ہو گئے ہیں کہ جزا واجب نہیں ہوتی ۱۲ (رد المحتار)

ہوتی ہے انھوں نے مدینہ کے حرم کی بھی ہر جانب سے تحدید کی ہے امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک مدینہ کے لئے حرم نہیں ہے اس حدیث میں صرف مدینہ کی عظمت کا اظہار مقصود ہے اور وہاں ظلم و بدعت کا سدّباب منظور ہے دلائل اسکے کتب فقہ میں مذکور ہیں۔

(۱۳) تمام علماء کا اتفاق ہے کہ مدینۂ منورہ کا وہ مقدس حصہ جو جسم اطہر نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے متصل ہے تمام مقامات سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ بلکہ عرش عظیم سے بھی اب اس کے بعد اختلاف ہے کہ آیا مکہ افضل ہے یا مدینہ۔ صحیح یہ ہے کہ کعبہ کو چھوڑ کر مکہ کے باقی حصہ پر مدینہ کا باقی حصہ افضل ہے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہؓ کا یہی مسلک ہے۔ احادیث صحیحہ سے بھی اسی مسلک کی تائید ہوتی ہے۔ علماء محققین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

امام مالک اپنے موطا میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور زجر و انکار کے عبد اللہ بن عباس مخزومی سے کہا کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھوں نے کہا مکہ خدا کا حرم ہے اور وہاں اس کا گھر ہے اس وجہ سے میں اس کو افضل کہتا ہوں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور اس کے گھر کی نسبت کچھ نہیں کہتا پھر فرمایا کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھوں نے پھر وہی کہا کہ مکہ خدا کا حرم ہے اور وہاں اس کا گھر ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور اس کے گھر کی نسبت کچھ نہیں کہتا۔ کئی بار حضرت عمرؓ نے اس کلام کی تکرار فرمائی اور چلے گئے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خانۂ کعبہ کو مستثنیٰ کر کے مدینہ کو مکہ سے افضل کہتے تھے اور یہی حق ہے۔

## زیارت روضۂ مقدسہ کے فضائل اور اس کا حکم

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سرمایۂ سعادت دنیا و آخرت ہے اور اہل ایمان و محبت کا مقصد اصلی اور حقیقی غایت اس کے فضائل بیان کرنے کی چنداں حاجت نہیں۔ قسم ہے رب العرش کے عزت و جلال بے زوال کی کہ اگر اس زیارت

میں کچھ بھی ثواب نہ رکھا جاتا اور اس کا معاوضہ آخرت میں کچھ بھی نہ دیا جاتا تب بھی مشتاقان بیدل کی یہی حالت ہوتی اور حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے اسوقت بھی اسی طرح ہینوں بلکہ برسوں کا سفر اختیار کرکے دشوار گزار راستوں سے عبور کرکے فوج کی فوج اس آستانۂ عالی کی زیارت کے لئے آتے ان کے مصائب سفر اور تمام تکالیف کا یہی معاوضہ بس ہے کہ روضۂ محبوب کی زیارت نصیب ہو جائے اور سرور انبیا کی مقدس چوکھٹ کی جبہ سائی کی دولت مل جائے ؎

سَلَامٌ عَلٰی اَنْوَارِ طَلْعَتِكَ الَّتِیْ ۔۔۔ اَعِیْشُ بِھَا شُکْرًا وَّاَفْنِیْ بِھَا وَجْدًا
لَعَلَّكَ اِنْ تَعْطِفْ عَلَیْنَا بِنَظْرَةٍ ۔۔۔ تَرٰی مَا اَسَرَّ الْوَجْدُ وَمَا اَبْدَا
وَاَنْتَ مَلَاذُ الْعَبْدِ یَا غَایَةَ الْمُنٰی ۔۔۔ وَیَا سَیِّدًا قَدْ سَادَ مَنْ جَاءَہٗ عَبْدًا
وَاَنْتَ اِرَادَتِیْ وَاَنْتَ وَسِیْلَتِیْ ۔۔۔ فَیَا حَبَّذَا اَنْتَ الْوَسِیْلَةُ وَالْقَصْدُ

مگر اس بارگاہ رحمت وکرامت کی فیاضی کا مقتضے ہے کہ جو لوگ اس آستانۂ عالی کی زیارت کے لئے جاتے ہیں ان کے لئے علاوہ اس دولت بے بہا یعنی دیدار جمال بے مثال روضۂ سرور انبیاء کے اور بھی بڑے بڑے اعلیٰ مدارج کا وعدہ کیا گیا ہے نمونہ کے طور پر دو چار حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوتی ہے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کے لئے آئے اور میری زیارت کے اسکو سوا کوئی کام نہو تو میرے اوپر ضروری ہے کہ میں قیامت کے دن اسکی شفاعت کروں

ع‍ہ ترجمہ یارسول اللہ آپ کے روئے مبارک کے انوار پر سلام ہو جن کی وجہ سے میں شکر کرکے زندہ رہتا ہوں اور ان کے سبب سے وجد میں آکر فنا ہو جاتا ہوں کاش اگر آپ ہماری طرف ایک نظر دیکھ لیتے تو آپکو معلوم ہوتا کہ محبت نے ہمارے ظاہر و باطن میں کیا حالت پیدا کی ہے: اور اے تمام مقاصد کی غایت آپ (اپنے) غلام کی جائے پناہ ہیں: اور اے ایسے سردار کہ جو غلام آپ کے پاس آیا وہ سردار بن گیا: اور آپ ہی میرے مطلوب اور میرے وسیلہ ہیں: بس کیا اچھے آپ وسیلہ ہیں اور کیا اچھے مقصود ہیں ۱۲۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے پھر بعد میری وفات کے میری قبر کی زیارت کرے وہ مثل اس شخص کے ہوگا جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قصد کرکے میری زیارت کو آئے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص حرمین میں سے کسی مقام میں مرجائیگا اسکو اللہ قیامت کے دن بے خوف لوگوں میں اٹھائے گا۔

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بعد وفات میری زیارت کریگا گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اور میری امت میں جس کسی کو مقدور ہو پھر وہ میری زیارت نہ کرے تو اس کا کوئی عذر نہیں سنا جائے گا۔

احادیث کے علاوہ قرآن مجید میں بھی ایسے اشارات صریحہ موجود ہیں جو زیارت قبر اقدس واطہر کی ترغیب دیتے ہیں منجملہ ان کے ایک آیت یہ ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ ترجمہ اور اگر وہ لوگ جبکہ اپنی جانوں پر ظلم کر چکے تھے (اے نبی) تمھارے پاس آتے پھر وہ اللہ سے استغفار کرتے اور رسول (یعنی تم بھی) ان کے لئے استغفار کرتے تو بیشک وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پاتے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول کے پاس جانا اور ان سے استغفار کرنا باعث مغفرت ہے اور انبیاء علیہ السلام کے لئے حیات ابدی کا ثبوت

---

لہ یہ آیت اگرچہ خاص لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے مگر تمام مسلمانوں کا متفقہ اصول ہے کہ آیت اپنے مورد نزول کے ساتھ خاص نہیں رہتی ۱۲۔ لہ انبیاء علیہم السلام کی حیات میں تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے سب اس امر کے قائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام بعد وفات کے زندہ ہو جاتے ہیں اور وہ زندگی اس دنیاوی زندگی سے بدرجہا کامل اور فائق ہوتی ہے احادیث صحیحہ بھی اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ترجمہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث اور واقعات ہیں مثلاً حضرت موسیٰ کا اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دکھائی دینا اور حضرت سعید بن مسیب کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اقدس سے آواز نماز کی سننا جبکہ یزید کے (عص)

تمام اہل اسلام کو مسلم اور قرآن و احادیث سے واضح طور پر ظاہر ہے لہذا یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ فضیلت صرف اسی زمانہ کے لوگوں کو نصیب ہو سکتی تھی اب اس کا وقت جاتا رہا۔

حافظ ابن کثیر محدث اپنی تفسیر میں اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں میں مدینہ منورہ گیا اور قبر شریف کی زیارت کرکے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ولو انھم الایہ لہذا میں اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوں اور آپ کو اپنا شفیع بنانے کے لئے آیا ہوں یہ کہکر وہ بہت رویا اور اس نے ولولۂ شوق میں دو شعر عرض کئے کہ اس میں کا ایک یہ ہے نفسی الفداء لقبرٍ انت ساکنہ ؛ فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم ؛ محمد بن حرب کہتے ہیں اس اعرابی کے لوٹ جانے کے بعد میں نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں اس اعرابی سے جاکر ملو اور اس کو بشارت دو کہ اللہ نے تیرے گناہ میری شفاعت سے بخشدیئے اب باقی رہا یہ مسئلہ کہ زیارت قبر شریف کا کیا حکم ہے یعنی وہ سنت ہے یا واجب علمائے محققین اسکے وجوب کے

(باقی حاشیہ صفحہ ماقبل) ؏ زمانہ میں تین روز تک مسجد نبوی میں نماز اور اذان نہیں ہوئی مگر اس میں اختلاف ہے کہ انبیا علیہم السلام کا قیام قبروں میں رہتا ہے یا قبر سے منتقل ہو کر آسمان پر رہتے ہیں محققین اس امر کے قائل ہیں کہ ان کا قیام قبروں میں رہتا ہے اور ان کی قبر باعتبار رتبہ کے اور نیز باعتبار آسائش کے آسمان وغیرہ سے بدرجہا افضل ہے احادیث میں آیا ہے کہ جو شخص حضرت کی قبر شریف کے پاس جاکر سلام کرتا ہے حضرت خود اس کا جواب دیتے ہیں بخوف طوالت اس بحث کو بڑھایا نہیں جاتا۔ اکثر علماء نے اس مسئلہ میں مستقل رسالے لکھے ہیں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں بہت کچھ لکھدیا ہے ۱۲ (ملاحظہ کریں) ؏ ترجمہ۔ میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ رہتے ہیں اس میں پرہیزگاری ہے اور جود و کرم ہے ۱۲۔

؏ اکثر علمائے حنفیہ اس کے سنت ہونے کے قائل ہیں اور المحقق ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ وہ قریب واجب کے ہے اور بعض علما اس زیارت کے واجب ہونے کے قائل ہیں۔ شارح لباب المناسک نے الدرۃ المضیئہ میں اور فقیہ خیر الدین رملی نے منسخ کے حاشیہ میں اور علما نے اور کتابوں میں اسی قول کو نقل کیا ہے اور راقم ناچیز بھی اسی قول کو قوی اور اختیار کرنے کے لئے اولیٰ سمجھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲۔

قائل ہیں اور احادیث سے انھیں کی تائید ہوتی ہے چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا اسی مضمون کی اور بھی احادیث ہیں اور تمام علما کا سلف سے آج تک تارکین زیارت پر رد و قدح کرنا اور ترک زیارت کو معیوب سمجھنا بھی اسی امر کی دلیل ہے کہ وہ لوگ زیارت کو واجب سمجھتے تھے ورنہ سنت یا مستحب کے ترک پر ایسے سخت کلمات کا استعمال جیسے تارکین زیارت پر ان لوگوں نے کیا ہے نہیں ہوا۔ علاوہ ان سب کے سلف صالحین کا صحابہؓ و تابعین کے زمانہ میں اس زیارت باسعادت کے لئے اہتمام کرنا اور اس پر سخت التزام رکھنا اس کے وجوب کی طرف صریح اشارہ کر رہا ہے۔

حضرت بلال مؤذنؓ کا خاص زیارت روضۂ اقدس کے لئے شام سے مدینہ منورہ آنا بہت مشہور واقعہ اور صحیح روایت ہے۔ ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت بلال شام سے مدینہ آئے اور انھوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ تم کبھی ہماری زیارت کو نہیں آئے یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلال وہاں سے چل دیئے جب روضۂ مقدسہ پر پہونچے تو بہت روئے پھر حسنین رضی اللہ عنہما کے کہنے سے انھوں نے اذان دی جس سے ایک قیامت برپا ہو گئی اور حضرت سید المرسلین کی وفات کا غم از سر نو تازہ ہو گیا اشہد ان محمدؐ پر پہونچکر ان کی عجیب حالت ہو گئی اور

---

لہ۔ احادیث میں تارک زیارت کے لئے وعید وارد ہوئی ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ سنت و مستحب کے تارک پر وعید نہیں وارد ہوتی وعید صرف تارک واجب پر ہوتی ہے احادیث میں آیا ہے کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اس حدیث پر اگرچہ بعض لوگوں نے جرح کی ہے مگر یہ حدیث بہت سندوں سے مروی ہے اور اس وجہ سے اس کے حسن ہونے میں کلام نہیں ہو سکتا اور حدیث حسن باتفاق محدثین قابل استدلال ہے اس سے احکام شرعیہ کا اثبات کیا جاتا ہے مولنا محمد عبد الحی صاحب رح لکھنوی نے کتاب السعی المشکور میں ان احادیث کو لکھا ہے اور ان کی سندیں بیان کی ہیں اور ان کا حسن ہونا ثابت کیا ہے اور محدثین سے ان کے حسن ہونے کی تصریح نقل کی ہے ۱۲۔

بغیر اذان تمام کے اُتر آئے۔

حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس تشریف لے گئے اور کعب احبار مسلمان ہوئے تو حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ اے کعب کیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ تم ہمارے ساتھ مدینہ چلو اور سرور انبیا کی زیارت کرو چنانچہ کعب احبار اُن کے ہمراہ خاص زیارت کے لئے مدینہ منورہ آئے پھر حضرت عمر نے مدینہ پہونچکر سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ روضہ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور حضرت رحمۃ للعالمین کی جناب میں بہ تمام ادب سلام عرض کیا۔

حضرت ابن عمر کی عادت تھی کہ جب کسی سفر سے آتے تو سب سے پہلے روضۂ مقدسہ پر حاضر ہو کر جناب نبوی میں سلام عرض کرتے امام مالک اپنے موطا میں روایت کرتے ہیں کہ نافع سے کسی نے پوچھا کہ تم نے دیکھا ہے کہ حضرت ابن عمر قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے تھے انھوں نے کہا ہاں دیکھا ہے اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے وہ قبر شریف پر کھڑے ہو کے یہ کہتے تھے کہ السّلام علی النبی السّلام علی ابی بکر السّلام علی ابی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز شام سے مدینہ منورہ قاصد بھیجا کرتے تھے خاص اسلئے کہ وہ انکا سلام بارگاہ رسالت میں پہونچا دے اور یہ زمانہ جلیل القدر تابعین کا تھا۔

اسی قسم کی اور بھی بہت سی روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اور تابعین اس زیارت پر کیسے دلدادہ تھے اور اس کیلئے کتنا اہتمام کرتے تھے اور بحقیقت مومن کیلئے حق سبحانہ کے دیدار کے بعد اس سے زیادہ اور کون دولت اور نعمت ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اُس قبۂ نور کی زیارت کرے اور اُس کس بیکسان تکیہ گاہ ہر دو جہان کیخدمت میں سلام عرض کرے اور اُسکے جواب سے مشرف ہو۔

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس نعمت عظمیٰ کا لطف اس شخص سے پوچھئے جسکی قسمت نے یاری کی اور اس شربت کی چاشنی اُسکو مل چکی ہو اور خدا نے اُسکو قلب سلیم اور ایمان کیساتھ درد و محبت سے ممتاز فرمایا ہو۔ اس سے زیادہ بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ بعض لوگ اس زیارت باسعادت کو پا اُسکے۔ لئے سفر کرنیکو ناجائز

سکتے ہیں اور اپنی خوش فہمی سے اسپر نازاں ہیں سُنا ہو کہ بعض لوگ حج کر کے اپنے وطن لوٹ آئے اور مدینہ منورہ نہ گئے ہائے افسوس اس سے زیادہ محرومی اور کیا ہوگی۔

اگر علمائے سلف میں سے کسی کو غلط فہمی ہوگئی اور بطور خطای اجتہادی کے وہ اس امر کا قائل ہوگیا کہ اس زیارت مقدسہ کیلئے سفر ناجائز ہے تو خدا غفور ورحیم ہے امید ہے کہ بخشدے کیونکہ وہ خطائے اجتہادی پر مواخذہ نہیں فرماتا لیکن بعد ظاہر ہو جانے اسکی خطا کے اسکی تقلید عمداً کرنا البتہ ایک سنگین جرم ہے جو کسی طرح قابل معاف کرنے کے نہیں۔

---

ع‍ہ علامہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اس امر کے قائل تھے کہ ایسی زیارت مقدسہ کیلئے سفر ناجائز ہو وہ بخاری کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد مسجد الحرام ومسجد الاقصیٰ ومسجدی ترجمہ۔ کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے) مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام یعنی کعبہ اور مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس اور میری مسجد یعنی مسجد نبوی اس حدیث کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ ان مساجد کے سوا کسی اور مقام کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز نہیں۔ مگر اس حدیث سے انکا استدلال کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ مطلب اس حدیث کا یہ ہو کہ سوا ان تین مسجدوں کے کسی اور مسجد کیلئے سفر نہ کیا جائے قاعدہ نحوی بھی ایسکا مقتضی ہو کیونکہ جب مستثنیٰ منہ مذکور نہیں ہوتا تو وہاں ایسی چیز مستثنیٰ منہ مانی جاتی ہو جو مستثنیٰ کی ہمجنس ہو جب یہاں مستثنیٰ مساجد ثلاثہ ہیں لہذا مستثنیٰ منہ بھی مسجد ہی کے قبیل سے ہونا چاہیئے۔ پس اس حدیث سے اگر عدم جواز ثابت ہوگا تو ان تین مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کیلئے سفر کرنیکا نہ کہ زیارت قبر سید المرسلین یا اور صلحائے امت کے قبور متبرکہ کی زیارت کیلئے سفر کرنیکا مثلاً کوئی شخص دہلی کی جامع مسجد کی زیارت کیلئے سفر کر کے آئے تو یہ ناجائز ہوگا۔ اور اگر حضرت خواجہ باقی باللہ رح کی قبر کی زیارت کیلئے آئے تو ناجائز نہ ہوگا۔ یہی مطلب اس حدیث کا بیان کیا ہو اکثر علمائے حدیث نے مثل شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی وغیرہ کے اور اسی مطلب کی تائید مسند امام احمد کی حدیث سے ہوتی ہو وہ اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کرتے ہیں لا ینبغی للمصلی ان یشد رحالہ الی مسجد یبتغی فیہ الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی۔ ترجمہ نماز پڑھنے والے کو زیبا نہیں کہ سوا کعبہ اور بیت المقدس اور میری مسجد کے کسی اور مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے سفر کرے لیجئے اب تو کوئی جھگڑا ہی نہ رہا حدیث کی شرح خود حدیث سے ہوگئی۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ بخاری کی حدیث سے زیارت قبر اقدس سرور انبیاء کیلئے سفر کی ممانعت ثابت ہوتی ہو حاشا ثم حاشا کوئی ذی علم منصف ایسی بات نہیں کہہ سکتا اور اگر یہ مان لیا جائے کہ سوا ان تین مسجدوں کی زیارت کے اور کسی کام کیلئے سفر جائز نہیں تو چاہیئے کہ طلب علم اور کسب معاش اور ملاقات احباب و اعزہ بلکہ حج کرنیکے لئے بھی سفر ناجائز ہو حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں علاوہ اسکے زیارت قبر اقدس کے لئے صحابہ کا سفر کر کے آنا

# زیارت کا طریقہ اور اسکے آداب

(۱) جو شخص حج کرنے جائے اُسکو چاہیے کہ اگر حج فرض ہو تو پیشتر حج سے فراغت کرلے پھر زیارت کیلئے جائے اور اگر حج نفل ہو تو اختیار ہے چاہے پہلے زیارت کرلے بعد اس کے حج کرے چاہے پہلے حج کرلے بعد اُسکے زیارت کو جائے یہ سب صورتیں اُس حالت میں ہیں کہ جب حج کیلئے جانے کا راستہ مدینہ منورہ کی طرف سے نہ ہو اگر جانے کے راستہ ہی میں مدینہ منورہ ملتا ہو جیسے اہل شام کہ وہ مکہ آنا چاہیں تو پہلے اُن کو مدینہ منورہ ملے گا تو ایسی حالت میں خواہ مخواہ حج سے پہلے زیارت کرنا چاہیے خواہ حج فرض ہو یا نفل کیونکہ باوجود اسقدر قرب کے پھر زیارت کا ترک کردینا نہایت بدبختی اور قساوت قلبی کی دلیل ہے (ردالمختار)

(۲) زائر کو چاہیے کہ جب زیارت کے لیے چلے تو یہ نیت کرے کہ میں قبر اقدس و اطہر اور مسجد انور حضرت خیر البشر صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے سفر کرتا ہوں غرض یہ کہ اس سفر کے دو مقصود ہوں زیارت قبر شریف بھی اور زیارت مسجد شریف بھی (درمختار وغیرہ)

---

(بقیہ صفحہ) اور دوسرے کو اس زیارت کیلئے سفر کرنے کی ترغیب دینا جیسا کہ حضرت بلال اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کیا اس امر کی واضح دلیل ہو کہ اس حدیث کا وہ مطلب نہیں ہو جو علامہ ابن تیمیہ یا اُنکے ہمخیال لوگوں نے سمجھا ہے پھر خاص احادیث نبوی جو ترغیب زیارت کے باب میں وارد ہوئی ہیں اور تارک زیارت کیلئے وعید احادیث میں وارد ہوئی ہے اسکا کیا جواب دیا جائیگا۔

علامہ لکھنوی مولانا شیخ محمد عبدالحی رحمۃ اللہ اور بعض علمائے عصر سے اس مسئلہ میں بہت زور شور سے مناظرہ ہوا تھا جسمیں علامہ موصوف نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے مقلدین کی پوری تشفی کر دی ہو اور اُنکے تمام شبہات کا کافی جواب دیا ہے اس معرکہ میں انکی آخری کتاب السعی المشکور فی رد المذہب الماثور اُردو زبان میں چھپ چکی ہو جو نہایت نفیس کتاب ہے آجتک دوسرے طرف سے اسکا جواب نہیں ہوا جسکو اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق منظور ہو اس کتاب کو دیکھے ۱۲

عـــہ یہی ہمارے فقہا کا مختار ہو اور حافظ ابن صلاح اور امام نووی نے اسی کو ترجیح دی ہو اسمیں دوہرا ثواب ملیگا مگر محقق ابن ہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ اس بندۂ ناچیز کے نزدیک اولی یہ ہو کہ صرف قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب مدینہ پہونچ جائیگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت ہوجائیگی یا یہ کہ پھر دوبارہ اگر حق تعالی توفیق دے تو دونوں کی زیارت کی نیت سے سفر کرے کیونکہ صرف زیارت قبر شریف کی نیت سے سفر کرنے میں آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم اور آپکا اجلال زیادہ ہو اور اس حدیث کے معنی بھی یہی ہو جو زیارت ... فرمایا ہے کہ جو شخص میری زیارت کیلئے آئے (بقیہ بر صفحہ ۹۲)

(۲) جس وقت سے مدینہ منورہ کی طرف کوچ کرے اپنے ذوق و شوق کو ترقی دے اور اپنے دل کو بشارت دے کہ انشاءاللہ اب عنقریب حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہونے چاہتی ہے اور سوا ان خیالات کے اور کسی قسم کے خیالات اپنے دل میں نہ آنے دے۔ اور راہ بھر درود شریف کی کثرت رکھے سوا اوقات نماز کے اور قضائے حاجت کے اسی عبادت عظمیٰ میں مشغول رہے درود شریف سے بہتر کوئی ذریعہ بارگاہ رسالت میں تقرب کا نہیں ہے اور درود شریف کی کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال بیمثال کی زیارت نصیب ہوتی ہے خصوصاً مدینہ منورہ کے قریب پہونچکر درود شریف کی کثرت کرنا عجیب ہی ثمرہ دیتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چند فرشتوں کو اسی کام پر مقرر فرمایا ہے کہ جب کوئی زیارت کیلئے آنے والا درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتے حضور نبوی میں جاکر عرض کرتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا حضرت کی زیارت کے لئے آتا ہے اور حضرت اپنے پہونچنے سے پہلے یہ تحفہ حضور کیلئے بھیجا ہے۔ خیال کرو کہ اس سے زیادہ اور کیا نعمت ہوگی کہ اُس سرور دو عالم کے سامنے تمہارا اور تمہارے باپ کا نام لیا جائے اور تمہارا تحفہ پیش کیا جائے ؎

جاں میدہم در آرزوے قاصد آخر باز گو　　در مجلس آن نازنیں حرفے کہ از ما می رود

(۳) اثنائے راہ میں جسقدر مقامات متبرکہ ملیں مثلاً وہ مساجد جن میں حضرت سید المرسلین نے نماز پڑھی یا اور اسی قسم کے مقامات اُن سب کی زیارت سے مشرف ہو اور جب ذوالحلیفہ کی مسجد میں پہونچے تو وہاں دو رکعت نماز پڑھے۔

(۵) جب حرم شریف طیبہ مکرمہ قریب آجائے اور وہاں کی عمارات اور مقامات دکھائی دینے لگیں تو نہایت خشوع اور خضوع اور مسرت اور فرحت کو اپنے دل میں جگہ دے اور اس

---

(بقیہ صفحہ ۹۱) اور اسکو کوئی اور کام نہو تو مجھ پر حق ہو کہ میں دن قیامت کے اُسکی شفاعت کروں۔ علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں کہ رحمتی نے نقل کیا ہو کہ حضرت عارف ملا جامی علیہ الرحمہ حج کے علاوہ خاص زیارت کیلئے اپنے وطن سے مدینہ منورہ آتے تھے تاکہ اس سفر میں سوا زیارت کے اور کچھ انکا مقصود نہو شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ حق یہ ہو کہ مسجد شریف کی زیارت کی بھی نیت کرنا منافی خلاص کے نہیں ہو اور اُس مسجد کی زیارت بھی تو خاص آپ ہی کی نسبت سے کیجاتی ہے لہذا اصلی زیارت کی نیت بھی عین تعظیم آپ ہی کی ہو ۱۲

امر کا تصور کرے کہ اب ہم سلطان عالم کی بارگاہ میں پہونچنے جاتے ہیں اور مقام مقدس کے عظمت وجلال کا خیال بیش از بیش رکھے اور کوئی بات خلاف ادب اپنے سے سرزد نہو نے دے یہ وہ وقت ہے کہ جن کے دل نور ایمان سے منور ہوتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اُنکے سینوں میں مشتعل ہوتی ہے اور ایک عجیب وجد وسرور کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے کہ پھر اُن کو اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اس بے خودی کی حالت میں کبھی کسی سے کوئی بات خلاف شرع بھی صادر ہوجاتی ہے ؎

| | | |
|---|---|---|
| بوے یار مہربانم می رسد | جسم بگذارم سراسر جاں شوم | وقت آں آمد کہ من عریاں شوم |
| باز آمد شاہ ما در کوے ما | باز آمد آب ما در جوے ما | بوی جاناں سوی جانم می رسد |

اور اگر کسی شخص کو یہ حالت نصیب نہو تو اس کو چاہیے کہ بہ تکلف اپنے اوپر یہ حالت پیدا کرے اور ذوق شوق والوں کی سی صورت بنائے انشاءاللہ اگر کچھ دیر بہ تکلف یہ حالت اپنے اوپر قائم رکھے گا تو پھر خود بخود ایک اصلی کیفیت پیدا ہوجائیگی۔

پھر جب جبل مفرح کے قریب پہونچے تو اُسپر چڑھکر عمارات مدینہ منورہ کا مشاہدہ کرے اور اُس شہر مقدس کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک دے۔ یہ بات ایک ذوق وشوق کی ہے اس کو مسنون نہ سمجھنا چاہیئے۔

پھر جب مدینہ منورہ بالکل سامنے آجائے تو بخیال ادب اور بمقتضاے شوق اپنی سواری سے اُتر پڑے اور اگر ممکن ہو تو وہاں سے مسجد شریف تک پیادہ پا جائے۔ جب قبیلۂ عبدالقیس کے لوگ حضور نبوی میں حاضر ہوئے تھے جیسے ہی اُن کی نظر اُس جمال پاک پر پڑی بغیر اسکے کہ اونٹ کو بٹھلائیں بے اختیار اپنی سواریوں سے نیچے آگئے اور حضرت نے انھیں منع نہیں فرمایا۔ پھر جب حرم شریف مدینہ منورہ کے اندر داخل ہونے لگے تو پہلے حضرت خیرالبشر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام باادب عرض کرے بعد اُسکے یہ دعا مانگے اللّٰھم ھذا حرم نبیک ف

لـــہ ترجمہ۔ اے اللہ یہ تیرے نبی کا حرم ہو اور تیری وحی کے اُترنیکی جگہ ہو پس مجھے اسمیں داخل ہونیکی دولت عنایت کر اور اسکو میرے لئے دوزخ سے بچنے کا ذریعہ اور عذاب سے امان (کا باعث) بنادے اور مجھے ان لوگوں سے کر جن کو قیامت کے دن حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی ۱۲

مہبط وحیك فامن لی بالدخول فیه واجعل لی وقایة من النار وامانا من العذاب واجعلنی من الفائزین بشفاعة المصطفٰی یوم المآب۔

(۶) مدینہ منورہ کے حرم شریف میں داخل ہونے کیلئے خوب اچھی طرح غسل کرے اور اگر غسل کا موقع حرم شریف سے باہر ممکن نہ ہو تو بعد داخل ہونے کے زیارت روضۂ اقدس کیلئے جانے سے پہلے غسل کرے اور خوشبو کا استعمال کرے اور عمدہ لباس جو اسکو میسر ہو پہنے بہتر یہ ہے کہ سفید کپڑے ہوں کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس سے زیادہ رغبت ہے اور نہایت ادب و حلم و وقار سے مدینہ منورہ کی زمین مقدس پر قدم رکھے اور اس بات کا خیال ہر وقت دل میں رکھے کہ یہ وہ پاکیزہ زمین ہے جس سے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک قدموں نے مس کیا ہے اور یہ وہی گلی کوچے ہیں جہاں سرور انبیا کے اصحاب چلتے پھرتے تھے (رضی اللہ عنہم وارضاہم) درحقیقت وہ زمین تو اس قابل ہے کہ وہاں آدمی سر کے بل چلے کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

بر زمینے کہ نشان کف پائی تو بود — سالہا سجدۂ ارباب نظر خواہد بود

(۷) مدینہ منورہ کے اندر پہونچکر سب سے پہلے مسجد شریف میں بقصد زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے جائے اور اسکو ہر کام اور ہر چیز پر مقدم رکھے ہاں اگر یہ سمجھے کہ اگر اسباب وغیرہ اچھے طور پر نہ رکھ لیا جائیگا تو اپنا اسباب وغیرہ حفاظت سے رکھکر باطمینان زیارت کیلئے آئے اور مسجد شریف میں داخل ہوتے یہ دعا پڑھے اعوذ باللہ بسم اللہ السلام علی رسول اللہ السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته اور مسجد شریف میں نہایت ادب اور تعظیم کے ساتھ داخل ہو پہلے داہنا پاؤں مسجد میں رکھے اور یہ بات دل میں ہر وقت رہے کہ یہ مسجد حضرت خاتم الانبیا کی مسجد ہے یہ وہ مسجد ہے جہاں سرور انبیا نماز پڑھتے

---

عسہ بعض جاہل لوگ مدینہ منورہ کے اندر داخل ہونے کیلئے احرام کا لباس پہنتے ہیں یہ بالکل بے اصل ہے احرام کا لباس مکہ معظمہ کیلئے خاص ہے (جذب القلوب) ۱۲ عسہ ترجمہ۔ میں (شیطان سے) خدا کی پناہ مانگتا ہوں، اللہ کا نام لیکر (اسمیں داخل ہوتا ہوں) رسول خدا پر سلام ہو، اے نبی آپ پر سلام ہو اور خدا کی رحمت اور اسکی برکتیں یہ دعا ہر مسجد میں داخل ہوتے وقت مستحب ہے ۱۲

تھے۔ وعظ فرماتے تھے۔ اعتکاف کرتے تھے۔ یہاں وحی اُترتی تھی۔ جبریل آتے تھے۔ اور مسجد شریف میں داخل ہونے سے پہلے مستحب ہے کہ کچھ صدقہ فقرائے مدینہ طیبہ کو دیدے اور مسجد شریف میں پہونچکر اعتکاف کی نیت کرے گو تھوڑی ہی دیر کیلئے ہو<sup>ع</sup> کیونکہ یہ ایک بے مشقت عبادت ہے جس کا ثواب بہت زیادہ ہے اور چاہئے کہ ہر مسجد میں داخل ہوتے وقت نیت اعتکاف کی کرلیا کرے مفت بے مشقت ثواب ملتا ہے اسکو ہاتھ سے نہ جانے دے پھر مسجد شریف میں منبر اقدس کے قریب دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد پڑھے اور اس نماز میں زیادہ طول نہ دے صرف قل یاایہا الکافرون اور قل ہو اللہ پر اکتفا کرے بعد تحیۃ المسجد کے دو رکعت نماز شکرانہ کی پڑھے کہ حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے اسکو یہ دولت نصیب کی اور اس بارگاہ عظمت وجاہ میں اسکو پہونچایا جسکی آستاں بوسی کی تمنا میں بڑے بڑے قدوسی جان دیتے ہیں۔

(۸) تحیۃ المسجد اور نماز شکر کے بعد زیارت کیطرف متوجہ ہو اور یہ سمجھ لے کہ میں اب باعظمت بارگاہ میں جاتا ہوں جسکے سامنے تمام دنیا کے پُرجلال بادشاہوں کی کچھ بھی وقعت نہیں جو خدا کے تمام نیک بندوں کا سردار اور سب سے زیادہ اُس کا مقرب اور محبوب ہے اور خدا سے دعا کرے کہ اے اللہ اس مقام مقدس کے لائق ادب اور تعظیم کی مجھے توفیق دے اور میرے دل اور اعضا کو تمام خلاف ادب باتوں سے محفوظ رکھ سچ یہ ہے کہ بغیر عنایت ایزدی کے اس درگاہ عرش اشتباہ کی شان کے لائق ادب وتعظیم کسی سے ممکن نہیں ایک زائر دلدادہ کہتا ہے ؎

فلما اتینا قبر احمد لاح من ۔ سناہ ضیاء اخجل الشمس والبدرا ۔ وقمنا مقاما اشہد اللہ انہ ۔ یذکرنا من فرط ہیبتہ الحشرا۔ غرض جسقدر اسکے امکان میں ہو ظاہر وباطن سے تعظیم وادب وخشوع وخضوع کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ جن باتوں کی شریعت میں ممانعت ہے مثل سجدہ کرنے زمین پر منھ رکھنے اور کھڑا

---

ع حنفیہ کے نزدیک اگرچہ تھوڑی دیر کا اعتکاف صحیح نہیں لیکن فضائل میں غیر مذہب پر عمل کرلینا درست ہے بشرطیکہ اپنے مذہب کا مکروہ لازم نہ آئے علامہ شامی وغیرہ نے اسکی تصریح کردی ہو ۱۲ منہ ؎ ترجمہ۔ جب ہم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر پہونچے تو انکے نور سے ایک ایسی روشنی نکلی جسنے آفتاب ومہتاب کو شرمندہ کر دیا۔ اور ہم ایسے مقام میں کھڑے کہ میں خدا کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ وہ مقام اپنی ہیبت سے حشر کو یاد دلاتا تھا ۱۲

شریف کے بوسہ دینے وغیرہ کے ان امور سے پرہیز کرا ور یہ خوب سمجھ لے کہ ان باتوں میں کچھ بھی ادب نہیں ادب تو فرماں برداری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی کا ہی ہے ہاں اگر غلبۂ شوق و بیخودی میں کسی سے کوئی بات صادر ہو جائے تو وہ معذور ہے[ف] پھر نہایت ادب کے ساتھ نماز کی طرح داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سر مبارک کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو اور اس بات کا یقین کر لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی حاضری سے واقف ہیں اور اسکو دیکھ رہے ہیں اور اسکے سلام کا جواب دیتے ہیں اور اسکی دعا پر آمین کہتے ہیں اور نہایت لطف وعنایت اس شخص کے حال پر فرما رہے ہیں اس خیال کو خوب پختہ کر کے نہایت درد ناک اور باادب آواز میں نہایت شوق و ذوق کے ساتھ معتدل آواز سے عرض کرے۔

السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا نبی الرحمۃ السلام علیک یا شفیع الامۃ السلام علیک یا سید المرسلین السلام علیک یا خاتم النبیین السلام علیک یا مزمل السلام علیک یا مدثر السلام علیک وعلی اصولک الطیبین واھل بیتک الطاھرین الذین اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا۔ جزاک اللہ عنا افضل ماجزی نبیا عن قومہ ورسولا عن امتہ اشھد انک رسول اللہ قد بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ واوضحت الحجۃ وجاھدت فی سبیل اللہ

آپ پر سلام ہو اے میرے سردار اے خدا کے رسول آپ پر سلام ہو اے خدا کے نبی آپ پر سلام ہو اے خدا کے پیارے آپ پر سلام ہو اے نبی سراپا رحمت آپ پر سلام ہو اے امت کی شفاعت کرنیوالے آپ پر سلام ہو اے سب رسولوں کے سردار آپ پر سلام ہو اے نبیوں کے ختم آپ پر سلام ہو اے مزمل آپ پر سلام ہو اے مدثر سلام ہو آپ پر اور آپکے پاکیزہ باپ دادوں اور آپکی اہلبیت پاک پر جن سے اللہ نے نجاست کو دور کر دیا اور انکو خوب پاک کر دیا اللہ آپ کو ہم سب کیطرف سے جزا دے اُن جزاؤں سے بڑھکر جو اُسنے کسی نبی کو اسکی قوم کیطرف سے اور کسی رسول کو اسکی اُمت کیطرف سے دی ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں آپنے خدا کے پیغام پہونچائے اور امانت ادا کر دی اور اُمت کی خیر خواہی کی اور دین حق کی دلیل روشن کر دی اور اللہ کی راہ میں خوب جہاد کیا

ف علامہ کرمانی نے جو علمائے حنفیہ میں ایک بڑے بزرگ ہیں اس بات کی تصریح کی ہے ۱۲

حق جہادہ واقمت الدین حتی اتاک
الیقین صلی اللہ علیک وسلم وعلی اشرف
مکان تشرف بحلول جسمک الکریم فیہ
صلوۃ وسلاما دائمین من رب العلمین
عدد ما کان وعدد ما یکون بعلم اللہ
صلوۃ لا انقضاء لامدھا یا رسول اللہ
نحن وفدک وزوار حرمک تشرفنا بالحلول
بین یدیک وقد جئناک من بلاد
شاسعۃ وامکنۃ بعیدۃ نقطع السہل
والوعر بقصد زیارتک لنفوز بشفاعتک
والنظر الی ماثرک ومعاھدک والقیام
بقضاء بعض حقک والاستشفاع بک
الی ربنا فان الخطایا قد قصمت ظھورنا
والاوزار قد اثقلت کواھلنا وانت
الشافع المشفع الموعود بالشفاعۃ العظمیٰ
والمقام المحمود والوسیلۃ وقد قال اللہ
تعالیٰ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم
جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر
لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما
وقد جئناک ظالمین لانفسنا مستغفرین
لذنوبنا فاشفع لنا الی ربک واسئلہ

اور دین کو مضبوط کردیا یہاں تک کہ آپ کو موت آگئی اللہ
آپ پر صلوۃ اور سلام بھیجے اور اُس بزرگ جگہ پر جو آپ کے
جسم کریم کے حلول سے مشرف ہو ایسے صلوۃ وسلام جو
رب العالمین کی طرف سے ہمیشہ رہیں اُن چیزوں کی تعداد کے موافق
جو ہوچکیں اور جو خدا کے علم میں ہونے والی ہیں ایسی صلوۃ کہ
جسکی انتہا نہو یا رسول اللہ ہم آپ کے مہمان اور آپ کے
حرم کے زائر ہیں آپ کے سامنے حاضری سے مشرف ہوئے
ہیں اور بیشک ہم دور دراز شہروں اور بعید مقامات سے نرم اور
سخت زمین کو قطع کرکے آپکے پاس آپکی زیارت کے ارادہ سے
آئے ہیں تاکہ ہم آپکی شفاعت سے اور آپکی بخششوں سے اور آپکے دعوں
سے اور کسیقدر آپکے حق ادا کرنیسے اور آپکی شفاعت سے اپنے
پروردگار کے سامنے کامیاب ہوں کیونکہ خطاؤں نے ہماری
پیٹھ کو توڑ ڈالا ہو اور گناہوں نے ہمارے شانوں کو بوجھل
کردیا ہو اور آپ شافع مقبول الشفاعۃ ہیں جنسے بڑی شفاعت
اور مقام محمود کا وعدہ کیا گیا ہو اور بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہ اگر یہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کرچکے تھے آپ کے پاس
آتے پھر وہ اللہ سے استغفار کرتے اور رسول بھی اُن کیلیے
استغفار کرتے تو بیشک اللہ کو بخشنے والا مہربان پاتے اور
ہم آپکے پاس اپنی جانوں پر ظلم کرکے اپنے گناہوں سے استغفار
کرکے آئے ہیں لہذا آپ اپنے پروردگار سے ہماری
شفاعت کیجیے اور اس سے دعا کیجیے۔

---

۱؎ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت سے خطاب کرکے فرمایا ہو کہ ہم تمھیں اسقدر دینگے کہ تم خوش ہوجاؤگے یہ بڑی شفاعت کا وعدہ ہو اور دوسری جگہ فرمایا ہو کہ ہم تم کو مقام محمود میں اٹھائینگے یہ مقام محمود کا وعدہ ہو ۱۲

ان یمیتنا علی سنتك وان نحشر نانی زمرتك
وان یوردنا حوضك وان یقینا من کاسك
غیر خزایا ولا ندامی الشفاعة الشفاعة
الشفاعة یا رسول الله ربنا اغفرلنا
ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا
تجعل فی قلوبنا غلا للذین اٰمنوا ربنا
انك رؤف رحیم۔

ہمکو آپکے طریقہ پر موت دے اور ہمارا آپکے گروہ میں حشر کرے
اور ہمیں آپکے حوض پر پہونچائے اور آپکے جام سے ہمیں
سیراب کرے اور ہم نہ رسوا ہوں نہ شرمندہ شفاعت کیجئے
شفاعت کیجئے یا رسول اللہ اے پروردگار بخشدے ہمکو
اور ہمارے اُن بھائیوں کو جو ہمسے پہلے ایمان لاچکے اور
ہمارے دلوں میں مسلمانوں کا کینہ نہ رکھ اے پروردگار
ہمارے بیشک تو شفقت کرنیوالا مہربان ہے۔

زیارت کرنے والے کو چاہیے کہ جو دعا وہاں پڑھے اُسکے معنی مرشد معلوم کرلے معلمین زیارت جو دعائیں اُسوقت پڑھاتے ہیں اگر انکے معنی نہ معلوم ہوسکیں تو پھر اپنی زبان میں بھی جس وقت جی چاہے عرض معروض کرے اور اپنے ذوق وشوق کو نہ روکے مگر ادب کا خیال بیش از بیش رکھے رکھے بعض علما نے لکھا ہے کہ اُس مقام مقدس میں زیادہ گوئی بھی خلاف ادب ہے لہذا صرف صلوٰۃ وسلام پر اکتفا کرنا اولی ہے مگر یہ بات ٹھیک نہیں کیونکہ جو مشتاق دردمند ہزار امید ول کے بعد اسقدر مصائب سفر برداشت کرکے اپنے حبیب کی خدمت میں پہونچا ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے دل کی کیفیت بھی اچھی طرح عرض نہ کرے یہ بڑا ظلم ہے کہ اسوقت اُس سے کہا جائے کہ تو اپنے سوز وشکایت کو دل کے دل ہی میں رکھ جب اپنے عرض ونیاز سے فارغ ہو تو اپنے دوستوں میں سے جس شخص نے عرض سلام کی وصیت کی ہو اُسکا سلام حضرت سید المرسلین کی خدمت اقدس میں عرض کردے کہ یا رسول اللہ فلاں ابن فلاں نے حضور کو سلام عرض کیا ہے حضور اُسکے لئے پروردگار بزرگ سے شفاعت کریں۔ ناظرین میں جو اقبالمند خوش نصیب ہو اور اسکو یہ دولت نصیب ہو اور حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے وہ مشرف ہو اس سے

## نہایت التجا کیساتھ میری وصیت ہے

کہ اس ذرہ بیمقدار کا سلام بھی اُسکے آقا ئے نامدار کو پہونچا دے کہ یا رسول اللہ آپکے ادنی غلام

عبدالشکور بن ناظر علی نے حضور کی جناب میں سلام عرض کیا ہو اور آپ کے لطف و کرم اور رحمت و شفاعت کا امیدوار ہے یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین اور رؤف و رحیم فرمایا ہو یا رسول اللہ آپکی رحمت و رافت تو خدا کی تمام مخلوق پر محیط ہو یا رسول اللہ خدا کی مخلوق میں میں بھی ہوں بلکہ میں آپ پر ایمان لایا ہوں اگرچہ نیک بندوں میں نہیں لیکن آپکی اُمت کے گنہگار دینیں تو ہوں سے

تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے  کنی بر حال لب خشکاں نگاہے
نہ آخر رحمۃ للعالمینی  ز محروماں چرا غافل نشینی

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد النبی الامی وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

جو شخص میری اس وصیت کو پورا کرے حق جل شانہ اُس کو بطفیل حضرت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جزائے خیر دے اور صلاح دینا و آخرت اسکو نصیب کرے اور ایمان پر اسکی زندگی ختم کرے آمین

عه سلامی یا نسیم الصبح بلغ  الی من تر فی صدری ھواہ
فجسمی ظاھرًا منہ بعید  بعین باطن قلبی یراہ

جب حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں اس طریقہ سے سلام نیاز اپنا اور اپنے احباب کا عرض کر چکے تو حضرت امیر المومنین امام المتقین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے سامنے نہایت ادب سے کھڑے ہو کر اس عبارت میں سلام عرض کرے۔

السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیک یا صاحب رسول اللہ وانیسہ فی الغار عه ورفیقہ فی الاسفار وامینہ فی الاسرار جزاک اللہ عنا افضل ما جزیٰ اماما عن امۃ نبیہ فلقد خلفتہ باحسن خلف وسلکت طریقہ ومنہاجہ

آپ پر سلام ہو اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ آپ پر سلام ہو اے رسول خدا کے ہمنشین اور غار میں اُنکے انیس اور سفروں میں اُنکے رفیق اور اُنکے رازوں کے امین اللہ آپکو ہماری طرف سے جزا دے اُن تمام جزاؤں سے بڑھکر جو کسی امام کو اُس کے نبی کی امت کیطرف سے دی ہو بیشک آپنے نبی کی خلافت بہت اچھی کی اور اُنکے طریقہ

---

عه ترجمہ: اے نسیم صبح میرا سلام اُس جناب کو پہونچا دے جنکی محبت میرے سینے میں مخفی ہے پس میرا بدن بظاہر اُن سے دُور ہے مگر میرا دل اُن کی آنکھ سے انھیں دیکھ رہا ہے ۱۲ عه جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی تو تین روز تک ایک غار میں پوشیدہ رہے سوا ابوبکر صدیق کے اور کوئی آپکے ہمراہ نہ تھا یار غار کی مثل اسی وقت سے مشہور ہوئی ہے ۱۲

خير مسالك وقاتلت اهل الردة والبدع فمهدت الاسلام وشيدت اركانه فكنت خير امام ووصلت الارحام ولم تزل قائما بالحق ناصر الدين ولاهله حتى اتاك اليقين سل الله سبحانه لنا دوام حبك والحشر مع حزبك وقبول زيارتنا السلام عليك ورحمة الله وبركاته۔

اچھی روش پر چلے اور آپ نے مرتدوں اور بدعتیوں سے جنگ کی اور آپ نے اسلام کو مضبوط کیا اور اس کے ارکان بلند کئے پس آپ بہت اچھے امام تھے اور آپ نے رسول خدا کی قرابت والوں کے ساتھ نیک سلوک کیا اور ہمیشہ حق پر رہے اور دین اور اہل دین کے مددگار رہے یہاں تک کہ آپ کو موت آ گئی آپ اللہ سبحانہ سے ہمارے لئے اپنی محبت کے دوام اور اپنی جماعت میں محشور ہونے اور ہماری زیارت کے مقبول ہونے کی دعا کیجئے آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

پھر حضرت امیر المومنین امام المتقین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی محاذات میں اُسی ادب کے ساتھ کھڑا ہو اور اُن کو سلام کرے اس عبارت سے۔

السلام عليك يا امير المومنين السلام عليك يا مظهر الاسلام السلام عليك يا مكسر الاصنام جزاك الله عنا افضل الجزاء لقد نصرت الاسلام والمسلمين وفتحت معظم البلاد بعد سيد المرسلين وكفلت الايتام ووصلت الارحام وقوي بك الاسلام وكنت للمسلمين اماما مرضيا وهاديا مهديا جمعت شملهم واغنيت فقيرهم وجبرت كسرهم۔

آپ پر سلام ہو اے امیر المومنین آپ پر سلام ہو اے اسلام کے غالب کرنے والے آپ پر سلام ہو اے بتوں کے توڑنے والے اللہ آپ کو ہماری طرف سے بڑی عمدہ جزا دے بیشک آپ نے اسلام کی اور مسلمانوں کی مدد کی۔ اور بعد سید المرسلین کے اکثر شہر آپ نے فتح کئے اور آپ نے یتیموں کی کفالت کی اور رسول خدا کی قرابت والوں کے ساتھ نیک سلوک کیا اور اسلام آپ سے قوی ہو گیا اور آپ مسلمانوں کیلئے ایک پسندیدہ پیشوا اور ہدایت یافتہ رہنما تھے آپ نے مسلمانوں کی تفریق کو جمع کیا اور ان کے فقر کی اور ان کی شکستگی کی اندمال کیا۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما دونوں سے مخاطب ہو کر عرض کرے کہ

السلام عليكما يا ضجيعي رسول الله صلى الله عليه وسلم ورفيقيه ووزيريه ومشيريه والمعاونين له على القيام بالدين والقائمين

آپ دونوں پر سلام ہو اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیٹنے والو اور آپ کے رفیق اور آپ کے وزیر اور آپ کے مشیر اور دین پر قائم رہنے میں آپ کی مدد کرنے والو اور آپ کے بعد مسلمانوں کی مصلحت کے

؎ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے کئی قبیلے مرتد ہو گئے تھے حضرت ابوبکر صدیق نے اُن سے جہاد کیا۔

بعدہ بمصالح المسلمین جزاکما اللہ احسن الجزاء جئناکما نتوسل بکما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشفع لنا ویسأل اللہ ربنا ان یتقبل سعینا ویحیینا علی ملتہ ویحشرنا فی زمرتہ۔

تمام رکھنے والو اللہ آپ دونوں کو عمدہ جزا دے ہم آپکے پاس آئے ہیں تاکہ آپکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تقرب کا ذریعہ بنائیں جمیں آپ ہماری شفاعت کریں اور ہمارے پروردگار اللہ سے عاکریں کہ ہماری کوشش کو قبول کرے اور ہمیں آپکے مذہب پر زندہ رکھے اور آپکے گروہ میں ہمارا حشر کرے۔

پھر جس طرح پہلی بار حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا تھا اسی طرح کھڑا ہو اور پھر تضرع وزاری کرے اور جو جو خواہشیں رکھتا ہو حضرت کے طفیل میں حق تعالیٰ سے مانگے اور بہت ذوق وشوق کے ساتھ حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرکے وہاں سے ہٹے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے ستون[ع] کے پاس آکر توبہ کرے اور جسقدر ممکن ہو نوافل پڑھے پھر بعد اسکے اور آثار نبویہ کی زیارت کرے جو معلم زیارت بتا دیتے ہیں پھر بعد اسکے جنۃ البقیع میں جائے اور وہاں کے مزارات مقدسہ کی زیارت کرے خصوصاً حضرت سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب عم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس بن عبد المطلب اور حضرت امام حسن اور بقیہ اہل بیت اور حضرت امیر المومنین امام المتقین عثمان بن عفان اور حضرت ابراہیم فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اور حضرت صفیہ عمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی صحابہ کی (رضی اللہ عنہم وارضاہم) پھر شہدای احد کی زیارت کرے اور جب وہاں پہونچے تو یہ کہے[ع] سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ اور وہاں تمام مشاہد ومزارات پر جاکر فاتحہ پڑھے یعنی قرآن مجید کی سورتیں پڑھکر اُن کا ثواب ان حضرات کی ارواح مقدسہ کو پہونچاوے پھر ہفتہ کے دن یا جس دن ممکن ہو مسجد قبا کی زیارت کیلئے بھی جائے اور وہاں پہونچکر کم از کم دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد پڑھے۔

(۱) جتنے دنوں مدینہ منورہ میں قیام ہو سکے اس کو غنیمت سمجھے اور وہ زمانہ غفلت میں نہ کاٹے اور جس قدر ہو سکے عبادت اور طاعت حق تعالیٰ کی کرے اور ہر روز اکثر حصہ اپنے وقت کا حضرت

---

ع اس ستون میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کو باندھ دیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تھی جب تک اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی ۱۲ ع ترجمہ۔ آپ سب پر سلام ہو آپ کے صبر کی عوض میں پس کیا اچھا ہے۔ (آپکے لئے) آخرت کا گھر ۱۲

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میں صرف کیا کرے پھر یہ دولت کہاں نصیب ہو گی یہ روضۂ اقدس کہاں ملے گا جو وقت ہے غنیمت ہے۔

(۲) اپنا اکثر وقت مسجد شریف نبوی کی ملازمت میں صرف کرے وہاں اعتکاف کرے اور ہر قسم کی عبادت سے اپنے وقت کو آباد رکھے نماز روزہ صدقہ غرض جس قدر عبادتیں ممکن ہوں اُس مسجد مقدس میں کرے اور جس قدر حصہ مسجد کا حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا بیشک وہ اُس سے افضل ہے جو آپ کے بعد اس میں اضافہ کیا گیا پس اگر اُس حصہ میں بیٹھنا ممکن ہو تو بہت بہتر ہے اور کم سے کم ایک شب اس مسجد اقدس میں شب بیداری کرے اور اس رات کو اپنی تمام عمر کا خلاصہ اور حاصل سمجھے اور تمام رات عبادت میں کاٹ دے بہتر ہے کہ اس رات میں اور کوئی عبادت نہ کرے بلکہ صرف درود شریف کا ورد کیے ؏ اللّٰھم صل علی محمد و علیٰ اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علیٰ اٰل ابراھیم اللّٰھم بارک علی محمد و علیٰ اٰل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم و علیٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔ اگر اس شب میں نیند کا غلبہ ہو تو اُس کو دفع کرے انشاء اللہ جس وقت اس امر کا خیال کریگا کہ میں کس مسجد مقدس میں بیٹھا ہوں اور حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجھے حاصل ہے اُس وقت نیند و غفلت کا اثر بالکل جاتا رہے گا۔

مسجد اقدس میں رات بھر رہنے کیلئے اگر کچھ حکام و خدام کی خوش آمد کرنا پڑے اور کچھ روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہو بے تامل خوش آمد بھی کرے روپیہ بھی خرچ کرے اور جو جو باتیں کرنا پڑیں سب کرے اور اس دولت کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے۔

اس مسجد شریف میں جبتک رہے اپنے دل اور زبان اور تمام اعضا کو لغو کلمات اور حرکات سے محفوظ رکھے اور سوا حضور اقدس نبوی کے اور کسی طرف متوجہ نہو اگر نہایت ضرورت کسی سے کلام کرنے کی ہو تو مختصر کلام کرکے پھر اُسی جناب مقدس کی طرف متوجہ ہو جائے۔

---

؏ ترجمہ اے اللہ محمد پر اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر رحمت نازل کی اے اللہ محمد پر اور آل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بیشک تو تعریف والا اور بزرگ ہے یہ درود و نیز بہت صحیح روایتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوا اسوجہ سے نماز میں درود شریف کے یہی الفاظ رکھے گئے ہیں ۱۲

مسجد شریف کے ادب کا خیال خوب رکھے تھوک وغیرہ وہاں نہ گرنے پائے کوئی بال سر یا ڈاڑھی کا وہاں نہ ڈالے اور اگر گرا پڑا ہوا دیکھے تو فوراً اٹھالے بعض لوگ چھوہارے کھا کر مسجد شریف میں اس کی گٹھلی ڈال دیتے تھے یہ خلاف ادب ہے۔

جبتک مسجد اقدس میں رہے حجرۂ شریفہ کی طرف نہایت شوق کی نگاہوں سے نظر کرتا رہے کم ازکم ایک قرآن مجید کا ختم اس مسجد عالی میں کرے اور اگر ممکن ہو تو کوئی کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و فضائل میں ہو اُسکو پڑھے یا کوئی شخص پڑھتا ہو تو اُس سے سنے

(۳) مدینہ منورہ کے رہنے والوں سے نہایت محبت اور ادب کیساتھ پیش آئے اور اگرچہ ان میں کوئی بات خلاف شریعت دیکھے پھر بھی ان کی برائی نہ کرے اور اُن سے بہ خشونت نہ پیش آئے ہاں بخیال امر بالمعروف نہایت ادب کے ساتھ نرم و شیریں الفاظ میں اُن کو اُس فعل خرابی سے مطلع کردے۔

(۴) جب مدینہ منورہ میں قیام کی مدت ختم ہوجائے اور اُس مقام مقدس سے چلنے لگے تو مسجد شریف کو رخصت کرے یعنی وہاں نماز پڑھ کے دعا مانگے اور حسرت کیساتھ وہاں سے جدا ہو پھر حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی زیارت حسب معمول کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ پھر اُس درگاہ اقدس کی زیارت سے اُسے مشرف فرمائے۔ علامت مقبولیت دعا اور زیارت کی یہ ہے کہ اس وقت بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہوں اور دل میں یاس و حسرت بھری ہو اور اگر خدانخواستہ کسی شخص پر یہ حالت نہ پیدا ہو تو وہ بہ تکلف اپنے اوپر اس حالت کو طاری کرے پھر حضرت سے رخصت ہو رخصت ہوتے وقت پچھلے پیروں[ع] نہ لوٹے جس طرح کہ کعبہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت پچھلے پیروں لوٹتے ہیں کیونکہ یہ طریقہ سلف سے منقول نہیں۔

---

ع شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں اس کی تصریح کی ہے اور لکھا ہے کہ پچھلے پیروں لوٹنا صرف کعبہ کیساتھ مخصوص ہے تعجب ہے کہ جب پچھلے پیروں لوٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوتے وقت نہیں تو اور اولیاء اللہ کے مزارات سے رخصت ہوتے وقت کیوں جائز سمجھا جاتا ہے اور اکثر لوگ اسکو فرض و واجب کیطرح عمل لاتے ہیں اور جو بیچارہ کسی بزرگ کے مزار کیطرف لوٹتے وقت کرے وہ بے ادب سمجھا جاتا ہے اور مورد طعن و تشنیع ہوتا ہے ۱۲

(۵) پھر جب اپنے وطن کیطرف چلے تو وہاں سے کچھ تحائف اپنے احباب اعزہ کیلئے ہمراہ
لائے مثلاً مکہ معظمہ سے آب زمزم اور مدینہ منورہ کی کھجوریں پھر جب اپنے شہر کے قریب پہونچ جائے تو یہ
دعا پڑھے اللھم انی اسالک خیرھا وخیر ما فیھا واعوذ بک من شرھا وشر ما فیھا
اللھم اجعل لنا فیھا قرارا ورزقا حسنا۔ اور جب شہر میں پہونچ جائے تو یہ دعا پڑھے
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر آئبون
تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ
ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ واعز جندہ فلا شیء بعدہ اور چاہیے کہ مکان
پہونچنے سے پہلے اپنے اعزہ کو خبر کرے کہ فلاں دن فلاں وقت میں پہونچوں گا بغیر اطلاع کے
یکدم نہ پہونچ جائے پھر جب اپنے مکان پہونچ جائے تو مکان کے اندر جانے سے پہلے جو مسجد
مکان کے قریب ہو اُس میں دو رکعت نماز پڑھے اور خدا ہی تعالیٰ کا شکر کرے کہ اس نعمت عظمیٰ
پر حق تعالیٰ نے اُسے فائز کیا بعد اسکے اپنے مکان جائے پھر جب گھر میں پہونچ جائے تو
دو رکعت نماز شکر پڑھے اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کا دل سے شکر یہ ادا کرے اس سارک
سفر سے لوٹنے کے بعد یہ سمجھ لے کہ میں تجدید توبہ کر چکا ہوں اور توبہ بھی کسی اور کے سامنے نہیں بلکہ
وہ توبہ جو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہوئی لہذا اس امر کا عزم توی رکھے کہ میں
اب کبھی اس توبہ کو نہ توڑونگا اور حق جل شانہ سے ہر نماز کے بعد خصوصاً بعد نماز صبح کے
دُعا مانگا کرے کہ الٰہی مجھے اس توبہ پر قائم رکھ اور اپنی نافرمانیوں سے بچا اور اپنی فرمانبرداری
کی توفیق دے اور ایمان پر میرا خاتمہ فرما۔

علماء نے لکھا ہے کہ حج مبرور کی علامت یہ ہے کہ جس حالت میں گیا تھا اُس سے بہتر حالت میں

---

عہ ترجمہ اے اللہ میں تجھسے اس مقام کی خیریت اور اُن چیزوں کی خیریت جو اس مقام میں ہیں طلب کرتا ہوں اور اس
مقام کے شر اور اُن چیزوں کے شر سے جو اس مقام میں ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں اے اللہ مجھے یہاں قیام اور عمدہ رزق عنایت
فرما عہ ترجمہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں وہ ایک ہے کوئی اسکا شریک نہیں اسی کی ہے بادشاہت اور اسی کی ہے تعریف اور وہ
ہر چیز پر قادر ہے ہم لوگ اسکے گھر سے لوٹے ہوئے آرہے ہیں عبادت کرنیوالے اور سجدہ کرنیوالے ہیں اللہ کے
سوا کوئی خدا نہیں اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی) مدد کی اور دشمنوں کا فرقہ کی جماعتوں کو خود
کیلئے اُسنے بھگایا اور اپنے لشکر کو غالب کر دیا پس اسکے بعد کوئی چیز نہیں ۱۲

ٹوٹے اور دل میں حضرت سید الرسل کے اتباع سنت کا شوق پیدا ہو جائے اور دنیا و اہل دنیا کی محبت سے دل سرد ہو جائے اور آخرت اور اہل دین کی محبت دلمیں غالب ہو جائے۔

خدا ہی تعالیٰ کی عنایت سے حج و زیارت کا بیان ختم ہو گیا اب میں حسب التزام حج کے متعلق چالیس حدیثیں اور چالیس اقوال حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نقل کرتا ہوں

چہل حدیث لکھنے سے پہلے میں یہ چاہتا ہوں کہ اختصار کے ساتھ حجۃ الوداع کے پورے واقعات لکھدوں کیونکہ جو حدیثیں میں لکھوں گا ان میں سے کسی میں پورے واقعات اس حج کے نہیں ہیں کسی راوی نے ایک حدیث میں پورے واقعات نہیں بیان کیے بلکہ ضرورت وقت کے مناسب جسقدر مضمون اس واقعہ کا ہوتا تھا اسی قدر نقل کر دیتے تھے۔ ہمنے کسی کتاب میں حجۃ الوداع کے واقعات اس اختصار اور حسن ترتیب سے نہیں دیکھے جیسا کہ شرح سفر السعادۃ میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے لکھے ہیں لہذا اسی کتاب سے ان واقعات کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

## حجۃ الوداع کی مختصر کیفیت

یہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ حج کی فرضیت ۹ھ میں ہوئی اور ۱۰ھ میں آپنے اس حکم کی تعمیل کی ہجرت کے بعد یہی ایک حج آپنے کیا چونکہ یہ حج آخر تھا اور جس سال آپنے یہ حج کیا ہے وہ سال آپ کی عمر گرامی کا آخری سال تھا اسی سال آپ دنیا سے رخصت ہو گئے اور اس سال کئی بار عام مجمعوں میں آپ نے اپنے وداع و فراق کی خبر اشارات و کنایات میں بیان فرمائی چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق اُن اشارات کو سمجھ گئے اور اُسی وقت رونے لگے۔ کبھی کبھی یہ بھی فرمایا کہ شاید سال آیندہ میں تم مجھ کو نہ پاؤ گے حضرت معاذ سے یہاں تک فرمایا کہ اے معاذ اب یمن سے لوٹ کر تم میری قبر دیکھو گے اسپر حضرت معاذ بہت روئے خاص کر آخر میں جو خطبہ آپ نے پڑھا وہ بالکل صاف بتا رہا ہے کہ اب عنقریب آپ دنیا کو اپنے جمال دلربا سے محروم فرمانے والے ہیں ایسے الفاظ تھے کہ عام طور پر صحابہ کہنے لگے کہ کانہ موعظۃ مودع یہ نصیحت گویا رخصت ہونے والے کی ہے انھیں وجوہ سے اس حج کا نام حجۃ الوداع مشہور ہوا۔

جب آپ نے اس حج کا ارادہ فرمایا تو صحابہ کو اطلاع دی سب نے حج کی تیاری کر دی اور یہ

خبر مدینہ منورہ کے اطراف قرب جوار کے گاؤں میں پہونچی تو وہاں کے تمام مسلمان مدینہ میں آگئے اور راستہ میں چلتے چلتے جیسے جیسے مسلمانوں کو خبر ہوتی جاتی تھی آتے جاتے تھے ایک شور برپا تھا کہ حضرت اس سال حج کو جاتے ہیں جو سنتا تھا وہ دوڑا چلا آتا تھا ایک شمع جاں نواز تھی کہ روشن تھی اور یہ پروانو نکا اُسپر ہجوم تھا اسقدر لوگ جمع ہوئے کہ حد شمار سے باہر۔ اب تک صحیح تعداد اُن کی تحقیق نہیں معلوم ہوئی ہاں اسقدر ضرور کہا گیا ہے کہ جس طرف نظر جاتی تھی آدمی کے سوا کچھ نہ دکھائی دیتا تھا بعض روایات میں ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار آدمی تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار واللہ تعالیٰ اعلم

ہفتہ کے دن چوبیس ذیقعدہ کو آپ نے ظہر کی نماز مدینہ مقدسہ کی مسجد میں پڑھی بعد نماز کے سر مبارک میں تیل ڈالا اور کنگھی کی اور چادر اور تہبند پہنکر کوچ فرمایا اور ذوالحلیفہ میں پہونچکر قیام کر دیا عصر کی نماز وہاں قصر سے ادا فرمائی اور رات بھر اور دوسرے دن ظہر تک وہیں رہے تمام امہات المومنین اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اس سفر میں ہمراہ تھیں شب کو آپنے تمام ازواج کے یہاں تھوڑی دیر قیام فرمایا اور دوسرے دن ظہر کی نماز وہاں پڑھکر آپ نے احرام کے لئے غسل فرمایا اور خطمی واشنان بھی صفائی کی غرض سے پانی میں ملا دیا تھا غسل کے بعد عائشہ صدیقہ نے ایک مرکب خوشبو جسمیں مشک بھی تھا آپ کے سر اور بدن پر لگا دی اور اسقدر لگائی کہ مشک کا اثر آپ کی داڑھی اور سر پر دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا بعد اسکے آپ نے چادر اور تہبند احرام کی پہن لی اور دو رکعت نماز احرام پڑھیں اور بدنہ کی گردن میں دو جوتیاں لٹکا دیں اور اس کی داہنی جانب اشعار کیا بعد اسکے احرام باندھ لیا صحیح یہ ہے کہ آپنے قران کا احرام باندھا تھا بعد اسکے تلبیہ کہی اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے پھر جب وہ اونٹنی اُٹھی تو آپنے دوبارہ تلبیہ کہی اور بعد اس کے جب ایک نیچے مقام پر چڑھنے کا اتفاق ہوا تو آپ نے پھر تلبیہ کہی اور کبھی آپ فرماتے تھے لبیک بحجۃ وعمرۃ کبھی صرف اسقدر کہتے تھے کہ لبیک بحجۃ تلبیہ میں آپ نے یہ عبارت پڑھی لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک

---

؏ صاحب سفر السعادت نے نماز احرام کے منقول ہونے سے انکار کیا ہے لیکن شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح میں اسکا مسنون ہونا ثابت کیا ہے ۱۲؏ ترجمہ اے اللہ میں تیرے دروازہ پر حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں سب تعریف اور نعمت تیری ہی ہے اور ملک بھی تیرا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں ۱۲

لک لاشریک لک تلبیہ آپ نے بلند آواز سے کہی اور تمام صحابہ کو آپ نے حکم بھی دیا صحابہ تلبیہ کی عبارت میں کچھ تغیر و تبدل کر دیتے تھے مگر آپ نے کسی کو منع نہیں فرمایا۔ احرام کی حالت میں آپنے اپنے سر کے بالوں کو خطمی لگا کر چپکا لیا تھا تاکہ ٹوٹنے سے اور جوئیں وغیرہ سے حفاظت رہے جب آپ مقام روحا میں پہونچے ایک زخمی گورخر کو دیکھا صحابہ سے آپنے منع کر دیا کہ اسکو نہ چھیڑنا اتنے میں اسکا شکار کرنے والا آگیا اور اُسنے کہا کہ یا رسول اللہ یہ شکار میں نے آپ کو دیدیا آپ جو چاہیں کریں حضرت نے ابوبکر صدیق سے فرمایا کہ اسکو لا کر صحابہ میں تقسیم کر دو پھر مقام اُثابہ میں ایک ہرن کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے سو رہا تھا اور وہ زخمی تھا آپ نے ایک شخص کو متعین کر دیا تاکہ کوئی محرم اسکو چھیڑنے نہ پائے پھر جب آپ مقام عرج میں پہونچے تو حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے ایک غلام کو مارا اس نے ایک ونٹ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اسباب تھا کھو دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حال کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ انظروا الی ھذا المحرم مایصنع اس محرم کو دیکھو کہ کیا کر رہا ہے اسکے سوا آپ نے کچھ نہیں فرمایا کہ تمھارا حج فاسد ہو گیا یا تم کو فدیہ دینا پڑیگا۔ جب مقام ابوا میں پہونچے تو صعب بن جثامہ نے ایک گورخر ہدیۃً پیش کیا آپ نے نہیں لیا اور فرمایا کہ ہم محرم ہیں۔

جب آپ وادی عسفان میں پہونچے فرمایا کہ موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ جا رہے ہیں اور انگلیاں اپنے کان میں دیئے ہوئے بہت بلند آواز سے تلبیہ کہہ رہے ہیں اور آپنے یہ بھی فرمایا کہ ہود اور صالح بھی اس وادی میں گزرا کرتے تھے۔ جب آپ مقام سرف میں پہونچے تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عذر زنانہ پیش آگیا وہ رو رہی تھیں آپ نے فرمایا تم کیوں روتی ہو یہ تو ایک تقدیری بات ہے اسمیں تمھارا کیا اختیار ہے کوئی حرج نہیں سوا طواف کے تم تمام اعمال حج کے ادا کرو عائشہ صدیقہ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا لہذا آپ نے فرمایا کہ تم عمرہ چھوڑ دو اور غسل کر کے حج کا احرام باندھ لو چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا بعد اسکے جب وہ پاک ہوگئیں اور وقوف کر چکی تھیں تو طواف اور سعی کی آپ نے فرمایا کہ اب تم حج سے باہر ہوگئیں بعد اسکے عمرہ کی قضا کیلئے آپ نے اُنکے بھائی عبدالرحمن سے فرمایا کہ تم ان کو تنعیم تک لیجاؤ اور وہاں سے عمرہ کا احرام بندھوا کر لے آؤ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور انھوں نے عمرہ کی قضا کر لی۔

اسی مقام سرف میں آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ جسکے ہمراہ ہدی نہو وہ چاہے تو اپنے احرام کو عمرہ سے بدل دے ہاں جسکے پاس ہدی ہو وہ ایسا نہیں کر سکتا پھر جب آپ مکہ پہونچے تو یہ حکم قطعی طور پر دیدیا اور فرمایا کہ اگر میں ہدی نہ لایا ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا جب مکہ مکرمہ قریب آگیا تو آپ نے مقام ذی طوی میں نزول فرمایا اور یکشنبہ کے دن ذیحجہ کی پانچویں تاریخ صبح کی نماز پڑھکر آپ نے غسل فرمایا اور طلوع آفتاب کے کچھ دیر بعد حجوں کے راستہ سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جب آپ باب السلام میں پہونچے۔ اور کعبہ شریف پر آپ کی نظر مبارک پڑی تو آپنے یہ دعا پڑھنی شروع کی اللهم زد بيتك هذا تشريفا وتعظيما وتكريما ومهابةً[ع۱] بعد اسکے آپ سیدھے کعبہ کی طرف روانہ ہوئے تحیۃ المسجد نہیں پڑھی حجر اسود کے مقابل پہونچکر استلام کیا اور طواف میں مشغول ہو گئے کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی طرف چھوڑا اور اپنے داہنی طرف کی طرف سے طواف شروع کیا طواف کے اندر کسی خاص مقام میں کوئی مخصوص دعا آپ سے منقول نہیں مگر ہاں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان میں آپ نے یہ دعا پڑھی[ع۲] ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار اللهم انی اسئلك العفو والعافية فی الدنيا والاخرة طواف میں آپ نے سات شوط کیے پہلے تین شوطوں میں رمل فرمایا اور اخیر کی شوطوں میں رمل نہیں کیا اس طواف میں آپنے اپنی چادر بصورت اضطباع اوڑھی تھی ہر شوط میں جب حجر اسود کی محاذات پر پہونچتے تو ایک لکڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اُس کا بوسہ دیتے اور رکن یمانی کی محاذات پر جب پہونچتے تو اُس کیطرف اشارہ کرتے مگر اسکو بوسہ نہ دیتے حجر اسود کے مقابل جب پہنچتے تو اللہ اکبر کہتے جب طواف سے فارغ ہوے تو مقام ابراہیم میں آئے اور یہ آیت پڑھی[ع۳] واتخذوا من مقام ابراهيم مصلے اور وہاں دو رکعت نماز طواف پڑھی۔ پہلی رکعت میں سُورۂ فاتحہ اور قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑھی نماز طواف سے فارغ ہوکر

---

ع۱ اے اللہ اپنے اس گھر کی بزرگی اور عظمت اور کرامت اور رعب زیادہ فرما ۱۲ ع۲ ترجمہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عنایت کر اور آخرت میں بھلائی عنایت کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے اللہ میں تجھ سے دنیا و آخرت میں بخشش اور عافیت طلب کرتا ہوں ۱۲ ع۳ ترجمہ اور مقام ابراہیم میں نماز کی جگہ بناؤ ۱۲

پھر حجر اسود کی طرف تشریف لائے اور اُسکا استلام کیا بعد اسکے بیچ کے دروازہ سے کوہ صفا کی طرف تشریف لے گئے صفا کے قریب پہونچکر یہ آیت پڑھی انّ الصفا والمروة من شعائر الله[1] اور فرمایا کہ جس کو اللہ نے پہلے ذکر فرمایا ہے اُسی سے ہم طواف کی ابتدا کرینگے پھر آپ صفا پر چڑھگئے اور کعبہ مکرمہ کے مقابل کھڑے ہوکر یہ دُعا پڑھی لاالہ الا الله وحدہ لاشریك له له الملك وله الحمد وهو علی كل شیئ قدیر لا اله الا الله وحده صدق وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده[2] اللهم انا نسئلك موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والغنيمة من كل بر والسلامة من كل اثم لاتدع لی ذنبا الا غفرته ولا هما الا فرجته ولا كربا الا كشفته ولا حاجة الا قضيتها[3] پھر صفا سے اُتر کر مروہ پر آئے اثنائے سعی میں چونکہ لوگوں کا ہجوم زیادہ ہوگیا تھا اسلئے اونٹنی پر سوار ہوکر آپ نے سعی کو پورا کیا ابتدا سعی کی آپ نے صفا سے کی اور اختتام اُسکا مروہ پر کیا جب مروہ پر چڑھے تو وہی دعا جو آپ نے صفا پر پڑھی تھی مروہ پر بھی پڑھی اور درمیان میں آپ یہ دعا پڑھتے تھے ربّ اغفر وارحم انك انت الاعز الاكرم[4] سعی سے فارغ ہوکر آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ جنکے ہمراہ ہدی نہو وہ احرام سے باہر ہوجائے چنانچہ سب احرام سے باہر ہوگئے اور آپ کی تعمیل حکم سے بہتوں نے سر منڈوائے اور بعض نے بال کترا دیے سر منڈوانے والوں کے لئے آپ نے تین بار فرمایا اللهم ارحم المحلقين[5] کترانے والوں نے استدعا کی کہ حضور ہمکو کیوں محروم رکھتے ہیں اُسوقت آپ نے انکے لئے بھی سُراقہ بن مالک نے پوچھا کہ حضور یہ بات صرف ہمارے لئے خاص ہے یا تمام اُمت کیلئے[6] آپ نے فرمایا ہمیشہ کے لئے اور تمام لوگوں کے لئے۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم احرام سے باہر نہیں ہوئے کیونکہ ان لوگوں کے ہمراہ

---

[1] ترجمہ بیشک صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں ہے [2] اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اُسکا کوئی شریک نہیں اُسی کی ہے بادشاہت اور اسی کیلئے ہر تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں وہ اکیلا ہے اپنے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور (کافروں) کی جماعتوں کو اُسنے تنہا بھگا دیا ہے [3] اے اللہ ہم تجھ سے تیری رحمت کے اسباب اور تیری مغفرت کے وسائل اور ہر نیکی میں سے حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی کی درخواست کرتے ہیں تو ہمارے ہر گناہ کو بخشدے اور ہر غم کو دور کردے اور ہر تکلیف کو دفع فرما اور ہر حاجت کو روا کر [4] ترجمہ اے میرے پروردگار بخشدے اور رحم کر بیشک تو عزت والا بزرگ ہے [5] ترجمہ اے اللہ سر منڈانے والوں پر رحم فرما [6] یعنی ایام حج میں عمرہ کرنا ۱۲

ہدی تھی ازواج مطہرات اور بی بی فاطمہ زہرا احرام سے باہر ہو گئی تھیں کیونکہ انکے ہمراہ ہدی نہ تھی ۔

چار دن کے بعد یعنی ذیحجہ کی آٹھویں تاریخ کو آپ نے منی جانے کا قصد کیا جو جو صحابہ احرام سے باہر ہو گئے تھے انھوں نے اس دن حج کا احرام باندھا ظہر اور عصر کی نماز آپنے منی میں پڑھی اور رات کو وہیں رہے دوسرے دن نویں تاریخ کو جب آفتاب نکل آیا آپ عرفات کی طرف متوجہ ہوئے کوئی صحابہ تکبیر کہتے تھے کوئی تلبیہ آپ نے کسی پر انکار نہیں فرمایا۔

جب آپ مقام نمرہ میں پہونچے تو وہاں نزول فرمایا۔ وہاں آپ کے حکم سے اونی خیمہ آپکے لیے پہلے سے نصب کر دیا تھا۔ زوال آفتاب کے بعد آپ نے اونٹنی پر سوار ہو کر نہایت بلیغ اور موثر خطبہ پڑھا تمام اسلام کے اصول آپ نے تعلیم فرمائے اور تمام کفر و شرک کی باتوں کی جڑ کاٹ دی رسوم کو بالکل مٹا دیا اور جو جو باتیں تمام مذاہب میں ممنوع ہیں اُن کا ذکر فرمایا۔ جاہلیت کے زمانہ کے خونوں[1] اور سودوں کو معاف کر دیا اور مردوں کو عورتوں سے خوش خلقی اور ملاطفت کرنے کی تاکید فرمائی اور زوجین کے باہمی حقوق یاد دلائے اور لوگوں کو کتاب خدا پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ جو کوئی کتاب خدا پر عمل کریگا وہ گمراہ نہوگا پھر صحابہ سے پوچھا کہ تم لوگ میرے حق میں کیا کہتے ہو سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہم سب گواہ ہیں کہ آپنے خدا کے احکام پہونچائے اور امت کی خیر خواہی جیسی کہ چاہیئے کی اور تمام حقوق رسالت کو آپنے ادا فرمایا یہ سنکر آپ نے انگشت شہادت آسمان کی طرف اُٹھائی اور اُس کو گھمایا اور فرمایا کہ اللّٰھم اشھد اللھم اشھد اللھم اشھد[2] پھر فرمایا کہ جو لوگ اس مجمع میں ہیں وہ غائبین کو یہ تمام احکام پہونچا دیں اسکے بعد آپ نے ظہر کی نماز پڑھی ظہر اور عصر دونوں کی نماز یہاں ایک ساتھ پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ سوار ہو گئے اور عرفات آئے وہاں دامن کوہ کے پاس قبلہ رو کھڑے ہو کر سوار ہی آپ نے وقوف فرمایا اور نہایت الحاح و زاری کے ساتھ بہت دردناک الفاظ میں آپ نے

---

[1] یعنی اسلام سے پہلے جو کسی نے کسی کو قتل کر دیا تھا اس کی بابت آپ نے کہدیا کہ اب اس سے قصاص نہ لیا جائے گا اور جو روپیہ کسی نے کسی کو سودی قرض دیا تھا اور اُسکا سود اُسپر باقی تھا وہ بھی معاف کر دیا ۱۲ منہ

[2] ترجمہ۔ اے اللہ گواہ رہنا۔ اے اللہ گواہ رہنا۔ اے اللہ گواہ رہنا ۱۲

حق تعالیٰ سے دعا مانگنا شروع کی جب دعا مانگ چکے تو فرمایا کہ عرفات میں کھڑا ہونا کسی خاص ہی مقام پر ضروری نہیں بلکہ تمام جنگل عرفات کا موقف ہے جہاں چاہو کھڑے ہو عرفات ہی میں یہ آیت نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ترجمہ (اے مسلمانوں) آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔ یہ آیت اگرچہ تمام اہل اسلام کیلئے نہایت مسرت اور فرحت کا باعث ہے لیکن صحابہ میں جو لوگ تیز نظر اور دقیقہ رس تھے وہ اس آیت کے سنتے ہی نہایت دل شکستہ اور محزون ہو گئے سمجھ گئے کہ اب زمانہ فراق قریب ہے کیونکہ آپ کا دنیا میں آنا اور رہنا محض تعلیم تبدین اور تعین کیلئے تھا جب وہ کام پورا ہو گیا تو آپ کا قیام دنیا میں کس لئے ہوگا پھر اسکے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اپنے دین کے مسائل مجھ سے یاد کر لو آئندہ سال شاید مجھے پاؤ یا نہ پاؤ۔ اسی دن عرفات میں ایک صحابی اونٹ کے اوپر سے گر پڑے اور اُن کی وفات ہو گئی آپ نے فرمایا کہ اُن کو غسل دیکر احرام کے لباس میں دفن کر دو اور خوشبو نہ لگاؤ اور سر اور چہرہ کو نہ بند کرو اور فرمایا کہ قیامت کے دن وہ لبیک کہتے ہوئے میدان حشر میں آئیں گے۔

جب آفتاب غروب ہو گیا تو آپ نے اُسامہ بن زید کو اپنے ہمراہ سوار کر لیا اور مزدلفہ کی طرف چلے اُس وقت لوگوں کا ہجوم تو تھا ہی بعضوں نے تیز روی کرنی چاہی ایک کے اوپر ایک گرنے لگا تو آپ نے ان کو منع فرمایا کہ جلدی کرنے میں کوئی فائدہ اور کچھ ثواب نہیں غرض نہایت سکون ووقار کے ساتھ وہاں سے آپ روانہ ہوئے جب راہ کشادہ اور میدان وسیع ملجاتا تو اونٹنی کو کچھ تیز بھی کر دیتے تھے جس راستہ سے عرفات میں آئے تھے اُس راستہ سے نہیں لوٹے بلکہ دوسرے راستہ سے یہی عادت آپ کی عیدگاہ جانے میں بھی تھی کہ جس راستے سے تشریف لے جاتے اس راستہ سے لوٹتے نہ تھے اثنائے راہ میں ایک مقام پر اُتر کر خفیف وضو فرمایا اُسامہ نے پوچھا کہ کیا مغرب کی نماز پڑھیے گا آپ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز آگے چل کر مزدلفہ میں پڑھیں گے پھر مزدلفہ میں پہونچکر آپ نے پورا وضو کیا اور اذان پڑھی گئی اور اسباب وغیرہ اتارنے سے پہلے آپ نے مغرب کی نماز ادا کی بعد اُسکے اسباب وغیرہ لوگوں نے اونٹوں سے اُتارا اور

عشا کی نماز پڑھی مغرب اور عشا کے فرض کے درمیان میں کوئی نفل نماز آپ نے نہیں پڑھی پھر رات بھر آپ مزدلفہ میں رہے اور شب بیداری نہیں کی عورتوں اور بچوں کو صبح ہونے سے پہلے آپنے رخصت کر دیا کہ منیٰ چلے جائیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو اُنکے ہمراہ کر دیا اور یہ فرما دیا کہ آفتاب نکلنے سے پہلے رمی نہ کریں پھر فجر کا وقت آتے ہی اول وقت آپ نے فجر کی نماز پڑھ لی اور سوار ہو کر مشعر حرام میں آئے اور وہاں وقوف فرمایا اور قبلہ رُو ہو کر امت کے لئے نہایت تضرع وزاری کے ساتھ دعا مانگتے رہے یہاں تک کہ جب طلوع آفتاب کا وقت قریب آگیا تو آپ منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ سوار کیا اور آپ نے فضل بن عباس کو یہ حکم دیا کہ وہ راستہ سے کنکریاں رمی کیلئے چن لیں اُنھوں نے سات کنکریاں چن کر حضور کے ہاتھ میں دیں آپنے اپنے کف مبارک میں اُنکو لیکر غبار وغیرہ سے صاف کیا اور فرماتے رہے کہ اسی قسم کی کنکریوں سے رمی کرنی چاہیے اور اے لوگو دین میں زیادتی نکرو اگلے لوگ اسی سے برباد ہوئے۔ اسی راہ میں ایک عورت ملی اور اُسنے آپ سے پوچھا کہ میرا باپ بہت بوڑھا ہے اونٹ پر نہیں بیٹھ سکتا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں فضل بن عباس اس عورت کی طرف دیکھنے لگے تو آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں اور ان کی گردن پھیر دی۔ پھر ایک بوڑھیا ملی اور اُسنے کہا کہ میری ماں بہت کمزور ہے اور بہت بوڑھی ہے کیا میں اُس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر جب آپ وادی محسر میں پہونچے تو وہاں سے اونٹنی کو بہت تیز دوڑایا اور بہت عجلت کے ساتھ وہاں سے نکل آئے اور فرمایا کہ یہاں دشمنان خدا پر عذاب ہوا تھا اس مقام پر اصحاب فیل پر عذاب ہوا تھا جو کعبہ مکرمہ کے گرانے کیلئے آئے تھے۔

پھر جب آپ جمرۃ العقبہ کے محاذی پہونچ گئے تو کھڑے ہو گئے کعبہ مکرمہ اُسوقت آپ کے بائیں ہاتھ کی طرف تھا اور منیٰ دا ہنے ہاتھ کی طرف اور سواری پر سے آپنے سات کنکریاں ایک ایک کر کے جمرۃ العقبہ پر ماریں رمی کرتے وقت بلال اور اسامہ بن زید حاضر رکاب تھے ایک تو اونٹ کی مُہار پکڑے ہوے تھے اور دوسرے آپ کے اوپر سایہ کیے ہوئے تھے رمی کے بعد آپ نے تلبیہ موقوف کر دیا اور اُسکے بعد اپنی فرودگاہ میں جو مسجد خیف کے قریب تھی تشریف

لے گئے اور وہاں ایک نہایت بلیغ اور بغایت مؤثر اور درد انگیز خطبہ پڑھا اور ایسی آواز سے پڑھا کہ تمام حاضرین نے بخوبی اُسکو سنا اس بات کو بھی علمائے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شمار کیا ہے کیونکہ قوت بشری سے یہ بات باہر ہے کہ اتنے کثیر مجمع کے لیے ایک شخص کی آواز کفایت کر جائے اس خطبہ میں آپ نے لوگوں کو ماہ حرام کی فضیلت اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی بزرگی سُنائی اور ان مہینوں میں جدال وقتال کی ممانعت کی اور فرمایا کہ حج کے مناسک سیکھ لو شاید اب میں دوبارہ حج نہ کرونگا اور یہ بھی حکم دیا کہ میرے بعد جو تمھارا سردار ہو اُس کی اطاعت کرنا بشرطیکہ وہ کتاب اللہ پر عمل کرے اور فرمایا کہ میرے بعد کافر نہ بن جانا اور باہم خونریزی نہ کرنا بعد اسکے لوگوں سے آپنے رخصتی کے کلمات کہے اور اپنے فراق کی تلخ تر خبر باشاراتِ واضحہ سب کو سنائی اور حکم دیا کہ جو احکام تم لوگوں نے مجھسے سُنے ہیں وہ اُن لوگوں کو پہونچا دینا جنھوں نے نہیں سُنے۔

خطبہ پڑھ کر آپ قربانی کے مقام پر آئے اور وہاں ترسیٹھ اونٹ آپنے اپنے ہاتھ سے قربانی کیے اس خاص عدد کے اختیار کرنے میں بھی اپنی عمر کے ختم ہونیکی طرف اشارہ فرمایا آپنے ترسیٹھ برس کی عمر میں وفات پائی تو گویا عمر کے ہر سال کی عوض میں ایک اونٹ قربانی فرمایا اور پھر حضرت علی مرتضیٰ کو حکم دیا کہ سینتیس اونٹ تم قربانی کردو تاکہ سو پورے ہو جائیں۔ اونٹوں کی یہ کیفیت تھی کہ پانچ پانچ چھ چھ اونٹ قربانی کے لیئے آپ کے قریب لائے جاتے تھے ایک اونٹ پر گرا پڑتا تھا اور ہر اونٹ یہی چاہتا تھا کہ پہلے میں مشرف کیا جاؤں۔ پھر آپنے حضرت علی مرتضیٰ کو حکم دیا کہ اونٹوں کی کھالیں اور اُنکی جھولیں مسکینوں کو تقسیم کردیں اور گوشت بنانے والوں کی اُجرت آپنے علیحدہ سے دلوائی جب قربانی سے آپ فارغ ہوگئے تو لوگوں سے یہ بھی فرمادیا کہ یہ نہ خیال کرنا کہ جس جگہ میں نے قربانی کی ہے وہاں کے سوا اور کہیں قربانی جائز نہیں بلکہ تمام منیٰ میں جہاں قربانی کرے درست ہے پھر آپنے سر منڈوانے کے واسطے حکم دیا حضرت معمر بن عبداللہ آئے اور استرہ لیکر کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اے معمر دیکھو اس وقت رسول اللہ نے تمھیں اپنے سر پر قبضہ دیا ہے اور تمھارے ہاتھ میں استرہ ہے مقصود یہ تھا کہ اس نعمت

کی قدردانی کرو اور خدا کا شکر بجا لاؤ انھوں نے عرض کیا کہ ہاں یہ اللہ کا فضل و احسان ہے آپنے فرمایا بیشک پھر آپنے حکم دیا کہ پہلے داہنی جانب کے بال مونڈو۔ داہنی جانب کے بال تو سب آپنے حضرت ابو طلحہ کو دیدیے اور بائیں جانب کے بالوں کی نسبت فرمایا کہ لوگوں کو تقسیم کردو تمام لوگوں کو ایک ایک بال یا دو دو بال پہونچے بالوں کی تقسیم میں بھی اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ اب جُدائی کا زمانہ قریب ہے اور وہ وقت اب کچھ دنوں کے بعد آنے والا ہے کہ جو آنکھیں ہمیشہ اُس جمال بمیثال سے منور رہتی تھیں اپنے محبوب کے دیدار کو ترس جائیں اور لوگ اس بات کی تمنا کرنے لگیں کہ کاش حضرت کی کوئی نشانی ہوتی اُسی کو دیکھ کے ہم اپنے دل کو سمجھاتے اسی وجہ سے حضرت نے اپنے موئے مُبارک لوگوں کو تقسیم فرمائے تاکہ آئندہ اُن عاشقان بیدل کی تسکین و طمانیت کا سبب اور رحمت و برکت کا باعث ہو۔ بعد اُس کے آپ نے ناخونوں کو بھی ترشوایا اور اُن کو بھی لوگوں میں تقسیم فرما۔

اب بھی بعض صاحب نصیب لوگوں کے پاس آپ کے موئے مبارک موجود ہیں اور اُن میں سے بعض بعض کی نسبت تو یقین ہو سکتا ہے کہ وہ بیشک وہی موئے اقدس ہیں جو کسی وقت حضرت کے جسم انور سے تعلق رکھتے تھے اس امر کا یقین حاصل کرنے کے لیے دو باتوں کی ضرورت ہے **اوّل** یہ کہ سند اُن بالوں کی بواسطہ ثقات کسی صحابی تک پہونچی ہوئی ہو۔ اور اسکے راویوں میں تمام وہ شرطیں موجود ہوں جو ایک حدیث کے راویوں میں ہونی چاہئیں۔ **دوسرے** یہ کہ کوئی صاحبدل اپنے وجدان سے اُن بالوں کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کریں مگر یہ دوسرا طریقہ صرف اُنھیں لوگوں کے لیے ہے جو اس مشرب عالی سے بہرہ ور ہوں۔

جو موئے مُبارک کسی خاندان میں زمانہ قدیم سے وراثتہً چلے آتے ہوں اور کوئی لکھی ہوئی سند اُنکے ساتھ نہ ہو ان کی نسبت اگرچہ یقین نہیں ہو سکتا لیکن اس خیال سے کہ شاید وہ ایسے ہی ہوں جیسے کہ بیان کیے جاتے ہیں ان کی تعظیم و محبت میں کمی نہ کرنی چاہیئے۔

واقعی مسلمان بڑے خوش قسمت ہیں جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کُنتُم خَیرَ اُمّۃٍ ہر طرح کی خیریت کے سامان اللہ جل شانہ نے اُنکے لیے مہیا کر دیے ہیں اُنکے پاس اُن کے نبی کی وہ وہ نشانیاں موجود ہیں جو آج کسی اُمت کو نصیب نہیں۔ سب سے بڑی نشانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو آپ کا ایک زندہ معجزہ ہے ہمارے پاس قرآن عظیم ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اس وقت تک باوجودیکہ تیرہ سو برس سے زائد ہو گئے اسی طرح بے کم و کاست بے تغیر و تبدل چلا آرہا ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ تاقیام قیامت ہمارے پاس رہے گا دوسری نشانی آپ کی ہمارے پاس آپکے احادیث ہیں احادیث کی حفاظت اور بہم رسانی میں بھی جو اہتمام ہمارے اگلوں نے کیا اُس کا دسواں حصہ بھی کسی اُمت کو نصیب نہیں ہوا۔ اسکے بعد اور نشانیاں بھی ہمارے پاس ہیں جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مجمع صفات سے تعلق رکھتی ہیں مثل مُوئے مبارک اور نقش نعلین اور نقش قدم شریف کے۔

وہ مسلمان کیسے خوش نصیب ہیں جن کے بابرکت گھر اِن موئے مبارک سے آباد ہیں وہ آنکھیں کس درجہ تعظیم کے قابل ہیں جنھوں نے اُس مقدس بالوں کی زیارت کی ہے اگلے زمانے میں دستور تھا کہ ان موئے مبارک کے ذریعہ سے اکثر بیماروں کی دوا کی جاتی تھی اور اُن کو شفا ہوتی تھی وہ لوگ اِن موئے مبارک کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ابن سیرین سے روایت ہے کہ اُنھوں نے حضرت عبیدہ سے (حضرت عبیدہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں مسلمان ہو چکے تھے لیکن ملاقات کی نوبت نہیں آئی) کہا کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مُوئے مبارک ہے ہم نے اُسے حضرت انسؓ کے پاس سے پایا ہے تو اُنھوں نے (نہایت حسرت سے) کہا کہ بیشک اگر میرے پاس حضرتؐ کا کوئی موئے مبارک ہوتا تو مجھے دنیا سے اور تمام اُن چیزوں سے جو دنیا میں ہیں زیادہ محبوب ہوتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیوں کا جو ذکر آیا تو ایک عجیب اور مقدس نشانی جو زمانۂ حال میں دستیاب ہوئی ہے اُس کا ذکر کیے بغیر جی نہیں مانتا۔ سلطان

عبدالمجید خاں خلیفہ ترکی کے عہد میں بعض عیسائی سیاحوں کو کسی سرزمین میں دو خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستیاب ہوئے ہرن کی جھلی پر لکھے ہوئے عبارت اُن خطوں کی صحیح بخاری کی روایت کردہ خط سے بالکل مطابق ہے اُن سیاحوں نے اُن خطوط مقدسہ کو خلیفہ کے یہاں نذر کیا اور خلیفہ نے اُن کو تبرکات کے خزانہ میں رکھ لیا اور ایک بیش بہا صلہ اُن سیاحوں کو عنایت کیا اُن خطوط مقدسہ کے فوٹو اکثر بلاد اسلامیہ میں باجازت سلطانی بھیجے گئے منجملہ اُن کے میرے بعض احباب کے پاس بھی اُن کے فوٹو آئے اور خدا کا شکر ہے کہ میں اُن کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ الغرض بالوں کی تقسیم کے بعد زوال سے پہلے آپ مکہ تشریف لائے اور طواف وداع کیا طواف کے بعد آپ نے آب زمزم کھڑے ہو کر پیا۔ یہ طواف آپ نے سوار ہو کر کیا تھا وجہ یہ تھی کہ ہجوم بہت زیادہ ہو گیا تھا اور یہ بھی مقصود تھا کہ تمام حاضرین آپ کے طواف کو دیکھیں اور آپکے جمال جہاں آرا سے اپنی آنکھیں روشن کریں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپکے پیر میں کچھ چوٹ آگئی تھی پھر آپنے ظہر کی نماز مکہ میں پڑھ کر منیٰ کی طرف مراجعت فرمائی اور رات کو وہیں رہے دوسرے دن نماز ظہر سے پہلے زوال کے بعد پیادہ پا تینوں جمروں کی رمی فرمائی۔ پہلے اُس کی جو مسجد خیف کے قریب ہے اور اس کی رمی کے بعد تھوڑی دُور آگے بڑھ کر آپ نے کھڑے ہو کر اتنی دیر تک دُعا کی جتنی دیر میں کوئی سورۂ بقرہ پڑھے پھر اُسکے بعد والی جمرہ کی رمی کی اور اس کی رمی کے بعد بھی داہنے ہاتھ کی طرف ہٹ کر اتنی ہی دیر تک آپ نے دعا کی پھر جمرۃ العقبہ کی رمی کی اور اس کی رمی کے بعد نہ آپ نے دُعا کی اور نہ واں توقف فرمایا۔

منیٰ میں آپ نے پورے دو رُوز قیام کیا یعنی گیارھویں اور بارھویں تاریخ کو اور ہر روز اسی طرح رمی کی اور تیرھویں تاریخ کو نماز ظہر کے بعد رمی کر کے آپ مکہ کیطرف روانہ ہوئے اثنائے راہ میں آپ مُحصّب میں اُترے اور ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشا کی نمازیں وہیں پڑھیں بعد اُس کے آپ تھوڑی دیر سُو رہے بعد اس کے آپ بیدار ہوئے اور کوچ کیا اور مکہ میں آکر رات ہی کو طواف وداع کیا۔ اس طواف میں رمل نہیں کیا۔

عائشہ صدیقہ نے اپنے چھوٹے ہوئے عمرے کی قضا بھی اسی شب میں کی۔ رات ختم نہ ہوئی تھی کہ عمرے سے فراغت ہوگئی پس آپ نے کوچ کا اعلان دیدیا اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے صبح کی نماز کعبہ مکرمہ کے سامنے پڑھ کر چلے گئے۔ پھر جب آپ مقام غدیر خم[عـه] میں پہونچے تو وہاں آپ نے کچھ دیر قیام فرمایا چونکہ آپ نے اس سال اپنی امت کے لیے آیندہ اور موجودہ اصلاح کے تمام مدارج طے کر دیے تھے اور جن جن مفاسد کا آگے چل کر آپ کو اندیشہ تھا اُن کا سدِّ باب کر دیا تھا آپ کو اپنی اُمت میں دُو باتوں کا زیادہ اندیشہ تھا ایک تو باہمی خوں ریزی کا دوسرے باہمی رنجش کا چنانچہ آپ نے ان دو باتوں کے متعلق حج کے خطبوں میں بہت بلیغ اور مؤثر نصیحت فرمائی اور اپنے خلفار کی اطاعت کا بھی حکم دیا۔ آپ کو یہ بھی بذریعہ وحی معلوم ہوا تھا کہ حضرت علی مرتضیٰ سے کچھ لوگ بغض وعداوت رکھیں گے اور اُن کو نہایت مظلومانہ حالت میں شہید کریں گے اور اُن کی عداوت کو اپنا جزو ایمان بنائیں گے جیسا کہ احادیث میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا کہ تمھاری ڈاڑھی تمھارے خون سے ایک دن رنگین ہوگی یہ بھی فرمایا تھا کہ کچھ لوگ تم سے بغض و عداوت رکھیں گے جس طرح یہود عیسیٰ سے بغض رکھتے ہیں اور ان کی والدہ پر بہتان لگاتے ہیں چنانچہ ایسا ہی واقعہ بھی ہوا۔ فرقۂ خوارج نے جو کچھ کیا وہ تواریخ و سیر کی کتابوں میں مذکور ہے المختصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فساد عظیم کی اصلاح کے لیے مقام غدیر خم میں ایک خطبہ پڑھا اس میں اپنے اہل بیت سے محبت رکھنے کا لوگوں کو حکم دیا بعد ازاں حضرت علی مرتضیٰ کی محبت کو مثل اپنی محبت کے لازم و واجب کر دیا الفاظ اُس حدیث کے یہ ہیں :۔ اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولیٰ بالمومنین من انفسھم قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون انی اولیٰ بکل مؤمن من نفسہ قالوا بلیٰ فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال ھنیا یا ابن ابی طالب

عـه یہ واقعہ شرح سفر السعادۃ میں نہیں ہے ۱۲ عـه غدیر خم ایک چشمہ کا نام ہے مقام جحفہ سے تین میل کے واقع ہے ۱۲

اصبحت وامسیت مولیٰ کل مومن ومنۃ رواہ احمد (مشکوٰۃ) ترجمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ میں مومنوں کا اُن کی جان سے بھی زیادہ دوست ہوں سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں (ہم جانتے ہیں) آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کا اُس جان سے زیادہ دوست ہوں سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں ہم جانتے جانتے ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ اے اللہ میں جس کا مولیٰ (یعنی محبوب) ہوں علی بھی اُس کے مولیٰ یعنے محبوب ہیں اے اللہ تو اُس شخص سے محبت کر جو علی سے محبت کرے اور اُس شخص سے عداوت رکھ جو علی سے عداوت رکھے بعد اس کے حضرت عمرؓ حضرت علیؓ سے ملے اور اُن سے کہا کہ مُبارک ہو اے ابن ابی طالب تم ہمیشہ کے لیے ہر مومن ومومنہ کے مولیٰ (یعنے محبوب) ہو گئے۔ اسی طرح اور بھی بعض اصحاب نے حضرت علی مرتضیٰ کو اس فضیلتؔ کی مُبارکبادی دی۔

---

ؔ حضرات شیعہ اس حدیث سے حضرت علی مرتضیٰ کی خلافت بلافصل ثابت کرتے ہیں اور اُنکا خیال ہے کہ اس حدیث سے انکا دعویٰ بہت اچھی طرح ثابت ہوتا ہے۔ اس کا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ بیشک یہ حدیث ہماری کتابوں میں ہے مگر چونکہ اصول عقائد میں فریقین کے یہ امر طے ہو چکا ہے کہ وہ عقائد جن پر نجات آخرت موقوف ہے خبر واحد سے ثابت نہیں ہو سکتے بلکہ وہ یا تو قرآن سے ثابت ہونگے یا کسی حدیث متواتر سے سو قرآن سے خلافت بلافصل کا ثابت کرنا تو اُن حضرات کے حوصلے اور ہمت سے باہر ہے اگرچہ اُنکے علماء نے بہت کوشش کی اور اپنی قابلیت اور ذہانت کے بہت کچھ جوہر دکھائے لیکن اس مسئلہ کو قرآن سے ایک خفیف سا تعلق بھی نہیں دے سکے مجبور ہو کر قدمائے شیعہ کو تحریف قرآن کا مسئلہ ایجاد کرنا پڑا صدہا روایتیں ائمہ اہلبیت سے اس مضمون کی بنائی گئیں کہ اس قرآن میں بہت کچھ تحریف ہو گئی ہے مسئلہ امامت وخلافت بلافصل قرآن میں مذکور تھا مگر دشمنان اہلبیت نے نکال ڈالا قرآن کی تحریف کا مسئلہ اور اُسکے متعلق ائمہ اہلبیت کی روایتیں اصول کافی اور احتجاج طبرسی اور تفسیر علی بن ابراہیم قمی وغیرہ میں بکثرت موجود ہیں جن میں سے کچھ مُشتے نمونہ از خروارے میں نے انتصار الاسلام رد استقصاء الافحام میں نقل کی ہیں۔ (باقی آیندہ صفحہ پر)

حضرت علیؓ کے فضائل کا خطبہ پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے وہاں سے روانہ ہو گئے جب مدینہ قریب آگیا تو آپ نے تین بار تکبیر کہی اور فرمایا لا الہ الا ھو وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر

(بقیہ صفحہ ۱۱۸) المختصر جب قرآن سے اس مسئلہ کو کوئی تعلق نہو سکا تو اس میں تحریف کے قائل ہوے جب تحریف کی شناعت پر اُن کو اطلاع ہوئی تو متاخرین نے تحریف معنوی سے کام لیا مگر باطل کو حق بنانا اور حق کو باطل بنانا کس کے امکان میں ہے اس تحریف معنوی سے بھی کچھ سود نہوا بالآخر حدیثوں کی طرف جھکے لیکن خدا کی قدرت کوئی حدیث بھی اُنکو اپنے مدعا کے موافق کتب اہل سنت میں نہ ملی۔

اب یہی حدیث غدیر خم ہے اسکی مختصر حالت میں بیان کرتا ہوں اسی پر تمام اُن احادیث کو قیاس کرنا چاہیئے جو شیعی اصحاب اہل سنت کی کتابوں سے خلافت بلافصل مرتضوی کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔

**اوّل** تو اس حدیث کی صحت میں بڑا اختلاف ہے بڑے بڑے اکابر محدثین نے جن پر فن حدیث کا دارومدار ہے اس حدیث کی تضعیف کی ہے چنانچہ علامہ ابن تیمیہ منہاج السنۃ میں فرماتے ہیں اما قولہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلیس فی الصحاح ولکن ھو مما رواہ العلماء وتنازع الناس فی صحتہ فنقل عن البخاری وابراھیم الحربی وطائفۃ من اھل العلم بالحدیث انھم طعنوا فیہ وضعفوہ قال ابو محمد بن حزم واما من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلا یصح من طریق الثقات۔

**ترجمہ** لیکن اسکا قول من کنت مولاہ تو یہ صحیح حدیثوں میں نہیں ہے بلکہ یہ اُس قبیلہ سے ہے کہ اسکو علماء نے روایت کیا ہے اور لوگوں نے اسکی صحت میں اختلاف کیا ہے۔ بخاری سے اور ابراہیم حربی سے اور علمائے حدیث کے ایک گروہ سے منقول ہے کہ انھوں نے اسمیں جرح کی ہے اور اس کو ضعیف کہا ہے۔ ابو محمد بن حزم کہتے ہیں کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ معتبر راویوں کے ذریعہ سے ثابت نہیں ہے صحاح ستہ میں سے صرف ترمذی ابن ماجہ میں یہ حدیث ہے بخاری مسلم میں کہیں اسکا پتہ نہیں تو ترمذی نے بھی اسکا صحیح نہونا ظاہر کر دیا ہے انھوں نے لکھ دیا ہے کہ حدیث حسن ہے الغرض جب اس حدیث کی صحت میں اتنا بڑا اختلاف ہے اور امام بخاری جیسے محدث اسکے ضعیف کہنے والے ہیں تو اس سے اعتقادیات کا وہ مسئلہ جسپر نجات موقوف ہے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا ہاں فضائل میں اس قسم کی حدیث لے لی جاتی ہے چنانچہ علمائے اہلسنت نے جہاں کہیں اس حدیث کو ذکر کیا ہے حضرت علی مرتضیٰ کے فضائل میں ذکر کیا ہی اصول حدیث میں یہ بات (باقی صفحہ ۱۲۰ پر)

ائبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ عــہ بعد اس کے آپ نہایت خیر و خوبی کے ساتھ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور اُس شہر مقدس کو اپنے جمال جہاں آرا سے پھر منور فرمایا حرم سے

(بقیہ صفحہ ۱۱۹) ثابت ہو چکی ہے کہ فضائل میں ضعیف حدیث بھی قبول کر لی جاتی ہے اور جس طرح احکام کے استخراج میں حدیث کی جانچ کی جاتی ہے فضائل میں اسکا کچھ لحاظ نہیں ہوتا۔

**دوسرے** اگر ہم اس حدیث کے صحت و ضعف سے بھی آنکھ بند کرلیں اور اُس قاعدہ مُسلمہ (کہ اخبار احاد گو وہ صحیح بھی ہوں عقائد میں مقبول نہیں ہوتے) کی بھی پروا نہ کریں تب بھی اس حدیث سے حضرات شیعہ کا مطلب ثابت ہونا ایک امر محال ہے اس اخیر زمانے میں مولوی حامد حسین صاحب نے (جو بزعم حضرات شیعہ علمائے سابقین سے بھی سبقت لے گئے تھے) اس حدیث سے خلافت بلافصل ثابت کرنیکی بہت کوشش کی ہے اور چار ضخیم جلدوں میں اس حدیث کی بحث لکھی ہے اُنکا اور نیز تمام علمائے شیعہ کے استدلال کا دارومدار لفظ مولیٰ پر ہے وہ کہتے ہیں کہ یہاں مولیٰ سے محبوب مراد نہیں بلکہ حاکم مراد ہے اُنکے نزدیک مطلب اس حدیث کا یہ ہوا کہ جس کا میں حاکم ہوں علی بھی اُسکے حاکم ہیں مگر افسوس ہے کہ علمائے شیعہ اس کی کچھ وجہ نہیں بیان کرتے کہ جب مولیٰ بمعنی محبوب اور ناصر کے لغت میں وارد ہو چکا ہے تو وہ معنی کیوں نہ مراد لئے جائیں اور دوسرے معنی کیوں مراد لئے جائیں کوئی وجہ ترجیح اُن کو بیان کرنی لازم تھی خیر اس سے بھی درگذر کیجئے مولیٰ کے معنی حاکم کے کسی لغت میں وارد نہیں ہوئے اگر کسی لغت میں مولیٰ بمعنی حاکم لکھا ہو تو گو حضرات شیعہ وجہ ترجیح نہ بیان کرسکیں تب بھی ہم تسلیم کرلیں گے کہ اس حدیث میں خواہ مخواہ یہی معنی یاد ہیں مگر افسوس کہ حضرات شیعہ قیامت تک اس بات کو ثابت نہیں کرسکتے کہ لغت عرب میں مولیٰ بمعنی حاکم مستعمل ہے۔ مولوی حامد حسین صاحب و نیز علمائے متقدمین شیعہ نے اس بات کی بہت کوشش کی کہ کسی طرح مولیٰ کو (باقی صفحہ ۱۲۱ پر)

عــہ ترجمہ اس دعا کا یہ ہے کوئی معبود سوا اللہ کے نہیں وہ ایک ہے کوئی اُسکا شریک نہیں اسی کی ہے بادشاہت اور اُسی کے لیے ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم (حج کر کے) توبہ کرتے ہوئے عبادت کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے اپنے پروردگار کی تعریف کرتے ہوئے لوٹ رہے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور (کفار کی) جماعت کو اسی ایک نے بھگا دیا۔ ۱۲

ہجرت کا گیارھواں سال شروع ہوا اور صفر کی اٹھائیسویں تاریخ کو درد سر اور بخار میں آپ مبتلا ہو گئے اور یکشنبہ کے دن مرض میں شدت ہو گئی اور دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت بارھویں ربیع الاول کو آپ نے دنیا سے رحلت فرمائی اور رفیق اعلےٰ جلّ مجدہ کے جوار عزت میں سکونت اختیار کی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اگرچہ سرور عالم صلّے اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات کے بھی اپنی امت مرحومہ کے خیال اور خیر خواہی کو نہیں چھوڑا مگر جو فیوض و برکات کہ حضرت کی موجودگی میں اس

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۰) حاکم کے معنی میں ثابت کر دیں چنانچہ انھوں نے یہ دعوی کیا کہ مولی بمعنی اولی بھی آتا ہے اور (محض بے دلیل) یہاں اولی سے اولی بالتصرف یا اولی بالحکومت مراد ہے مگر جو عبارتیں انھوں نے اس دعوی کے ثبوت میں نقل کیں اُن سے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ مولی بمعنی مکان اولی کے بعض علما کے نزدیک مستعمل ہوتا ہے پس اب اگر یہ معنی اس حدیث میں مان لیئے جائیں اور اولی سے اولی بالتصرف مراد لیا جائے تو معنی حدیث کے یہ ہو جائینگے کہ میں جسکے تصرف کا محل یعنے محکوم بننے کیلئے اولی ہوں علی بھی اسکے محکوم بننے کیلئے اولی ہیں دیکھیے حدیث کے معنی کیسے لٹے ہو گئے رسولؐ اور علیؓ کو بجائے حاکم کے محکوم ہونیکے لائق بنا دیا اگر خلافت بلا فصل کا یہی مطلب ہے تو حضرات شیعہ کو مبارک رہے وہ خوشی سے اس کفر کو اپنا جزو ایمان بنائیں غرضکہ نہ حدیث اپنی سند کے اعتبار سے اس قابل ہے کہ کوئی مسئلہ اعتقادیات کا اُس سے ثابت کیا جائے نہ کہ حدیث خلافت مرتضوی پر دلالت کرتی ہے چہ جائیکہ بفصل و بلا فصل۔ یہ مقام اس مبحث کے مناسب نہ تھا لیکن بات میں بات نکل ہی آتی ہے حدیث غدیر خم کا چونکہ ذکر آ گیا اسلیے ہمنے کچھ اسکے مباحث بھی بیان کر دیئے اگرچہ جو کچھ ہمنے لکھا ہے وہ بہت مختصر ہے زیادہ تفصیل اس حدیث کے متعلق اگر کوئی دیکھنا چاہے تو وہ نصیحۃ الشیعہ کی تیسری جلد کو دیکھے جسکے مصنف مرحوم نے حق سبحانہ تعالیٰ کی تائید سے ہمیشہ کیلئے اس مبحث کا خاتمہ کر دیا فجزاہ اللہ خیر الجزاء ۱۲۔ ؎ ترجمہ اس دعا کا یہ ہے کوئی معبود سوا اللہ کے نہیں وہ ایک ہے کوئی اُس کا شریک نہیں اسی کی ہے بادشاہت اور اُسی کیلئے ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم (حج کر کے) توبہ کرتے ہوئے عبادت کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے اپنے پروردگار کی تعریف کرتے ہوئے لوٹ رہے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور (کفار کی) جماعت کو اسی ایک نے بھگا دیا۔ ۱۲

؎ بعض لوگوں کا قول ہے کہ صبح کے وقت آپ کی وفات ہوئی ۱۲ (جذب القلوب)

عالم پر نازل ہو رہے تھے اب وہ کہاں درحقیقت مسلمانوں کے لئے اس سے زیادہ مصیبت اور کیا ہو سکتی ہے۔

| | |
|---|---|
| اِصْبِرْ لِكُلِّ مُصِيبَةٍ وَتَجَلَّدِ [عہ] | وَاعْلَمْ بِاَنَّ الْمَرْءَ غَيْرُ مُخَلَّدِ |
| وَاِذَا ذَكَرْتَ مُصِيبَةً تَسْلُوا بِهَا | فَاذْكُرْ مُصَابَكَ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدِ |

حجۃ الوداع کے حالات و واقعات ختم ہو گئے خدا کی عنایت سے حج و زیارت کے مسائل عمدہ بسط و تفصیل سے بیان ہو چکے اب میں اپنے التزام کے موافق چالیس حدیثیں حج کے بیان میں نقل کرتا ہوں اور اس کے بعد حسب دستور چالیس آثار حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے نقل کرونگا۔ وبہ نستعین۔

---

عہ ترجمہ:- ہر مصیبت پر صبر کرو اور دل کو سخت کر لو۔ اور یقین کر لو کہ آدمی ہمیشہ زندہ نہیں رہتا اور جب تم کسی ایسی مصیبت کو یاد کرو جس سے تم بیقرار ہو جاؤ۔ تو تم اپنی اس مصیبت کو خیال کرو جو محمد نبی (صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات) سے تمھیں پہونچی ۱۲

حامداً و مصلیاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# چہل حدیث حج

(۱) عن ابی ھریرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ (البخاری)

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کیلئے حج کرے پھر نہ رفث کرے نہ گناہ کی بات تو وہ (حج کرکے) مثل اس دن کے لوٹے گا جس دن اسکو اسکی ماں نے جنا۔

(۲) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینھما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ (متفق علیہ)

۲ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور (یعنی جسمیں کوئی خلاف بات نہ کی جائے) کی جزا سوائے جنت کے کچھ نہیں ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عمرۃ فی رمضان تعدل حجۃ (متفق علیہ)

۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ حج کی برابری کرتا ہے۔

(۴) عن ابی ھریرۃ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایھا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا فقال رجل اکل عام یا رسول اللہ فسکت حتی قالھا ثلثا فقال لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم ثم قال ذرونی ما ترکتکم فانما

۴ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) ہمسے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! تمپر حج فرض کردیا گیا لہذا تم حج کرو ایک شخص نے عرض کیا۔ کیا ہر سال یارسول اللہ (حج فرض ہے) تو آپ چپ ہو گئے یہانتک کہ اسنے تین مرتبہ کہا آپنے فرمایا اگر ہمیں کہدیتا کہ ہاں (ہر سال) تو تمپر فرض ہوجاتا اور پھر تم ہرگز نکرسکتے بعد اسکے آپنے فرمایا کہ تم مجھ سے

هلاک من کان قبلکم بکثرۃ سؤالهم
واختلافهم علی انبیائهم فاذا امرتکم
بشئ فاتوا منه ما استطعتم واذا نهیتکم
عن شئ فدعوہ (رواہ مسلم)

(۵) عن ابی هریرۃ قال سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم یقول وفد الله ثلثة
الغازی والحاج والمعتمر (النسائی)

(۶) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم اذا لقیت الحاج فسلم علیه وصافحه
ومرہ ان یستغفر لک قبل ان یدخل
بیته فانه مغفور له (مسند احمد)

(۷) عن ابی امامة قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم من لم یمنعه من
الحج حاجة ظاهرۃ اوسلطان جائر او
مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء
یهودیا وان شاء نصرانیا (الدارمی)

(۸) عن ابی هریرۃ قال قال رسول الله
صلعم من خرج حاجا او معتمرا او غازیا
ثم مات فی طریقه کتب الله له اجر الغازی
والحاج والمعتمر رواہ البیهقی (مشکوۃ)

(۹) عن ابن عباس قال ان النبی صلی
الله علیه وسلم وقت لاهل المدینة
ذوالحلیفة ولاهل الشام الجحفة ولاهل

پوچھ پانچھ نکرو جبتک میں تمسے کچھ نہ کہوں اسلئے کہ جو لوگ تمسے پہلے تھے
وہ اپنے زیادہ پوچھ پانچھ اور اپنے پیغمبروں سے اختلاف کرنیکی وجہ سے
ہلاک ہوے پس میں تمکو جس بات کا حکم دوں تم اپنی طاقت کے موافق
اسکو بجا لاؤ اور جب میں تم کو کسی بات سے منع کر دوں تو تم اسکو چھوڑ دو

(۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
کو یہ فرماتے ہوے سنا ہے کہ خدا کے ایلچی تین قسم کے لوگ ہیں
جہاد کرنیوالے حج کرنیوالے عمرہ کرنے والے۔

(۶) حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب تم کسی حاجی سے ملو تو اسکو سلام کرو اور اس سے
مصافحہ کرو اور اس سے کہو کہ وہ تمھارے لیے استغفار کرے قبل اس
کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔

(۷) حضرت ابو امامہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس شخص کو حج کرنے سے کوئی کھلی ہوئی ضرورت یا کوئی
بادشاہ ظالم یا کوئی مرض شدید نہ روکے اور وہ بغیر
حج کیے مرجائے تو اسکے حق میں یکساں ہے، چاہے یہودی
مرجائے چاہے نصرانی مرجائے۔

(۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو شخص حج کرنے کیلئے یا عمرہ کرنے کیلئے یا جہاد کرنے کیلئے
(اپنے گھر سے) نکلے پھر راستے میں مرجائے تو اسکے لیے غازی اور
حاجی اور عمرہ کرنیوالے کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔

(۹) حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ
والوں کے لیے ذوالحلیفہ اور شام والوں کیلئے جحفہ کو اور نجد
والوں کیلئے قرن المنازل کو میقات مقرر فرمایا ہے یہ مقامات

نجد قرن المنازل ھن لھن ولمن اتی علیھن من غیرھن ممن اراد الحج والعمرۃ ومن کان دون ذلك فمن حیث انشأ حتی اھل مکۃ من مکۃ (البخاری)

(۱۰) عن عائشۃ انھا قالت یا رسول اللہ اعتمرتم ولم اعتمر قال یا عبد الرحمن اذھب باختك فاعمرھا من التنعیم علی ناقۃ فاعتمرت (البخاری)

(۱۱) عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیحجن البیت ولیعتمرن بعد خروج یاجوج وماجوج (البخاری)

(۱۲) عن عبد اللہ بن عمران رجلا قال یا رسول اللہ ما یلبس المحرم من الثیاب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یلبس القمیص ولا العمائم ولا السراویلات ولا البرانس ولا الخفاف الا احد لا یجد النعلین فلیلبس خفین ولیقطعھما اسفل من الکعبین ولا تلبسوا من الثیاب شیأ مسہ زعفران او ورس (البخاری)

(۱۳) عن عائشۃ قالت کنت اطیب رسول اللہ

ان لوگوں کی بھی میقات ہیں اور جو شخص کسی اور جگہ کا رہنے والا حج یا عمرہ کے ارادہ سے ان پر ہو کے گذرے اسکی بھی (یہی میقات ہیں) اور جو شخص ان مقامات کے اس پار کا رہنے والا ہو وہ جہاں سے احرام باندھ لے (وہی میقات ہے) یہانتک کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھ لیں۔

حضرت[۱۰] عائشہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ لوگوں نے عمرہ کر لیا اور میں نے عمرہ نہیں کیا آپنے فرمایا کہ اے عبد الرحمن اپنی بہن کو لیجاؤ تو انھوں نے حضرت عائشہ کو اونٹ پر سوار کر کے مقام تنعیم سے عمرہ کرا دیا اور انھوں نے عمرہ کر لیا۔

حضرت[۱۱] ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کعبہ کا حج وعمرہ یاجوج ماجوج کے خروج کے بعد بھی ہوگا۔

حضرت[۱۲] عبد اللہ بن عمر سے روایت ہو کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ محرم کس قسم کے کپڑے پہنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قمیص نہ پہنے اور نہ عمامہ نہ پائجامہ نہ باران کوٹ اور نہ موزے لیکن اگر کوئی شخص نعلین نہ پائے تو وہ موزے پہن لے اور ان کو ٹخنوں کے نیچے کاٹ دے اور (اے لوگو!) تم اس قسم کے کپڑے نہ پہنو جن میں زعفران یا ورس (ایک خوشبو دار گھاس) لگا ہو۔

حضرت[۱۳] عائشہ کہتی ہیں کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خوشبو

ف یہ حکم حج کرنیوالے کا ہی عمرہ کرنیوالے کیلئے اگر وہ میقات سے اس پار کا رہنے والا ہو یہ حکم ہو کہ وہ حرم سے باہر آکر احرام باندھے جیسا کہ اسکے بعد کی حدیث سے ظاہر ہو کہ حضرت عائشہ نے مقام تنعیم سے جو حرم سے باہر ہی عمرہ کا احرام باندھا ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم لاحرامہ حین یحرم ولحلہ قبل ان یطوف (البخاری)

(۱۴) عن ابن عباس ان اسامۃ کان ردف النبی صلی اللہ علیہ وسلم من عرفۃ الی المزدلفۃ ثم اردف الفضل من المزدلفۃ الی منی قال فکلاھما قال لم یزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبی حتی رمی جمرۃ العقبۃ (البخاری)

(۱۵) عن عبد اللہ بن عمر ان تلبیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لک لا شریک لک (البخاری)

(۱۶) عن سالم عن ابیہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین یقدم مکۃ اذا استلم الرکن الاسود اول ما یطوف یخب ثلثۃ اطواف من السبع (البخاری)

(۱۷) عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا طاف بالبیت الطواف الاول یخب ثلثۃ اطواف ویمشی اربعۃ وانہ کان یسعی بطن المسیل اذا طاف بین الصفا والمروۃ (البخاری)

(۱۸) عن ابن عمر یقول قدم النبی

لگا دیا کرتی تھی جب آپ احرام باندھتے تھے اور احرام سے باہر ہونیکے وقت بھی قبل اسکے کہ آپ طواف (زیارت) کریں

(۱۴) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عرفہ سے مزدلفہ تک اسامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے بعد اسکے آپ نے مزدلفہ سے منی تک فضل کو ردیف کرلیا تھا یہ دونوں بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم برابر تلبیہ کہتے رہے یہانتک کہ آپ نے جمرۃ العقبہ کی رمی کی۔

(۱۵) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ اِن عبارت سے ہوتا تھا ترجمہ اے اللہ بار بار تیرے دروازے پر حاضر ہوں تیرے پکارنے کا جواب دیتا ہوں کوئی تیرا شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک ہر طرح کی حمد اور احسان تیرے ہی لیے ہے اور بادشاہی تیری ہی ہے کوئی تیرا شریک نہیں۔

(۱۶) سالم اپنے والد (ابن عمرؓ) سے راوی ہیں وہ کہتے تھے کہ میں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جو وقت آپ مکہ آتے تھے کہ جب آپ حجر اسود کا استلام کر چکتے تو سب سے پہلے منجملہ سات شوطوں کے تین شوطوں میں رمل کرتے تھے۔

(۱۷) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ کا پہلا طواف کرتے تو تین شوطوں میں رمل کرتے تھے اور چار میں مشی کرتے تھے اور جب صفا مروہ کے درمیان میں طواف کرتے تو بطن مسیل میں سعی کرتے تھے

(۱۸) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف

ف معلوم ہوا کہ احرام باندھتے وقت اگر خوشبو لگائی جائے تو کچھ حرج نہیں گو اسکا اثر بعد احرام کبھی باقی رہے ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم فطاف بالبیت سبعا و
صلی خلف المقام رکعتین ثم خرج الی الصفا و
قد قال اللہ عز وجل لقد کان لکم فی رسول
اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسوۃ حسنۃ

(۱۹) عن ام سلمۃ قالت شکوت الی رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی اشتکی فقال
طوفی من وراء الناس وانت راکبۃ فطفت
ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
تصلی الی جنب البیت وھو یقراء بالطور
وکتاب مسطور (البخاری)

(۲۰) عن ابن عمر قال استاذن العباس بن
عبد المطلب من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ان یبیت بمکۃ لیالی منی من اجل سقایتہ
فاذن لہ (البخاری)

(۲۱) عن یعلے بن امیۃ قال ان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم طاف بالبیت مضطبعا
ببرد اخضر (الترمذی وابو داود)

(۲۲) عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال نحرت ھھنا ومنی کلھا
منحر فانحروا فی رحالکم ووقفت ھھنا و
عرفۃ کلھا موقف ووقفت ھھنا
والجمع کلھا موقف (مسلم)

لائے اور آپنے کعبہ کے سات طواف کیئے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو
رکعت نماز پڑھی بعد اسکے صفا کی طرف تشریف لے گئے اور
بیشک اللہ عز وجل نے فرمایا ہو کہ تم لوگوں کیلئے رسول خدا
کے (افعال) میں ایک عمدہ اقتدا ہے۔

۱۹ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے
عرض کیا کہ میں بیمار ہوں (طواف کس طرح کروں۔ آپنے فرمایا
کہ تم سوار ہو کر آدمیوں کے پیچھے طواف کرو چنانچہ میں نے
(سوار ہو کر) طواف کیا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
کعبہ کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ (نماز میں اسوقت)
والطور وکتاب مسطور پڑھ رہے تھے۔

۲۰ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ عباس بن عبد المطلب نے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی اجازت
طلب کی کہ پانی پلانے کیلئے منیٰ کے زمانے میں مکہ میں
رہیں تو آپنے انھیں اجازت دیدی۔ عہ

۲۱ حضرت یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک سبز چادر سے اضطباع کر کے کعبہ کا
طواف کیا۔

۲۲ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ میں نے اس مقام پر قربانی کرلی ہے اور منیٰ کا کل میدان
قربانی کی جگہ ہے پس تم اپنے اپنے قیامگاہ میں قربانی
کرلو اور میں نے (عرفات میں) اس جگہ وقوف کیا اور عرفات
کا کل جنگل موقف ہے اور میں نے (مزدلفہ میں) اس
جگہ وقوف کیا اور مزدلفہ کا کل میدان موقف ہے۔

عہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی ایسی شدید ضرورت پیش آجائے تو منی میں نہ رہنا کچھ حرج نہیں ۱۲

(۲۳) عن جابر قال رمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمرۃ یوم النحر ضحی واما بعد ذلک فاذا زالت الشمس (متفق علیہ)

(۲۴) عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلق راسہ فی حجۃ الوداع واناس من صحابہ وقصر بعضہم (متفق علیہ)

(۲۵) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس علی النساء الحلق انما علی النساء القصر (ابوداود والدارمی)

(۲۶) عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقف فی حجۃ الوداع بمنی للناس یسألونہ فجاءہ رجل فقال لم اشعر فحلقت قبل ان اذبح فقال اذبح ولا حرج فجاء اٰخر فقال لم اشعر فنحرت قبل ان ارمی فقال ارم ولا حرج فما سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن شئ قدم ولا اخر الا قال افعل ولا حرج۔

(متفق علیہ)

(۲۷) عن ابن عباس قال کان الناس

۲۳ حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی والے دن تو جمرہ کی رمی چاشت کے وقت کی تھی اور لیکن بعد اسکے (جب آفتاب ڈھل جاتا تھا اسوقت رمی فرماتے تھے)۔

۲۴ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے بعض صحابہ نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈوایا تھا اور آپکے بعض صحابہ نے بال کتروائے تھے عہ۔

۲۵ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں پر سر منڈوانا واجب نہیں بلکہ عورتوں پر صرف بالوں کا کتروانا واجب ہے۔

۲۶ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں منی کے مقام پر لوگوں کے سامنے ٹھہر گئے لوگ آپ سے مسائل پوچھتے تھے ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے نادانستگی میں قبل قربانی کرنیکے سر منڈوا لیا آپنے فرمایا اب قربانی کرلے اور کچھ حرج نہیں ایک اور شخص آیا اور اسنے کہا کہ میں نے نادانستگی میں قبل رمی کرنیکے قربانی کرلی ہے آپنے فرمایا اب رمی کرلے اور کچھ حرج نہیں غرض (اس دن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جس چیز کی بابت پوچھا گیا خواہ وہ مقدم کردی گئی یا مؤخر کردی گئی آپ نے یہی فرمایا کہ اب کرلے اور کچھ حرج عہ نہیں۔

۲۷ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ لوگ ہر حالت میں لوٹ

عہ معلوم ہوا کہ سر منڈوانا اور کتروانا دونوں سنت ہیں کتروانے کی حد یہ ہے کہ کم از کم چار انگل بال کتروائے ۱۲۔ عہ حنفیہ کے نزدیک حرج نہونیکا مطلب یہ ہے کہ حج میں فساد نہ آئیگا نہ یہ کہ جنایت نہو گی اور جرمانہ دینی پڑیگی جنایت ضرور ہو گی اور اسکی جزا دینی پڑیگی کیونکہ ان اعمال میں ترتیب واجب ہے اور ترک واجب سے جزا لازم ہوگی جیسا کہ تفصیل اسکی اوپر بیان ہو چکی ۱۲۔

فيصرفون في كل وجه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينفرن احد كم حتى يكون اخر عهده بالبيت الا انه خفف عن الحائض (متفق عليه)

آیا کرتے تھے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص نہ لوٹے یہانتک کہ وہ آخری زیارت کعبہ کی کرے مگر حیض والی عورت کے یہ معاف ہے۔

(۲۸) عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم تزوج میمونة وهو محرم (متفق علیه)

[۲۸] حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت احرام حضرت میمونہ سے نکاح کیا۔

(۲۹) عن ام الحصين قالت رايت اسامة وبلالا واحدهما اخذ بخطام ناقة رسول الله صلى الله عليه وسلم والاخر رافع ثوبه يستره من الحر حتى رمى جمرة العقبة (مسلم)

[۲۹] حضرت ام حصین کہتی ہیں کہ میں نے اُسامہ اور بلال کو دیکھا ان دونوں میں سے ایک رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے اور دوسرا اپنا کپڑا تانے ہوئے آپ پر دھوپ سے سایہ کررہا تھا یہانتک کہ آپنے جمرۃ العقبہ کی رمی کرلی۔

(۳۰) عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لحم الصيد لكم في الاحرام حلال مالم تصيدوه او يصاد لكم (الترمذی)

[۳۰] حضرت جابر سے روایت ہو کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شکار کا گوشت تمھارے لیے حالت احرام میں جائز ہو تاوقتیکہ تم اس کو شکار نہ کرو یا تمھارے لیے شکار نہ کیا جائے۔

(۳۱) عن ابن عباس قال قد احصر رسول الله صلى الله عليه وسلم فحلق راسه وجامع نساءه ونحر هديه حتى اعتمر عاما قابلا (البخاری)

[۳۱] حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم محصر ہوگئے تو آپنے اپنا سر منڈوا ڈالا اور اپنی بی بیوں سے ہمبستری فرمائی اور اپنی ہدی کی قربانی کری یہانتک کہ سال آیندہ میں آپ نے عمرہ کیا۔

(۳۲) عن ابن عمر مرفوعا من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی (رواه فی شعب الایمان) مشکوٰة

[۳۲] حضرت ابن عمر سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص حج کرے اور بعد میری موت کے میری قبر کی زیارت کرے وہ مثل اسکے ہوگا جو میری زندگی میں میری زیارت کرے۔

(۳۳) عن جابر قال دخل النبی صلی الله علیه وسلم مكة حين افتتحها وعليه عمامة سوداء بغير احرام (الدارمی)

[۳۳] حضرت جابر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بغیر احرام کے مکہ میں تشریف لیگئے جب آپنے اسکو فتح کیا اور آپ کے سر پر (اُس وقت) ایک سیاہ عمامہ تھا۔

(۴۳) عن ابی شریح العدوی انہ قال لعمرو بن سعید وھو یبعث البعوث الی مکۃ ائذن لی ایھا الامیر احدثک قولا قام بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغد من یوم الفتح سمعتہ اذنای ووعاہ قلبی وابصرتہ عینای حین تکلم بہ انہ حمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان مکۃ حرمھا اللہ ولم یحرمھا الناس ولا یحل لامرء یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یسفک بھا دما ولا یعضد بھا شجرۃ فان احد ترخص لقتال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولوا ان اللہ اذن لرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یاذن لکم وانی اذن لی فیھا ساعۃ من نھار وقد عاد حرمتھا الیوم کحرمتھا بالامس ولیبلغ الشاھد الغائب فقیل لابی شریح ما قال لک عمرو بن سعد قال انا اعلم منک بذلک یا ابا شریح ان الحرم لا یعیذ عاصیا ولا فارا بدم ولا فارا بخربۃ (البخاری)

حضرت ابو شریح عدوی[۴۳] سے روایت ہے کہ انھوں نے عمرو بن[۵] سعید سے کہا اور وہ مکہ کیطرف لشکر کشی کر رہا تھا کہ اے امیر مجھے اجازت دو تو میں تجھسے ایک ایسی بات بیان کر دوں جو یوم فتح کے دوسرے دن رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کے بیان فرمائی تھی میرے دونوں کانوں نے اسکو سنا ہے اور میرے دل نے اسکو یاد رکھا ہے اور میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں جب آپ وہ بات بیان کر رہے تھے پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی بعد اسکے فرمایا کہ مکہ (میں جدال قتال) کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو آدمیوں نے حرام نہیں کیا اور کسی ایسے شخص کو جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہیں کہ وہاں خونریزی کرے یا وہاں درخت کاٹے پس اگر کوئی شخص رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ کے سبب سے (اس کو) جائز کہے تو تم کہدینا کہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس کی اجازت دیدی تھی) و تم کو اجازت نہیں دی اور میرے لئے بھی دن میں صرف تھوڑی دیر کی اجازت دی تھی اور آج اسکی حرمت ویسی ہی ہو گئی جیسی اسکی حرمت کل تھی اور حاضر کو چاہیئے کہ غائب کو یہ خبر پہونچا دے۔ حضرت ابو شریح سے پوچھا گیا کہ عمرو بن سعید نے آپ کو کیا جواب دیا انھوں نے کہا (یہ جواب دیا) کہ ابو شریح میں اس بات کو تمسے زیادہ جانتا ہوں

[۵] یہ عمرو بن سعید یزید کیطرف سے حاکم مدینہ تھا حضرت عبداللہ بن زبیر ان دنوں مکہ میں خلیفہ تھے انسے لڑنے کیلئے اُسنے مکہ کیطرف لشکر روانہ کیا تھا تو حضرت ابو شریح صحابی نے اُس سے یہ حدیث بیان کی جس سے مکہ میں جدال قتال کی ممانعت ثابت ہوتی مگر اس کمبخت نے نہ مانا اور اپنے ارادہ قبیح سے باز نہ آیا روایت ہے کہ یہ عمرو بن سعید ایکروز منبر پر چڑھ کے حضرت علی کو سب و شتم کرنے لگا اُسی وقت غضب الٰہی سے اُسے لقوہ ہو گیا ۱۲

وفی البخاری انحر بۃ الخیا نتہ .

(مشکوٰۃ)

(۳۵) عن السائب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبریل فامرنی ان آمر اصحابی او من معی ان یرفعوا اصواتھم بالاھلال بالتلبیۃ (البخاری)

(۳۶) عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع رجلا یقول لبیک عن شبرمۃ قال من شبرمۃ قال اخ لی او قریب لی قال حججت عن نفسک قال لا قال حج عن نفسک ثم حج عن شبرمۃ (ابوداؤد)

(۳۷) عن عمرو بن الاحوص قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی حجۃ الوداع ای یوم ھذا قالوا یوم الحج الاکبر قال فان دماءکم واموالکم واعراضکم بینکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا الا لا یجنی جان علی نفسہ الا لا یجنی جان علی ولدہ ولا مولود علی والدہ الا ان الشیطان قد ایس ان یعبد فی بلدکم

حرم کسی[عہ] گنہگار کو پناہ نہیں دیتا اور نہ خون کرکے بھاگ جانے والے کو اور نہ فساد کرکے بھاگ جانیوالے کو۔

۳۵ حضرت سائب سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل[ع] میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ میں اپنے صحابہ کو یا (یہ فرمایا) کہ جو لوگ میرے ساتھ ہیں انکو یہ حکم دوں کہ وہ اپنی آوازیں تکبیر کے ساتھ بلند کریں۔

۳۶ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لبیک[عہ] عن شبرمہ کہتے سنا تو آپنے پوچھا کہ شبرمہ کون ہے اُسنے کہا کہ میرا بھائی یا میرا عزیز ہے آپنے فرمایا تو اپنی طرف سے حج کرچکا ہے اُسنے کہا نہیں آپنے فرمایا تو اپنی طرف سے پہلے حج کرلے بعد اسکے شبرمہ کیطرف سے حج کر

۳۷ عمرو بن احوص کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں یہ پوچھتے ہوئے سنا کہ آج کون دن ہے لوگوں نے کہا کہ حج اکبر کا دن ہے آپنے فرمایا تو تمھارے خون اور تمھارے مال اور تمھاری آبروئیں تم میں باہم (ہمیشہ کیلئے) ایسی حرام ہیں جیسے انکی حرمت آج کے دن تمھارے اس شہر میں (تمکو معلوم) ہے آگاہ رہو کوئی شخص اپنی جان[سہ] پر کوئی جنایت نکرے آگاہ رہو کوئی شخص اپنے بیٹے پر اور بیٹا اپنے باپ پر جنایت نکرے آگاہ رہو شیطان اس بات سے مایوس ہوگیا ہے

عہ گویا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر سے مکہ میں جنگ کرنا اس سبب سے جائز سمجھتا تھا کہ وہ انکو گنہگار اور فسادی جانتا تھا ۱۲ عہ ترجمہ میں شبرمہ کیطرف سے لبیک کہتا ہوں ۱۲ - سہ جان پر جنایت کرنیکا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی جنایت کرے جس سے اُسکی جان جاتی رہے اور باپ پر جنایت کرنیکا یہ مطلب ہے کہ کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرے جس سے اسکا باپ ماخوذ ہو جائے یا ابتلائے بلا ہو جائے اسی قسم کا مطلب بیٹے پر جنایت کرنے کا ہے ۱۲

هذا ابدا ولكن ستكون له طاعة فيما
تحتقرون من اعمالكم فيرضى به
(الترمذى وصححه)

(۳۸) عن يحيى بن سعيد ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم كان جالسا وقبر يحفر
قبر بالمدينة فاطلع رجل فى القبر فقال
بئس مضجع المؤمن فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم بئسما قلت قال الرجل انى لم
ارد هذا انما اردت القتل فى سبيل الله
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا
مثل القتل فى سبيل الله ما على الارض
بقعة احب الى ان يكون قبرى بها منها
ثلث مرات رواه مالك مرسلا۔
(مشكوة)

(۳۹) عن على رضى الله عنه قال ما
كتبنا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
الا القران وما فى هذه الصحيفة قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
المدينة حرام ما بين عير الى ثور فمن
احدث فيها حدثا او اوى محدثا فعليه
لعنة الله والملائكة والناس اجمعين

کہ تمھارے اس شہر میں کبھی اسکی عبادت کی جائے ہاں
عنقریب اُن اعمال میں جنکو تم حقیر جانتے ہو اسکی اطاعت
کی جائیگی اور وہ اس سے خوش ہوجائیگا۔

حضرت(۳۸) یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم
بیٹھے ہوے تھے اور ایک قبر مدینہ میں کھودی جارہی تھی
تو ایک شخص نے قبر میں جھانکا اور اُسنے کہا کہ مومن کا کیا بُرا
ٹھکانا ہے تو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے بہت
بُرا کہا اُس شخص نے عرض کیا کہ میرا یہ مطلب نہ تھا میں نے تو
یہ مراد لی تھی کہ قتل فی سبیل اللہ (مسلمانوں کے لیے زیبا ہے
گھر میں مرجانا اچھا نہیں) تو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ہاں قتل فی سبیل اللہ کے برابر تو کوئی چیز
نہیں مگر روئے زمین پر کوئی مقام ایسا نہیں ہے کہ مجھے وہاں
اپنی قبر کا ہونا مدینہ سے زیادہ محبوب ہو (یہ) تین مرتبہ
آپ نے فرمایا۔

حضرت(۳۹) علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمنے رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے کچھ نہیں لکھا سوا قرآن کے اور سوا اسکے جو
اس صحیفہ میں ہے (اس صحیفہ میں یہ ہے کہ) رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ عیر (نامی پہاڑ) سے لیکے
ثور (نامی پہاڑ) تک حرام ہے جو شخص یہاں کوئی نئی
بات (ظلم وبدعت کی) کرے یا کسی نئی بات کے کرنے
والے کو جگہ دے اُسپر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی

عہ یعنی اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو امان دیدے تو تمام مسلمانوں پر اس امان کا برتنا لازم ہے گو امان
دینے والا بہت ادنیٰ درجہ کا آدمی ہو ۱۲۔

لا یقبل منه صرف ولا عدل ذمة المسلمین واحدة یسعی بها ادناهم فمن اخفر مسلما فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل صرف ولا عدل ومن دان قوما بغیر اذن موالیه فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل منه صرف ولا عدل　(متفق علیه)

لعنت اس سے نہ کوئی عبادت قبول ہوگی نہ طاعت تمام مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے انمیں کا ادنی شخص بھی اس ذمہ کی پیروی کرسکتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی آبروریزی کرے اسپر خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت نہ اسکی کوئی عبادت قبول ہوگی نہ طاعت اور جو شخص کسی قوم سے بغیر اپنے[عہ] موالی کی اجازت کے ولاء پیدا کرے اسپر خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت نہ اس کی کوئی عبادت مقبول ہوگی نہ طاعت۔

(۴۰) عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان النبی صلی الله علیه وسلم قال خیر الدعاء دعاء یوم عرفة وخیر ما قلت انا والنبیون من قبلی لا اله الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی کل شیٔ قدیر　(الترمذی)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ انکے دادا سے راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمدہ دعا عرفہ کے دن والی دعا ہے اور سب سے عمدہ کلام جو میں نے اور مجھ سے اگلے نبیوں نے کیا ہے یہ ہے (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں وہ ایک ہی کوئی اسکا شریک نہیں اسی کی ہے بادشاہت اور اسی کی ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

عہ موالی جمع ہے مولی کی جو شخص کسی غلام کو آزاد کرے وہ اس غلام کا مولی ہے یہی یہاں مراد ہے۔ یہ غلام اگر کچھ مال چھوڑ مرے اور کوئی وارث اسکا نہ ہو تو اس کا مال اس کے آزاد کرنیوالے کو ملتا ہے اسی کو ولا کہتے ہیں پس اگر کوئی شخص اپنے مولی کا حق قطع کرکے کسی دوسرے کو اپنا وارث بنائے تو یہ ناجائز ہے ۱۲

حامداً و مصلیاً

بسم الله الرحمن الرحيم

# چہل آثار امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(۱) ابو بكر عن شيخ قال عمر بن الخطاب من حج هذا البيت لا يريد غيره خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه

ابو بکر[ع] رض ایک شیخ سے راوی ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا جو شخص اس گھر کے حج کا ارادہ کرے اسکے سوا اور کچھ ارادہ نہ رکھتا ہو وہ اپنے گناہوں سے مثل اس دن کے نکل جائیگا جس دن اُسے اُسکی ماں نے جنا تھا۔

(۲) ابو بكر عن موسى بن سعيد قال عمر تلقوا الحجاج والعمار والغزاة فليدعوا لكم قبل ان يتدنسوا۔

ابو بکر رض موسی بن سعید سے راوی ہیں کہ حضرت عمر رض نے فرمایا حج کرنیوالوں اور عمرہ کرنیوالوں اور غازیوں سے ملو اور وہ تمھارے لیے دعا کریں قبل اسکے کہ گناہ میں ملوث ہوں۔

(۳) مالك عن سعيد بن المسيب ان عمر بن ابى سلمة استاذن عمر بن الخطاب ان يعتمر فى شوال فاذن له فاعتمر ثم قفل الى اهله ولم يحج

امام مالک سعید بن مسیب سے راوی ہیں کہ عمر بن ابی سلمہ نے حضرت عمر بن خطاب سے اس بات کی اجازت چاہی کہ شوال میں عمرہ کریں تو حضرت عمر نے انکو اجازت دیدی اور انھوں نے عمرہ کر لیا پھر اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ آئے اور حج نہیں کیا۔

(۴) البيهقى ان عمر بن الخطاب قال ان السبيل الزاد والراحلة

بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے کہا سبیل[ع] (سے مراد) زاد و راحلہ ہے۔

(۵) ابو بكر عن منية بنت محرز سمعت عمر بن الخطاب يقول احجوا هذه الذرية

ابو بکر رض منیہ بنت محرز سے راوی ہیں کہ انہوں نے عمر بن خطاب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ان بیبیات کو حج کراؤ اور ان کا مال

ع یہ ابو بکر محدثین میں ایک بڑے پایہ کے شخص ہیں انکی ایک کتاب ہے جو مصنف ابن ابی شیبہ کے نام سے مشہور ہے یہ روایتیں اسی کتاب کی ہیں ۱۲ ع یعنی یہ آیت میں جو ذکر ہے کہ حج اسپر فرض ہے جو سبیل کی مقدرت رکھتا ہو وہاں سبیل کی لفظ سے زاد راہ اور سواری مراد ہے ۱۲

ولا تاكلوا ارزاقها وتدعوا ذرياتها في اعناقها قيل الذرية ههنا النساء۔

عہ خورد برد نہ کر جاؤ کہ انکے حقوق انکی گردنوں پر رہ جائیں ذریات سے مراد عورتیں ہیں۔

(٦) البغوي روى ان عمر اذن ازواج النبي صلى الله عليه وسلم في آخر حجة حجها فبعث معهن عثمان بن عفان وعبد الرحمن قلت اختلفوا في المرأة تخرج من غير محرم فاحتج الشافعي بهذا على انه يجوز خروجها من غير محرم اذا كان معها نسوة ثقات وللحنفية ان يقولوا في الاثر انه جعل معهن عثمان وعبد الرحمن بمعنى محافظتهن وتوقيرهن وان كان معهن محارمهن والله اعلم۔

بغوی راوی ہیں کہ حضرت عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو اپنے اخیر حج میں اجازت حج کی دی تھی اور انکے ہمراہ عثمان بن عفان اور عبد الرحمن کو کر دیا تھا میں کہتا ہوں کہ عورت کے بارے میں علمائے اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ بغیر محرم کے باہر نکل سکتی ہے تو امام شافعی نے اسی حدیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ بغیر محرم کے اسکا نکلنا درست ہے بشرطیکہ اسکے ہمراہ پرہیزگار عورتیں ہوں اور عہ جو لوگ ناجائز کہتے ہیں انھیں اختیار ہے کہ کہیں اس اثر میں جو یہ ذکر ہے کہ حضرت عمر نے انکے ہمراہ عثمان اور عبد الرحمن کو کر دیا تھا تو یہ محض ان کی محافظت اور توقیر کے لیے اگرچہ ان کے ساتھ ان کے محارم بھی تھے۔

(٧) البخاري عن ابن عمر لما فتح هذان المصران اتوا عمر فقالوا يا امير المومنين ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حد لاهل نجد قرنا وهو جور عن طريقنا وان اردنا قرنا شق علينا قال فانظروا حذوها من طريقكم فحد لهم ذات عرق۔

بخاری حضرت ابن عمر سے راوی ہیں کہ جب دونوں شہر (یعنی بصرہ اور کوفہ) فتح ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کیلیے قرن کو میقات مقرر فرمایا تھا اور وہ ہمارے راستہ سے ہٹا ہوا ہے اور ہم اگر قرن جانا چاہیں تو ہمپر شاق ہوگا حضرت عمر نے کہا کہ تم اسکے محاذات پر اپنی راہ میں کوئی مقام تجویز کر لو چنانچہ حضرت عمر نے انکے لیے ذات عرق کو مقرر کر دیا۔

---

عہ یعنی ایسا نہ کرو کہ انکے مال تم اپنے تصرف میں لے آؤ کہ وہ فقیر ہو جائیں اور حج نہ کر سکیں اور اسکی وجہ سے یہ بار ان کی گردن پر رہے ١٢

عہ یہ شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا قول ہے حنفیہ کے نزدیک بغیر محرم کے عورت کا سفر ناجائز ہے ان کی طرف سے جواب وہی ہے جو حضرت شیخ نے ذکر کیا ہے ١٢

(۸) ابو بکر عن الحسن ان عمران بن حصین احرم من البصرة فقدم علی عمر فاغلظ له فقال یتحدث الناس ان رجلا من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم احرم من الامصار۔

(۹) ابو بکر عن مسلم بن سلمان ان رجلا احرم من الکوفة فراه عمر سیئ الهیأة فاخذ بیده وجعل یدوربه فی الخلق ویقول انظروا الی ما صنع هذا بنفسه وقد وسع الله علیه قلت معناه الکراهیة للمقتدی ولمن خیف علیه ان یفوت حقوق الاحرام۔

(۱۰) ابو بکر عن ابن عمر وجد عمر بن الخطاب ریحا فتوعد صاحبها فوجد معاویة فالقی ملحفة کانت علیه یعنی مطیبة قلت لم یاخذ بهذا اهل الفقه لما صح عندهم من حدیث عائشة کانی انظر الی وبیض الطیب فی مفرق رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد ثلث من احرامه اخرجه الشیخان قلت والاوجه ان یقال استدامة الطیب علی البدن یجوز لان البدن یکدره وعلی الثوب لا یجو

ابوبکر حسن بصری سے راوی ہیں کہ عمران بن حصین بصرہ سے احرام باندھ کر حضرت عمر کے پاس آئے تو حضرت عمر نے اُن پر سختی کی [۵] اور فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے (دور دراز) شہروں سے احرام باندھ کر آئے تھے

ابوبکر مسلم بن سلمان سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے کوفہ سے احرام باندھا تھا حضرت عمر نے اسکو بری حالت میں دیکھا تو اُسے پکڑ لیا اور لوگوں میں اُسکو گشت کرایا اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اس شخص کو دیکھو اسنے اپنی جان کے ساتھ کیا (بُرا سلوک) کیا حالانکہ اللہ نے اسے وسعت دی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ پیشوا کیلئے (یہ بات) مکروہ ہے اور اس شخص کیلئے جسے حقوق احرام کے فوت ہونیکا خوف ہو۔

ابوبکر حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے کچھ خوشبو پائی تو جسکے پاس وہ خوشبو تھی اُسے ڈانٹا پس حضرت معاویہ نے بھی اپنی خوشبودار چادر اُتار ڈالی۔ میں کہتا ہوں کہ اہل فقہ نے اس اثر پر عمل نہیں کیا کیونکہ انکے نزدیک حضرت عائشہ کی روایت سے یہ ثابت ہے (وہ کہتی ہیں) کہ گویا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں احرام کے تین دن بعد تک خوشبو کی چمک دیکھتی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ زیادہ مدلل یہ ہے کہ کہا جائے کہ بدن [۶] پر خوشبو کا لگا رہنا جائز ہے کیونکہ میل اُسکو خراب کر دیگا اور کپڑے پر ناجائز ہے

۵ معلوم ہوا کہ میقات سے پہلے احرام نہ باندھنا چاہیئے ۱۲

۶ یہی مذہب حنفیہ کا ہے کہ بدن پر اگر احرام سے پہلے خوشبو لگائی تو اب بعد احرام کے جسم سے اسکا زائل کرنا ضروری نہیں بخلاف کپڑے کے پس حضرت عمر کا کپڑے کی خوشبو سے ممانعت کرنا موافق حنفیہ کے ہے ۱۲

لان الطیب یبقی فی الثوب کما کان۔

کیونکہ کپڑے پر خوشبو جیسی تھی ویسی ہی باقی رہے گی۔

(۱۱) ابوبکر عن المسود بن مخرمة کانت تلبیة عمر لبیك اللهم لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك لبیك مرغوبا و مرهوبا الیك لبیك ذا النعماء والفضل الحسن۔

(۱۱) ابوبکر مسور بن مخرمہ سے راوی ہیں کہ حضرت عمر کا تلبیہ یہ تھا (ترجمہ) اے اللہ میں بار بار تیرے دروازہ پر حاضر ہوں کوئی تیرا شریک نہیں میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں بیشک ہر طرح کی تعریف اور احسان تیرے ہی لیے ہے اور بادشاہی میں کوئی تیرا شریک نہیں میں حاضر ہوں خوف اور امید کے ساتھ میں حاضر ہوں اے نعمتوں اور عمدہ بزرگی والے۔

(۱۲) ابوبکر عن القاسم قال عمر یا اهل مکة مالی اراکم مدهنین والحاج شعثا غبرا اذا رایتم هلال ذی الحجة فاهلوا۔

(۱۲) ابوبکر قاسم سے راوی ہیں کہ حضرت عمر نے کہا اے اہل مکہ کیا بات ہے کہ میں تم کو (سروں میں) تیل ڈالے ہوئے دیکھتا ہوں حالانکہ حاجی لوگ پراگندہ مو غبار آلودہ ہوتے ہیں تم جب ذی الحجہ کا چاند دیکھو تو احرام باندھ لیا کرو۔

(۱۳) ابوبکر عن ابی وائل خرجنا حجاجا ومعنا الصبی بن معبد فاحرم بالحج والعمرة فقدمنا الی عمر فذکر ذلك له فقال هدیت لسنة نبیك صلی الله علیه وسلم۔

(۱۳) ابوبکر ابووائل سے راوی ہیں کہ ہم حج کرنے کے لیے نکلے اور ہمارے ہمراہ صبی بن معبد بھی تھے انھوں نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھ لیا بعد اسکے ہم حضرت عمر کے پاس گئے اور صبی بن معبد نے اُنسے اسکا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ تمنے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی ہدایت پائی۔

(۱۴) ابوحنیفة عن حماد عن ابراهیم عن عمر بن الخطاب انه انما نهی عن الافراد فاما القران فلا قال محمد یعنی بقوله نهی عن الافراد افراد العمرة۔

(۱۴) امام ابوحنیفہ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ حضرت عمر بن خطاب سے راوی ہیں کہ انھوں نے صرف افراد سے منع فرمایا ہے نہ قران سے۔ امام محمد کہتے ہیں کہ افراد سے مراد صرف عمرہ کا کرنا۔

(۱۵) ابوبکر عن طاؤس عن ابن عباس تمتع رسول الله صلی الله علیه وسلم وابوبکر و عمر وعثمان واول من نهی عنها

(۱۵) ابوبکر طاؤس سے وہ حضرت ابن عباس سے راوی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر و عثمان نے (برابر) تمتع کیا ہے اور سب سے پہلے جس نے تمتع

معاویۃ۔

(۱۶) احمد بن حنبل عن ابی سعید خطب عمر الناس فقال ان اللہ عزوجل خص لنبیہ ما شاء وان نبی اللہ قد مضے لسبیلہ فاتموا الحج والعمرۃ للہ کما امرکم اللہ عزوجل

(۱۷) احمد بن حنبل عن جابر بن عبد اللہ تمتعنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم ومع ابی بکر فلما ولی عمر بن الخطاب خطب الناس فقال ان القرآن ھو القرآن ان رسول اللہ ھو الرسول کانتا متعتان علے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احدھما متعۃ الحج و الاخری متعۃ النساء۔ معناہ لیستا بعدہ۔

(۱۸) مالک وابوبکر عن ابن عمر قال افصلوا بین حجکم وعمرتکم فان ذلک اتم لحج و اتم لعمرتہ ان یعتمر فی غیر اشہر الحج

قلت وھذا اشد المواضع التی اختلف فیھا علی عمر والاوجہ عندی ان

سے منع کیا وہ معاویہ ہیں۔

۱۶ امام احمد بن حنبل ابوسعید سے راوی ہیں کہ حضرت عمر نے خطبہ پڑھا تو (اسمیں) بیان کیا کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کے لیے جو چاہا خاص کر دیا اور بیشک نبی خدا اپنی راہ پر چلے گئے پس تم حج عمرہ کو اللہ کیلئے پورا کرو جیسا کہ اللہ عزوجل نے تمھیں اس کا حکم دیا ہے۔

۱۷ امام احمد بن حنبل حضرت جابر بن عبد اللہ سے راوی ہیں کہ ہمنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کیساتھ تمتع کیا پھر جب عمر بن خطاب خلیفہ ہوے تو انھوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ قرآن وہی قرآن ہو اور بیشک رسول اللہ وہی رسول ہیں دو متعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے ایک تو متعہ الحج دوسرا متعہ النساء یعنے یہ دونوں آپ کے بعد نہیں رہے۔

۱۸ امام مالک اور ابوبکر حضرت ابن عمر سے راوی ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا اپنے حج و عمرہ کے درمیان میں فصل کر دو کیونکہ اسمیں تمھارا حج بھی کامل ہوگا اور عمرہ بھی کہ حج کے مہینوں کے علاوہ اور مہینوں میں عمرہ کرو۔ میں کہتا ہوں کہ جن مسائل میں حضرت عمر سے مختلف روایتیں نقل کی گئی ہیں انمیں سب سے زیادہ مشکل یہ مقام ہے اور میرے نزدیک عمدہ بات

ع یہ قول شاہ ولی اللہ صاحب کا ہو واقعی نہایت نفیس فیصلہ کیا ہو اسپر جسقدر غور کیا جاتا ہو اُسی قدر اسکی خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں تمتع کے بارے میں اکثر لوگونکا یہی خیال ہے کہ حضرت عمر اسکے عدم جواز کے قائل تھے جیسا کہ بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہی لیکن اس فیصلہ پر غور کرنیکے بعد صاف کھل جاتا ہو کہ حضرت عمر اسکے عدم جواز کے قائل نہ تھے بلکہ وہ جس چیز کو ناجائز کہتے تھے وہ حج کے احرام کا عمرہ سے بدل دینا ہے نہ کہ تمتع ۱۲

اکل کلام محمل وکان عمر یختار الا
الافراد ویرخص فی التمتع والقران اما قول
ابن عباس تمتع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وابوبکر وعمر فمعنا تقدیم طواف القدوم قبل
طواف الافاضۃ وجعل السعی عقیب طواف
القدوم واما قولہ خص لنبیہ ماشاء فہو
فسخ الحج بالعمرۃ فذلک خاص بزمان النبوۃ
اراد بھذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھدم مذھب
الجاھلیۃ من قولھم العمرۃ فی اشھر الحج
من افجر الفجور واما الافراد الذی نھی عنہ
فھو ترک طواف القدوم۔

(۱۹) ابوبکر سئل عمر عن العمرۃ بعد الحج
فقال ھی خیر من لاشئ۔

قلت معناہ ان العمرۃ من المیقات افضل
بکثیر من العمرۃ من التنعیم ونحوہ والعمرۃ
فی غیر اشھر الحج افضل بکثیر من العمرۃ
فی اشھر الحج۔

(۲۰) ابوبکر عن وھب بن الاجدع سمع
عمر یقول اذا قدم الرجل حاجا
فلیطف بالبیت سبعا ثم یصلی عند المقام
رکعتین۔

(۲۱) الشافعی عن حنظلۃ بن طاوس
سمعت عمر یقول اقلوا الکلام فی الطواف

یہ ہے کہ ہر گفتگو کا ایک خاص مطلب ہے تاہم حضرت عمر
افراد کو بہتر سمجھتے تھے اور تمتع اور قران کی بھی اجازت
دیتے تھے اور حضرت ابن عباس کا یہ کہنا کہ رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر نے تمتع کیا ہے اسکا مطلب یہی ہے کہ
طواف قدوم کا طواف افاضہ سے پہلے کرنا اور بعد طواف
قدوم کے سعی کرنا (وہ لوگ کیا کرتے تھے) اور حضرت عمر
کا یہ فرمانا کہ اللہ نے اپنے نبی کیلئے جو چاہا خاص کر لیا اس سے
مراد حج کا عمرہ سے بدل دینا کہ یہ زمانہ نبوت کیساتھ خاص تھا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے مذہب جاہلیت کے مٹا دینے کا ارادہ
کیا تھا جو لوگ کہتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سخت
برائی ہے اور لیکن وہ افراد جس سے حضرت عمر نے منع کیا ہے
وہ افراد ہے جسمیں طواف قدوم ترک کردیا جائے۔

(۱۹) ابوبکر راوی ہیں کہ حضرت عمر سے بعد حج کے عمرہ کرنیکے
بابت پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ نہ کرنیسے بہتر ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اسکا یہ مطلب ہے کہ میقات سے عمرہ کرنا بدرجہا
بہتر ہے تنعیم وغیرہ سے عمرہ کرنیسے اور حج کے مہینوں کے سوا
اور مہینوں میں عمرہ کرنا حج کے مہینوں میں عمرہ کرنیسے

(۲۰) ابوبکر وہب بن اجدع سے راوی ہیں کہ انھوں نے حضرت
عمر کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص حج کے ارادے
سے آئے تو اسے چاہیئے کہ سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرے
بعد اسکے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھے۔

(۲۱) امام شافعی حنظلہ بن طاوس سے راوی ہیں کہ انھوں نے
کہا میں نے حضرت عمر کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگوں طواف

فانما انتم فی صلوٰۃ۔

(۲۲) ابوبکر عن عبد اللہ بن عامر بن ربیعۃ ان عمر بن الخطاب رمل ما بین الحجر الی الحجر۔

(۲۳) احمد بن حنبل عن زید بن اسلم عن ابیہ قال عمر فیما الرملان والکشف عن المناکب قد اطأ اللہ الاسلام ونفی الکفر واھلہ ومع ذلک لا ندع شیئا کنا نفعل علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲۴) ابوبکر عن عابس بن ربیعۃ استلم عمر الحجر وقبلہ وقال لولا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلک ما قبلتک۔

(۲۵) ابوبکر عن یعلی بن امیۃ قال لی عمر اما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یستلم منھا الا الحجر قلت بلی قال فما لک بہ اسوۃ حسنۃ قلت بلی۔

میں باتیں کم کرو کیونکہ تم گویا نماز میں ہو۔

۲۲ ابوبکر عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے راوی ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے حجر اسود (عہ) سے لے کے حجر اسود تک رمل کیا۔

۲۳ امام احمد بن حنبل زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا دونوں رمل اور شانوں کا کھولنا (عہ) اب کیا مفید ہے اور بیشک اللہ نے اسلام کو غالب کردیا اور کفر کو اور کفر والوں کو مٹا دیا مگر باوجود اسکے ہم جو باتیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کرتے تھے اُن کو ترک نہ کریں گے۔

۲۴ ابوبکر عابس بن ربیعہ سے راوی ہیں کہ حضرت عمر نے حجر اسود کا استلام کیا اور اسکو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اگر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

۲۵ ابوبکر یعلی بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا مجھ سے حضرت عمر نے فرمایا کہ کیا تمنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ کعبہ میں صرف حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے میں نے عرض کیا کہ ہاں (میں نے دیکھا ہے) حضرت عمر نے کہا تو کیا تمکو آپکے ساتھ اقتدا نہیں ہے میں نے کہا کہ ہاں (ہے)۔

عہ یعنی پورے شوط میں رمل کرتے تھے ۱۲

عہ شانوں کے کھولنے سے مراد اضطباع ہے رمل اور اضطباع کی حکمت یہ تھی کہ کفار قریش نے مسلمانوں کی نسبت کہا تھا کہ ان کو مدینہ کے بخار نے کمزور کردیا ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اکڑ اکڑ کے طواف کرو ۱۲

(۲۶) ابوبکر عن وھب بن الاجدع انه سمع عمر یقول یبدأ بالصفا ویستقبل البیت ثم یکبر سبع تکبیرات بین کل تکبیرتین حمد الله وصلوۃ علی النبی صلی الله علیه وسلم ومسألة لنفسه وعلی المروۃ مثل ذلك

۲۶ ابوبکر وہب بن اجدع سے راوی ہیں کہ انھوں نے حضرت عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ صفا سے (طواف کی) ابتدا کیجائے اور کعبہ کیطرف منھ کرکے سات مرتبہ تکبیر کہی جائے ہر دو تکبیروں کے درمیان میں اللہ کی حمد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے اور اپنے لیے دعا مانگی جائے اور اسی طرح مروہ پر بھی۔

(۲۷) ابوبکر عن بکر سعیت مع عمر فی بطن المسیل۔

۲۷ ابوبکر سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کے ہمراہ بطن مسیل میں سعی کی۔

(۲۸) ابوبکر عن ھشام بن عروۃ عن ابیه ان عمر کان یلبی علی الصفا والمروۃ و یشته صوته ویعرف صوته باللیل ولا یری وجهه۔

۲۸ ابوبکر ہشام بن عروہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر صفا مروہ پر تلبیہ کرتے تھے اور اپنی آواز بلند کرتے تھے رات کو انکی آواز سنائی دیتی تھی اور انکا چہرہ نہ دکھائی دیتا تھا۔

(۲۹) ابوبکر عن علقمة والاسود عن عمر انه جمع بین الظهر والعصر بعرفات ثم وقف۔

۲۹ ابوبکر علقمہ اور اسود سے وہ حضرت عمر سے راوی ہیں کہ حضرت عمر نے عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھی بعد اسکے وقوف کیا۔

(۳۰) ابوبکر عن الاسود عن عمر انه صلاهما بجمع

۳۰ ابوبکر اسود سے راوی ہیں کہ حضرت عمر نے مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی نماز ایک ساتھ پڑھی۔

(۳۱) احمد بن حنبل عن عمرو بن میمون صلی بنا عمر بن الخطاب بجمع الصبح ثم وقف وقال ان المشرکین کانوا لا یفیضون حتی تطلع الشمس وان رسول الله صلی الله علیه وسلم خالفهم ثم افاض قبل ان تطلع الشمس۔

۳۱ امام احمد بن حنبل عمرو بن میمون سے راوی ہیں کہ ہمیں عمر بن خطاب نے مزدلفہ میں صبح کی نماز پڑھائی بعد اُس کے وقوف کیا اور فرمایا کہ مشرکین (مزدلفہ سے) نہ جاتے تھے جبتک کہ آفتاب نہ نکل آئے اور بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی مخالفت کی تھی لہذا آپ نے قبل طلوع آفتاب کے کوچ کر دیا تھا۔

(۳۲) مالك عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر خطب الناس بعرفة وعلمهم امر الحج فقال لهم فيما قال اذا جئتم منى فمن رمى الجمرة فقد حل له ما حرم على الحاج الا النساء والطيب لا يمس احد نساء ولا طيبا حتى يطوف بالبيت۔ قلت ترك الفقهاء قوله والطيب لما صح عندهم من حديث عائشة وغيرها ان النبي صلى الله عليه وسلم تطيب قبل طواف الافاضة

۳۲ امام مالک عبد اللہ بن دینار سے وہ حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے عرفات میں لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور انھیں حج کا طریقہ تعلیم کیا پس اپنی گفتگو میں انسے یہ کہا کہ جب تم منیٰ ہو پہنچو تو جو شخص رمی کر چکے اسکے لیے تمام وہ چیزیں جو حاجی کیلئے حرام ہوتی ہیں حلال ہو جاتی ہیں سوا عورتوں کے اور خوشبو کے لہذا کوئی شخص بغیر طواف کے عورت اور خوشبو کے قریب نہ جائے میں کہتا ہوں کہ فقہانے حضرت عمر کا یہ قول کہ خوشبو حرام ہی ترک کر دیا ہے کیونکہ ان کے یہاں حضرت عائشہ وغیرہ کی روایت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل طواف افاضہ کے خوشبو لگائی۔

(۳۳) ابوبكر عن ابن اسحٰق سئل عكرمة عن الاهلال متى ينقطع فقال اهل رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى رمى الجمرة وابوبكر وعمر

۳۳ ابوبکر بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ عکرمہ سے اہلال کی بابت پوچھا گیا کہ کب موقوف کیا جائے تو انھوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رمی تک اہلال کیا تھا اور ابوبکر و عمر نے بھی۔

(۳۴) مالك عن يحيى بن سعيد ان عمر بن الخطاب رد رجلا من مر الظهران ان لم يكن ودع البيت حتى ودع۔

۳۴ امام مالک یحییٰ بن سعید سے راوی ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے مر الظہران سے ایک شخص کو واپس کر دیا اُس نے طواف وداع نہ کیا تھا یہانتک کہ وہ طواف وداع کر آیا۔

(۳۵) مالك انه بلغه ان عمر بن الخطاب كان يقف عند الجمرتين وقوفا طويلا حتى يمل القائم

۳۵ امام مالک کہتے ہیں کہ انکو یہ خبر ملی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب دونوں جمروں کے پاس بہت دیر تک وقوف کرتے تھے یہانتک کہ کھڑا ہونیوالا تھک جاتا۔

(۳۶) ابوبكر عن سليمان بن ربيعة

۳۶ ابوبکر سلیمان بن ربیعہ سے راوی ہیں کہ ہمنے حضرت عمر

نظرنا عمر فاتی الجمرة الثالثة فرماها ولم يقف عندها۔

کو دیکھا کہ وہ تیسرے جمرہ کے پاس آئے اور اُسے رمی کی اور اُسکے پاس وقوف نہیں کیا۔

(۳۷) مالك عن عطاء بن ابی رباح ان عمر بن الخطاب قال ليعلى بن امية وهو يصب على عمر بن الخطاب ماءً وهو يغتسل يصب على راسی اصبب فلن يزيده الماء الا شعثا۔

۳۷ امام مالک عطاء بن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے یعلی بن امیہ سے کہا اور وہ حضرت عمر بن خطاب پر پانی ڈال رہے تھے اور وہ غسل عہ کر رہے تھے کہ میرے سر پر پانی ڈالو کیونکہ پانی پراگندہ موئی اور بھی زیادہ کر دے گا۔

(۳۸) ابو حنيفة عن ابی سلمة عن رجل عن ابی هريرة مررت فی البحرين يسألونی عن لحم الصيد يصيده الحلال هل يصلح للمحرم ان يأكله فافتيتهم بأكله وفی نفسه منه شیٔ ثم قدمت على عمر بن الخطاب فذكرت ما قلت لهم فقال لو قلت غير ذلك لم تقل بين اثنين ما بقيت۔

۳۸ امام ابو حنیفہ ابو سلمہ سے وہ ایک شخص سے وہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا میں (مقام) بحرین میں گیا تو لوگ مجھے شکار کے گوشت کی بابت پوچھنے لگے کہ اگر اسکو غیر محرم شکار کرے تو کیا محرم کو جائز ہے کہ اُسے کھالے میں نے اُن لوگوں کو اُسے کھانیکا فتویٰ دیا اور میرے دل میں اسکی طرف سے تردد تھا پھر میں حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا تو جو کچھ میں نے اُن لوگوں سے کہا تھا اسکا ذکر اُنسے کیا انھوں نے کہا کہ اگر تم عہ اسکے سوا اور کچھ کہتے تو جبتک تم زندہ رہتے کبھی دو آدمیوں کے درمیان کچھ نہ کہنے پاتے۔

(۳۹) مالك عن عبد الملك بن قرير عن محمد بن سيرين ان رجلا جاء الى عمر بن الخطاب فقال انی اجريت انا و

۳۹ امام مالک عبد الملک بن قریر سے وہ محمد بن سیرین سے راوی ہیں ایک شخص حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میں نے اور میرے ایک ساتھی نے ایک ہرن کے

---

عہ معلوم ہوا کہ حالت احرام میں غسل کرنا منع نہیں ۱۲

عہ مطلب یہ ہے کہ یہ فتویٰ تمہارا صحیح ہے مگر اسکے خلاف تم کہتے تو وہ غلط ہوتا اور اُس غلط فتوی کی سزا میں تمہارے لیے قطعی ممانعت کر دی جاتی کہ پھر کبھی تم کسی کو مسالہ نہ بتاتے ۱۲

صاحب لی فرسین الی ثغرۃ ثنیۃ فاصبنا ظبیا ونحن محرمان فماذا تری فقال عمر لرجل الی جنبہ تعال حتی حکم انا وانت قال فحکما علیہ ببعیر فولی الرجل وہو یقول ھذا امیر المومنین لم یستطع ان یحکم فی ظبی حتی دعا رجلا یحکم معہ فسمع عمر قول الرجل فسألہ ھل تقرأ سورۃ المائدۃ قال لا قال فھل تعرف ھذا الرجل الذی حکم معی فقال لا فقال عمر لو اخبرتنی انک تقرأ المائدۃ لاوجعتک ضربا ثم قال ان اللہ تبارک وتعالے یقول فی کتابہ یحکم بہ ذوا عدل منکم ھدیا بالغ الکعبۃ وھذا عبد الرحمن بن عوف۔

(۴۰) عن زید بن اسلم عن ابیہ عن عمر قال اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک وجعل موتی فی بلد رسولک۔

(البخاری)

پیچھے گھوڑا دوڑایا تو ہمنے ایک ہرن کو شکار کیا اور ہم (اسوقت) محرم تھے پس آپ کی کیا رائے ہی حضرت عمر نے ایک شخص سے جو انکے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا یہ کہا کہ آؤ تاکہ ہم تم دونوں حکم دیں چنانچہ اُن دونوں نے اُس شخص پر ایک اونٹ قربانی کرنیکا حکم دیدیا تو وہ شخص یہ کہتا ہوا پھر چلا کہ یہ امیر المومنین ہیں کہ ایک ہرن کے بارے میں حکم نہیں دیسکتے یہاں تک کہ ایک اور شخص کو بلایا جو انکے ساتھ حکم کرے پس حضرت عمر نے اُس شخص کا کہنا سُنا تو اُس سے پوچھا کہ کیا تو سورۂ مائدہ پڑھتا ہی اُسنے کہا نہیں حضرت عمر نے کہا کہ تو اس شخص کو جانتا ہی جس نے میرے ساتھ حکم دیا ہے اُسنے کہا نہیں حضرت عمر نے کہا اگر تو مجھسے بیان کرتا کہ سورۂ مائدہ پڑھا ہوا ہے تو میں تجکو بہت مارتا پھر انھوں نے کہا کہ اللہ بزرگ و برتر اپنی کتاب میں فرماتا ہی۔ یحکم بہ ذوا عدل منکم ھدیا بالغ الکعبۃ۔ اور یہ عبد الرحمن بن عوف ہیں۔

زید بن اسلم اپنے والد سے وہ حضرت عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب کر اور میری موت اپنے رسول کے شہر میں کر۔

تمام شد

ع ترجمہ اسکا یہ ہو کہ دو عدالت والے آدمی اس شکار کے بدلہ کا حکم دیں وہ ہدی ہو کعبہ تک پہونچنے والے مطلب یہ ہو کہ اس آیت میں حکم ہو کہ دو آدمی شکار کی جزا تجویز کریں اسوجہ سے میں نے تنہا تجویز کرنا پسند نہیں کیا ۱۲